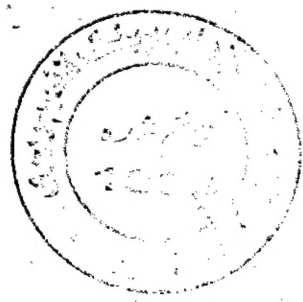


کتابخانه ملی ایران



سلسلہ



جعفر طاہر

ناشر

ممتاز اکید ط حیدر ط و این ضلع ہمای

انتساب



عالی مرتبت سردار غلام نبی خان صاحب رئیس اعظم
سرپرست اعلیٰ ممتاز اکیڈمی (وجنرڈ) بینہ واہن
کے نام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۲۹۴۲۹

851.0863

جی - سل

غزل

پہنچے جو رند اڑ کے پر جبریل پر
گھڑوں کی چاندنی میں جھلکتی رہی شرب
روشن بھیلیوں پر ستاروں کے و سب
وہ جام جیسے پھولوں کے منبر سرفراز
تھا ہاتھ اپنا ساتی کوثر کے ہاتھ میں
ہرمت ایک بارش باران نور ممتی
تائید کبریا کی وہ چہرں پر آب تاب
پیتے رہے نجوم و جواہر کے دریاں
سرگوشیاں فرشتوں میں ہوتی رہیں نگر
پیر مغال وہ ساتی کوثر علی ولی
ہم نے قصیدہ چھیڑ دیا سلسبیل پر
طاہر وہ قدسیوں کی صفیں شور مہربا
وہ نور خور خور کے رُوسے جیل پر

سبھ

گدگد نہت بر آئیب یار پیدا جائے

جرعہ ہا

سید الکلام کیپٹن سید جعفر طاہر ریٹائرڈ جدید ادب میں ایک ممتاز مقام اور مرتبہ کے مالک ہیں وہ ہماری زبان اور اسالیب فکر و بیان کی آبرو ہی نہیں بلکہ جدید ادب کی ایک نہایت ہی قد آور شخصیت بھی ہیں۔ اُن کا پہلا مجموعہ کلام ”ہفت کشور“ ۱۹۶۳ء میں چھپا۔ اور اس مجموعہ پر چھپتے ہی انہیں آدم جی لٹریچر ایوارڈ کی صورت میں پانچ ہزار روپے کا گراں قدر انعام دیا گیا ۱۹۷۱ء میں قصر ابوطالب لاہور میں ”یوم نگہبانِ رسالت“ کے موضوعی مقابلے میں انہیں قلم نے شاعری کا پہلا انعام اور ایوارڈ دیا۔ دوسرے ضلع اور مومنین جھنگ نے پاکستان کے نامور مداح اہلسیت حضرت انوار شہیدی کے زیرِ اہتمام بزمِ توقیر ابوطالب کا افتتاحی جشن منایا۔ اس جشن میں سیٹج سیکرٹری کے فرائض پاکستان کے مشہور شاعر شعلہ بیان حضرت شیر افضل جعفری مدظلہ نے ادا کئے۔ سید جعفر طاہر صاحب کو سید الکلام کا خطاب عطا کیا گیا اور ان کی باقاعدگی سے دستار بندی کی گئی۔

سید عابد علی عابد مشہور علمی جریدے ”صحیفہ“ ۲۳ واں شمارہ اپریل ۱۹۶۲ء میں ”جمع منگلم“ کے تحت لکھتے ہیں کہ ”انہیں ایک اعتبار سے نئی پود کا شاعر کہا جاسکتا ہے اور ایک طرح ایک نسل کا جو قدیم و جدید کے سنگم پر کھڑی ہے۔ جعفر طاہر کی معنوی بندی کی یہ دلیل ہے کہ انہوں نے مشرق و مغرب کے صنفیاتی اقبانوں اور تاریخ کے خشک کوائف کو اپنے فنی شعور سے کام لے کر ایسی شکل دی ہے جسے وحدتِ تالیفی کہہ سکتے ہیں۔ مغرب کے سازنیوں کی طرح ان کے شعر میں وہ نغمہ ہے جسے HARMONY کہتے ہیں اور وہ شیریں صوت بھی جسے ترنم یا MELODY کہتے ہیں۔ وہ صرف مشرق و مغرب کی روایات ہی سے آگاہ نہیں بلکہ موسیقی کی نئے تال، سر اور نئے کی ٹیمپت اور

- ۱۵ رات کبیرا حضرت امام حسین علیہ السلام
 صاحب الملک والجناب غایت مبارکی جن نام پاک منقذ
 شاه صاحب ملک کا دشمن برقی پندی کا دشمن برقی پندی
- ۱۱ ظہور قدسی -
 والا جناب سردار غلام فی خان ذوالبرکات علم جن نہ پری پری
 آف بخشد و این تحصیل مادی آباد ملک حرم پری میں پرمی گئی
- ۱۲ مصدق نبوت حضرت سید خدیجہ اجمری
 برائے قدم صاحب سید و اجداد علی شاه صاحب
 زمین علم شاه جیو نہ منقذ جنگ
- ۱۳ نور حرم عید السلام
 اجداد سید ریاضی قول صاحب
- ۱۴ گوہر نبوت حضرت سید فاطمہ الزہرا
 اجداد سید ریاضی قول صاحب
- ۱۵ خزینۃ الکلام حضرت زہرا ثانی علیہ السلام
 ملک مقبول حسین صاحبی سی اس ریڈو
 مولانا نسیم عباس صاحب مدظلہ
- ۱۶ ناموس وفا حضرت عباس علیہ السلام
 سید سرور حسین شاه صاحب بخاری
 دار کثرت عسری پرچیزانہ شہور پندی
- ۱۷ نشید نوا شہیدان کربلا
 جناب کرنی سید غور حسین زیدی
 کا دشمن برقی پندی
- ۱۸ سفیر حرم حضرت مسلم و فرزند انیم
 شیخ ممتاز جاوید صاحبی لے کر پندی
 بنا شیخ صاحبی لے کر پندی
- ۱۹ لسان صدق حضرت امام جعفر صادق
 انصار الحسین راوی پندی
 سردار غلام فی خان ذوالبرکات
- ۲۰ قائم دُوراء حضرت امام صاحب العصر
 والزمان علیہ السلام
 حضرت مولانا سیف علی صاحب مدظلہ
- ۲۱ گل زرجب حضرت امام مهدی علیہ السلام
 کرنی سید زاهد رضا جعفری
 دیانے راوی کے کنائے
- سلام اور غزلیات مختلف احباب کی فرمائش پر لکھی گئیں

طراز - نقش و نگار - آرائش - سجاف
 طراز - شرکتان کا ایک قسم جسے شہر

طراز عز و جلال
 ملک - نقش و نگار - آرائش - سجاف
 مالک الملک، طراز عز و جلال
 منور ضد البطل و تشبیه اللہ تعالیٰ

بہ حبیب ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 اے قادر و قیوم و قوی، قائمِ دوراں
 کیا لائے بھلا کوئی تری ذات پر بُہاں
 کیا لافِ خرد کیا ہو کس فہم و تفکر
 کیا ندرتِ افکار و خیالات پریشاں
 کیا حوصلہ دانش و تدبیر و تخیل
 کیا ناطقہ شوق و لبِ ذکرِ کربیاں
 کیا جدتِ اسلوب و ادا، حُسنِ معانی
 ہر چند کہ سعدی و سنائی بولِ شناخواں
 تمکینِ تصور نہ سرورِ برگِ بیاں ہے
 کیا حُسنِ ادا، زورِ زباں، نامِ سخنِ داناں
 ہر دلولہ و قدرتِ اظہارِ خجل ہے
 ہر شیوہ گفتارِ یہاں سر بہ گریباں
 کیا نظم کا یہ شور یہ غوغائے زباناں
 کیا شوخی تحریر و عباراتِ ادیباں
 آشوبِ گہِ عشق میں کیا ناقہ، توفیق
 کیا نعمہ جبریلِ امیں، لُحْنِ حدی خواں

غالب کی بجائے سودا کے زیادہ مشابہت ہے۔

تعمیرِ خجالت کے سوا کچھ بھی نہیں ہیں
 الفاظ و معانی و صرف و ہموالواں
 پوشیدہ ترے علم سے کچھ بھی تو نہیں ہے
 اے تو کہ نہیں تجھ سے نہاں پیدا و نہاں
 کیا چیز ترا کوئے کرم شہرِ حرم ہے
 ہر دل میں ہیں پیوست ہزاروں سرِ پیکاں
 یہ ذوقِ تماشا یہ تری ناز نگاہی
 آدمِ سانبی لاشہ ہایل پہ گریباں
 ہیں تیری سماعت کی رضا و نوح کے نوے
 چشمانِ پیسیر ہیں کہ سرِ چشمہ طوفاں
 انصاف ترا تحت کو تختے میں بدل دے
 اے تو کہ ترے ہاتھ میں ہے عدل کی میزاں
 یہ صرصرِ تقدیر و سمومِ ستم آرا
 خارا کی چٹانوں میں بدنے لگے ایواں
 فرزندِ تیرِ تیغِ قضا تیرا تقاضا
 انعام کہ ہو آتشِ نمرود گلستاں

تعظیم کی یہ شان کہ تعمیرِ حرم ہو
 بن جائے زمیں قبلہ گہ عرش نشیناں
 اندازِ طوافِ حرمِ پاک بکھا کر
 کہلائے تری ذات بھی گردشِ گردِ دریاں
 اعجازِ ترا خوف و غمِ خوابِ زلیخا
 یہ تیری تجسلی کہ جمالِ مہ کنعاں
 آنکھوں کی سفیدی کہ جہاں تیرہ و تاریک
 ہو دیدہ یعقوب سے روشنِ دل زنداں
 اک طرفہ جہارت کی جزا وصل کا مژدہ
 یہ دیدہ غیرت کی سزا کلفتِ ہجران
 یہ خطہ سنگین وسیعِ بختِ سدومی
 یہ سنگِ نمک ہے کہ زنِ ناقصِ پیمایاں
 ہاتھوں میں ابھی موم ہوں فولاد کے انبار
 داؤد کا نغمہ ہے کہ تو خود ہے غزلخواں
 یہ تیری جلالت ہے کہ دیووں کا ہے قبضہ
 وہ دولتِ بلقیس نہ اب تختِ سلیمان

فرعونِ خمِ نیل میں ڈوبے تو نہ اُبھرے
 ہو طورِ یکف برقِ بجاں موسیٰ عمراں
 یہ خلعتِ تقدیس و طہارت یہ شرافت
 مریم کی گواہی کے لئے عیسیٰ دوراں
 یہ حجت و ارشاد یہ تہدیدِ صریفاں
 یہ سلسلہ دار و درکن زلیست کا عنوان
 اُسے جو تری آنکھ کبھی جانبِ صحرا
 اک طرفہ بختی نظر آئے سرفاراں
 پھر کعبہ نئے نور کا حامل نظر آئے
 ہو گر دیشمی سے خجلِ سطوتِ کیدراں
 تو اور بتوں کی ہوترے گھر میں خدائی
 اس شانِ کریمی پہ ہے کافر کا بھی ایماں
 یہ وحی کا لہجہ یہ تیرا حسنِ تکلم
 بو جہلی و بو لہبی ہے سر بہ گریباں
 از ماہ تا ماہی ترے انوارِ الہی
 وہ چاند بنا تھا جو چراغِ تہِ داماں

خود
 طواری

اک بندہ مزدور، سپہدار و سخن در
 اک نان جویں کھا کے بشر ہو شہِ مرداں
 حیرت ہے کہ صدیق بنیں اور کبھی فارق
 وہ لوگ، عرب جن کی شقاوت پہ ہزاراں
 بن جائے محبت کی ازاں لحنِ بلالی
 کہلائیں صداقت کی زباں بوذر و سلماں
 عمارِ نظر آئے کوئی مالکِ اشتر
 میثم کوئی عدی کوئی طراحِ سخنداں
 قربانِ ارمِ قریہِ مرجِ العدرِ اپر
 بن جائے قرنِ غیرتِ یزد و قثم و کاشاں
 یہ کوثر و تسنیم، یہ بہتے ہوئے دریا
 پانی کو ترستا رہے شبیرِ مسا انساں
 اک طفلِ معسوم کے پاؤں میں ہونہرِ نرم
 شش ہے کی گردن میں کبھی تیر کا پیکاں
 حلقومِ بریدہ سے ترے نام کا نعرہ
 نیرے کی اُنی پر کوئی پڑھا ہو اقرآن

میں ہیں واقعہ کرنا کا پہلو نکال لیتے ہیں۔

نورِ برید

موتِ بھری

آتی ہے صدا آج بھی یہ کربِ بلا سے
 ہے سُرخِ رُخسارِ صرمِ خونِ شہیداں
 ہر لاشہ بے سر نے گواہی تری دی ہے
 بدنام ہے بدنام ہے آئینِ حریفان
 ٹپکے گا لہوِ خنجرِ قاتل سے پیائے
 یہ طوفِ گہ لالہ و گلِ روشن و تاباں
 بیکار نہ جائیں گی ضعیفوں کی یہ آہیں
 رہنے کا نہیں غلغلہ نامِ یزید اں
 جلتے ہوئے خیموں سے دھواں اٹھا ہے گا
 ہوتا رہے گا دشت کے سینے پہ چراغاں
 شربائے گی رہ رہ کے سحر ہائے ستم کو
 افسردگی و خاموشی شامِ غریباں
 یہ جلوہ گہ اہلِ وفا مقتلِ اشرف
 کیا مشہدِ عشاقِ بنیِ خاکِ بیاباں
 یہ سہرِ بقا، رمزِ فنا تیری ادائیں
 وہ زہرِ ہلاہل ہو کہ ہو چشمہِ حیاں

کب رخِ فنا رقص کو ہو تیرا اشارا
کیا جانے بھڑ جائے کہاں عمر گزراں
یارب تیرے اسرار کھلے ہیں نہ کھلیں گے
فیضانِ فلک سر کو نگل جاتی ہیں چڑیاں
شمسیرِ بلا جاں ہے ترے قرب کا پردہ
اک آن میں کٹ جائے یہ طولِ شبِ بحر
ہر اشکِ نگینہ ہے ترے تاجِ کرم کا
بے برگِ مظلوم ترا سازِ شبتاں
ہم سوختہ جانوں پہ نوازش کی نظر ہو
کچھ بھی ہوں ترے نام پر مے میں مسکماں
خیز نام ترے کچھ بھی نہیں پاس ہمارے
ہے دولتِ دنیا بھی یہی دولتِ ایماں
دورانِ فلکِ عربدہ خیز است الہی
پھر بھیج فرشتوں کی صفیں جانبِ میداں
عباس و حسین ابنِ علی سے کوئی سالار
پھر جعفر طیار سے استادِ زریاں

ہم چشمِ عنایت کے طلبگار ہیں تجھ سے
جو آئے وہ آئے ہمیں گوئے ہمیں چوگاں

غزل

تو کر چکا صنم و سومات کی باتیں
تجھے سناؤں حسین و فرات کی باتیں
کہاں یہ زہرِ نفاق و مسمِ غمِ دوراں
کہاں وہ چشمِ آبِ حیات کی باتیں
کہاں یہ دیدہ روشن یہ نورِ صبحوں کا
یہاں چراغ کی حاجت نہ رات کی باتیں
علی کو منبرِ کوفہ پہ بولتے جو سنا
سمجھ میں آنے لگیں کائنات کی باتیں
زبانِ طوطی خوش حرف کب سنی تو نے
سنی ہیں شہر میں قند و نبات کی باتیں

یہاں بلا لا علیٰ ایک ساتھ لہتے ہیں
یہاں پہ ایک ہیں ذات و صفات کی باتیں
یہ دیکھ لختِ پیمبرؐ کی جنتِ جاوید
حرام ہیں چین بے ثبات کی باتیں
مرے نگار نے انگشتِ نماز میں دی
زمانے بھر میں ہیں اس کی زکوت کی باتیں
مری زباں پہ ترانے علیٰ دلی کے ہیں
تجھے نصیب ہوں صوم و صلوٰۃ کی باتیں
امام جعفر صادقؑ نے یہ مہر بخشا
نسائی دینے لگیں شش جہات کی باتیں

حررتِ علیؑ
سبحانہ
محبوب



جائے انسداد
رستخیز لولاک، مفخر انبیاء، مبارک الہود
والاعصار، باعثِ ایجابِ عالم
جناب سرور کائنات، اشرف المخلوقات
لما خلقت الافلاک، لائق صلوات

تیمات

بیر

حضرت
محمد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



ساتی ناع
عکہ

اے ساتی گل پیر بن
پیمانہ دے ناداں نہ بن
اے ساتی ریمیں بدن
در بزم مستان نعرہ زن

دے بھر کے جامِ ارغواں
بدلا ہے گلشن کا سماں
پھر تو کہاں اور ہم کہاں
بدلا ہے آئینِ چمن!

سوسن نے یہ کیسی کہی
لا لے کے ہونٹوں پر نہی
ہیں جھومتے سر دہی
یا قوت پر جیسے کرن

نرگس کو حیرانی کہاں
دل کو پریشانی کہاں
وہ دیدہ ویرانی کہاں
ہو زلف سنبل پر شکن

ہیں مونسریاں رقص میں
سلمیٰ دمریاں رقص میں
ایلیلی پریاں رقص میں
ہیں رقص فرماؤ دوزن

دیکھو تو جو ہی کی بھین
چمکا ہے روئے نارین
ہنستی ہے کیا بیلا رتن
نکھرا ہے رنگِ نستر ن

ہر سُورداں ہے آبِ جو
چہروں نے پائی آبرو
مے نوش کرتے ہیں وضو
اک جان تازہ تن بہ تن

ہر سمت یہ ستوں کا غل
وہ بہہ گیا دجلے کا پل
ہر سمت رقصاں موج مل
وہ ڈھکے قصر کہن

ہے چرخِ چنبرہ جد میں
تسینم و کوثر و جد میں
اقلیم و کشور و جد میں
ہیں وجد میں گنگ و جمن

یہ لہن خورانِ حسین
ہے وجد میں غلبہ بریں
الحمد رب العالمین
ہیں رقص میں دشتِ دکن

ساتی! سخن کو تہا کر
ذروں کو مہر و ماہ کر
اب ذکرِ لطفِ شاہ کر
برقعِ زچہرہ بر ننگن

شہر و آمد

اسجان پارہ و
عجلا حیدر

گردش میں ساقی جام لا
سو بار پڑھ صل علی
دے بھر کے صہبائے دلا
کر ذکر سلطانِ زمیں

بدلا ہے آئینِ طرب
پیدا ہوئے محبوبِ رب
ہم در عجم، ہم در عرب
ماہِ عرب، شاہِ مین

فرماندہ رُوئے زمیں
دُروں کو چھو لیں گر کہیں
ملکِ سلیمان درنگیں
دُرّ ثیں دُرّ عین

والا نسب، والا حشم
خیر البشر، خیر الامم
صمد ہے عرب، صنم ہے عجم
محبوبِ رب ذوالمین

فرخندہ رُو، فرخِ سیر
ہر پاک سے پاکیزہ تر
انجمِ قبا، عالی نظر
کوثرِ زباں، زمزمِ دہن

گلزارِ صد خوبی بدن
تعلیں ز لبِ لعل مین
حسنِ کمالِ زیستن
مشکلیں ز کاکلِ صد ختن

فخرِ زمیں و آسماں !
ہیں تاجدارِ عرشیاں
ہیں پیشوائے قدسیاں
پاؤں میں پردینِ دیرین

کیا طیبہ و دشتِ نجف
از ماہ تا جوئے صدف
ہیں ان کے جلوے ہر طرف
ہاں انجمن در انجمن

ہیں آپ ختم المرسلین
اللہ یہ حسبل امتیں
ہیں رحمۃ اللعالمین
ٹوٹے غلامی کے رین رین

ہیں سرنگولِ لات و ہبل
وہ بت گرے یوں مشک کے بل
آتشکدے ہر دو خجل
ٹوٹا طلسمِ برہمن

طحی لقبِ یسینِ نوا
ہیں مصطفیٰ و مجتبیٰ
ہیں شہرِ بارہیلِ احمی
باطل نکلن، شکر شکن

اب ختم ہیں مکر و دجل
دجال چپ، شیطانِ خجل
ہر دستِ استبدادِ شل
ہے خاک در سرِ اہرمن

بوہلی د بوہلی
روشن چراغ مطلبی
گوید نظر جہاں غبی
بر طور سینا خندہ زن

روشن دل صحرا ہوا
حیراں یدِ بیضا ہوا
پتھر جو تھا ہیرا ہوا
وہ نور پھیلا دفعتاً

پھیلا جہاں میں نور حق
لو ہو گیا وہ چاند شق
رنگِ رخِ باطل سے فق
آئی جو ماتھے پر شکن

وہ جل بجھا تشکدہ
لو کعبہ پھر کعبہ ہوا
ہر شہر میں غلّ مچ گیا
گو بجی اذان بھولے بھن

خادمِ سطحِ معتبر
حامی ہے تیج نامِ ویر
دانشدہ راز و خبر
عاشق ہے سیفِ ذی یزن

شاہنشاہِ لولاک ہیں
اپنے رسولِ پاک ہیں
چو گاہِ زنِ افلاک میں
جان دروانِ پنجستن

فخرِ خلیل با صفا!
ہیں آپ موسیٰ کے عصا
عیسیٰ دم دیوسف تھا
تاب و توانِ بوالحسن

ہیں صدرِ نرم انبیا
بد لا نظامِ ناردا
ہیں قاضی ملکِ قضا
بد لا زمانے کا یکن

کیا ذکرِ ادیانِ دُئل
ہر بات ان کی بر محل
اللہ یہ فکرِ دُئل
ہر فعل ہے فعلِ حسن

قرآنِ بکفِ قرآنِ بلب
لائے صحیفہ کیا عجب
قرآنِ سرایِ روزِ شب
بد لے قوانینِ دُئل

سلطانِ عادلِ دادگر
ردنا ہے قاتلِ دیکھ کر
مظلوم کے حق میں سپر
خونِ سیاوشِ درگن

ہو کون ان کے روبرو
رونے لگا اب تو لہو
نورِ کجا، کا دس کو
خسر و براے کوہ کن

یہ ہے طریقِ کبریا
جس جا پہ ہوں گے اڑہا
کفار میں ہوں انبیاء
ہوں گے وہیں پر کر گدن

سرمایہ دنیا و دین
اُن سا نہیں، کوئی نہیں
صادق، سخی، صابر امیں
کیسا گماں، کیا وہم و ظن

روح و قلم کی اصل ہیں
معیارِ علم و عقل ہیں
میزانِ عشق و عدل ہیں
نقدِ ہنر، مقصودِ فن

ہیں محرم ذاتِ احد
رنگینیِ باغِ صمد
نورِ ازل، حسنِ ابد
شیرینیِ نہرِ لب

ہے فرضِ اُلفتِ آپ کی
سمجھا بدولتِ آپ کی
ایک ایک نعمتِ آپ کی
حقِ نمک، حُبِ وطن

اے نورِ بطحا و حرم
نالہ کنناں ہوں دمدم
کر دوریہ دوری کا غم
ہمچو اولیٰ شِ اندر قرن

میرت

دعوت

میری ریاضتِ بیچ ہے
فہم و لیاقتِ بیچ ہے
میری عبادتِ بیچ ہے
میرا ہنر دیوانہ پن

مداح تیری آل کا
میں بھی ہوں تیرا بالیکا
اصحابِ فرخِ فال کا
تو مرشد و مولائے من

للفنا قبر سے
ہر قہر سے، ہر جبر سے
بارے حسابِ حشر سے
مولا اماں بخشی بمن

کہنے لگے روح الامیں
لکھی ہے کیا نعتِ حسین
اے مرجھا صد آفریں
اللہ سے زورِ سخن

اب غنچہِ خاطر کھلے
جنتِ بے اس کے صلے
اجرِ ہواداری ملے
تاجِ بقا جائے کفن

طاہر قدیمی چاکرے
وہ دین پر تیرے مرے
ادنیٰ غلامِ کترے
راضی خدا، خوش پنجیقن

شعور
کی بات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نعت

اے سرورِ لولاک لما سید و سرتاج
یہ کُرسی تو سینِ مبارک ہو تجھے آج
اے صلّ علی کون و مکان پر یہ تراراج

اے صاحبِ معراج!

سرکاریہ سلطانی ثقلین مبارک!
یہ مرتبہ و مسند کونین مبارک!
حاضر ہیں سلامی کو فرشتوں کی یہ افواج

اے صاحبِ معراج!

کب روک سکے نور کی یلغار شب تار
کیا چادرِ افلاک یہ کیا بھاپ کی دیوار
اک نور کا دریا ہے کہ تا عرش ہے موج

اے صاحبِ معراج!

چمکا ہے یہ گردوں کے مقدر کا ستار
کرتا ہے رُخِ خواجہ عالم کا نظار

دو قون جہاں
دستِ گرد
دنِ دانش کے

سکتے میں زمیں تکنے لگی سوئے فلک آج
اے صاحبِ معراج!

داناے سب ختم رُسل مرشدِ گل بھی!
تو شبنم تابندہ بھی تو خندہ گل بھی!
یہ کرنوں کے بہرے یہ ترے نور کی امواج

اے صاحبِ معراج!

یہ قامتِ زیبا ہے کہ وحدت کا علم ہے
جو ہاتھ میں اللہ کے ہے تو وہ قلم ہے
تو رحمتِ باری ہے زمانہ ترا محتاج

اے صاحبِ معراج!

کیا صولتِ رے طاقت کے طنطنہ طے
یہ قیصر و کسر اے میں ترے سامنے کیا شے
دیتے ہیں ترے در کے گداؤں کو سدِ اباج

اے صاحبِ معراج!

مینانہ توحید کا تو پیرِ مغان ہے
میں کیا ہوں ہر اک زند ترازِ مزنِ خواں ہے
سعدی و سنائی ہوں کہ وہ سرمد و حلّاج

اے صاحب معراج!

قدسی بھی ترے بابِ کرم پر ہیں سوالی
میخانہ تو فیتق سے جاتے نہیں خالی
تو دنیا کا داتا ہے تو راجوں کا مہاراج

اے صاحب معراج!

ہے آج زمیں سوئے فلک مائل پر داز
سرکار نے رو کا تویر بولی وہ بصد تاز
پاؤں کو ترے چوم لیا ہو گئی معراج

اے صاحب معراج!

دل پھونک دیا مسجدِ اقصیٰ کی نغالیں
رُودادِ سنائی ہے شہیدانِ جواں نے
ہے ارضِ فلسطین سے اب دین کا اخراج

اے صاحب معراج!

پھر اپنے مقابل میں یہودِ ستم آرا
اے جدِ حسینؑ ابنِ علیؑ رحمہ خدا را
آثارِ تری سیر کے ہو جائیں نہ تاراج

اے صاحب معراج!

واحد
حراج

معجزہ
حادث

دے دلولہ و حوصلہ و جراتِ بیباک
حیدرِ کالمے زور تو شبیر کا ادراک
رہ رہ کے عقابوں پہ چھٹنے لگے دراج

اے صاحب معراج!

مولا تو ہمیں دولتِ احساسِ زیاں دے
دے سوزِ یقیں، ذوقِ وفا طلبِ تپاں دے
رہ جائے زمانے میں غلاموں کی تہے لاج

اے صاحب معراج!

اس بندہٗ ناچیز پر رحمت کی نظر ہو
میں نعت کہوں مجھ کو عطاِ علم و ہنر ہو
اک شاعرِ بدنام، نہ عالم ہوں نہ الحاج

اے صاحب معراج!



غزل

لازم نہیں کہ اہل جنوں ہر طرف چلیں
آواز آرہی ہے کہ سوئے نجف چلیں

اُد کہ سیر کشور فقر و غنت کریں
اُد کہ سرفرازات بینِ منت یار سے
سالارِ کر بلا کا وہ ٹھہرے کارواں
آنے لگا ترانہ توحیدِ کان میں
نیزوں چمکاتے ہوئے یل و داغ
ابوئے دوست کا یہ اشار ہے دوستو
آنکھوں میں شکِ جبر کے گزائیں تو ندریا
زارِ سفر و لائے نبی و علی رے

طاہر چلو طریق و صراطِ حسین پر
غیروں کے راستے پہ سدا ناخلف چلیں

پورِ عدنان

نمازِ نئی شہد و مدبر

منہجِ بخود و سخا و الاکرام، پاکیزہ ز عصیان

زیاں، صاحبِ حلم و حیا و الحشم

نورِ ذر و نسیم حضرت ہاشم علیہ السلام

نفاذ و ادسورج کا ذر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

درمدح حضرت ہاشم علیہ السلام

نہید - زمانہ جاوید میں ہم عرب کی دولت

دنیا وہ جس میں خواب جو خوشتر نظر آیا : آنکھیں تو کھلیں اور ہی منظر نظر آیا
 بابل نہاتے ہوئے دیکھا ہے ہوں : وہ ہاتھ میں قابیل کے خنجر نظر آیا
 گرداب میں وہ آدم ثانی کا سفینہ : یونس بطن حوت کے اندر نظر آیا
 وہ آتش نمرود میں ہنستا ہے براہیم : ہر شعلہ جاں سوز گل تر نظر آیا
 ہرکت سے بردا و سلام کی صدائیں : جلتا ہوا بت خانہ آذر نظر آیا
 معقوب شرافت میں سیہ کار مدوی : جس جس کو بھی دیکھا وہی پتھر نظر آیا
 لے کر نئے لگے اہل یتم ناقہ مصالح : وہ قہر خدا صودت صرصر نظر آیا
 وہ جنت شداد نہ الوان و شبناں : وہ محل نہ وہ قصر فلک فر نظر آیا
 یا قوت و عقیق دوردوم جاں کے ذخیرے : بے کار وہ گنجینہ گوہر نظر آیا
 جلتی ہوئی دیکھیں کبھی بابل کی فصیلیں : گر تا ہوا ہر قلعہ مرمر نظر آیا
 فرعون خیم نیل میں ڈوبا تو نہ ابھرا : سایہ بھی عصا کا اسے اژدر نظر آیا
 قارون بعین زیر زمین نوحہ کناس : زردار کا انجام زبوں تر نظر آیا
 بختا ہوا بازار میں دیکھا مہ کنعاں : آیا جو خریدار تو ششدر نظر آیا

عقاب کا

کہتی ہے زینا کر زہے طالع بیدار : جو خواب میں دیکھا تھا وہ پیکر نظر آیا
 یہ لفظہ و تمکنت بخت سیماں : کیا تخت طلا کا رہا پر نظر آیا
 سقر اطسا انسان وہ دانادل یوناں : لوز ہر کا میتا ہوا ساعر نظر آیا
 ظالم ہے کہ خود اپنے کئے پر ہے پشیمان : آئینے میں حیران سکندر نظر آیا
 داد آرد و جہاں دآورد آئے گرامی : دیکھا ہے تو بھرے سرواں نظر آیا
 دیکھا ہے کف خاک میں تاج سرخسرد : وہ خون میں ڈوبا ہوا سیر نظر آیا
 اک طشت طلا کا رہوس میں سر نہ بختی : رہ رہ کے پشیمان بت خود سر نظر آیا
 چلتے ہوئے دیکھے میں سر صدق پاکسے : درویش سید پوش دلاور نظر آیا
 وہ مائل پرواز ہوا عیسیٰ دوراں : لے عصمت مریم ترا جو ہر نظر آیا
 دیکھے میں کبھی دولت عدنان کے انبار : ہر خیمہ و خرمن میں میں زر نظر آیا
 الملتہ للہ تبارک و تعالیٰ : جو کعبہ آفاق ہے وہ در نظر آیا
 یہ حضرت ہاشم میں سر سند بطما : عدنان کا یہ چاند کہاں پر نظر آیا
 سراپا مخزن ہے تو آرائش معدن : دستار نصیلت کا وہ گوہر نظر آیا
 یہ قامت بالا کہ دعائے سحری ہے : فطرت کا صحیفہ رخ اور نظر آیا
 آنکھوں میں سراپہ وہ رحمت کی تجلی : کبھے یہ نظر کی تو منور نظر آیا
 زلفوں کی شکن میں شب لمبر کی یہ انداز : وہ چرخ بھی کھاتا ہوا پیکر نظر آیا
 پھر بابل و بغداد کی یاد آئیں راتیں : جب سلسلہ زلف معینہ نظر آیا

جس میں

اک راحت جاں کے لئے تنہا جاسوز ۛ ہر شیشہ و ہر جام مکد نظر آیا
کٹ کٹ کے جگر آنے لگا گرچہ لگن میں ۛ راضی بہ رضا حضرت ستر نظر آیا
اک تخت محرم ہے سر ساجل دیا ۛ اک نور بیک وقت بہتر نظر آیا
اسلام کی تقدیس کو باطل سے بچانے ۛ میدان میں ہاشم ہی کا دبیر نظر آیا
کاندھلوں پہ اٹھلے ہوئے توجہ کا پرچم ۛ عباس کوئی قاسم و اکبر نظر آیا
خیوس وہ رہ رکے دھواں اٹھنے لگے ۛ جلتا ہوا میسرا رہا بستر نظر آیا
پامال کوئی جسم بے گھوڑوں کے ٹکوں میں ۛ نیرے کی انی پر وہ کوئی ستر نظر آیا
ہاشم کا گھرانہ ہے امیہ کے مقابل ۛ اب تو ہی بت کون منظر نظر آیا
پہلے بھی مقابل ہوا ہاشم کے امیہ ۛ جھگڑا حق و باطل میں یہ اکثر نظر آیا
آوارہ پھر ایشام کے لوگوں میں امیہ ۛ دس سال تک ملک سے باہر نظر آیا
ہم مرتبہ جد محمد ہے بھلا کون ۛ بتلا جو کوئی ان کے برابر نظر آیا
بتلا کہ شہنشاہوں میں تعظیم ہے کس کی ۛ بتلا جو خداوند خدیوہ نظر آیا
خدا کی فہرست کو جس وقت پڑھا ۛ نام نجم و طمورت و قیصر نظر آیا
کیا شان ہے جس وقت چیں گھر سے توڑیں ۛ جبریل بچتا ہوا شہر نظر آیا
کیا بارگہ فیض و کرم ہے کہ جہاں پر ۛ بودہ کبھی سلمان کبھی قنبر نظر آیا

سہ امیہ حضرت ہاشم کا بدخواہ اور دشمن۔ آپ کا رشتہ میں بھتیجا۔ ملاحظہ ہو مرغ الاربع

مقداد سے عمارت طرہ سے انساں ۛ یہ بزم جہاں مالک اشتر نظر آیا
پہنچا سر محشر تو پکار سے شہ والا ۛ وہ دولت ہاشم کا ثنا گر نظر آیا
سرکار رسالت نے کہا جہاں سے منبر ۛ نو آل محمد کا سخور نظر آیا
رضواں نے صدادی کہ ادھر آئے حضرت ۛ جبریل پکارے کہ برادر نظر آیا
فردوسی و غالب نے کہا نذر گزارد ۛ ہاتھوں میں تو اشعار کا دفتر نظر آیا
سودا نے کہا عرض منبر کر میرے بیٹے ۛ جو نخل کہ بویا تھا ثمر و در نظر آیا
مفضل میں قصیدہ جو پڑھا شور مچا تھا ۛ ہر چہرے پہ اک جلوہ دیگر نظر آیا
اک دوسری سے کہنے لگیں مجھ کو کس ۛ جنت میں عجب مرد قلندر نظر آیا
فرانے لگے منبر کے انیس سخن آرا ۛ ہاں ملک سخن آج مسخر نظر آیا
اک سمت سے محسن سا منبر مند پکارا ۛ ہر شعر ترا ملک جو ابر نظر آیا
مومن کے لئے تحفہ آیا اب منبر ہے ۛ ہر شعر عدو کے لئے شتر نظر آیا
خادم پہ قبا ڈال کے بولے شہ بطحا ۛ شاعر نظر آیا ہے تو جعفر نظر آیا
کیا کیا نہ جلتے غیر یہ ناچیز جو ان کو ۛ زیر علم فاتح خیر نظر آیا

یہ فیض دلائے بنی ہاشم ہے کہ مر کر

بیٹھا ہوا طہر ہر سر کوثر نظر آیا

احمدی

غزل

فقیر شہزبیاں میکشوں کے عیب نہ کر
نگاہ جانبِ دامن چاک و جیب نہ کر
تری سمجھ میں نہ آئے گا میرا طرزِ کلام
خوش بیٹھ یہ تو، بینِ علم عیب نہ کر
وہ بے ہنر ہے نظر جس کی عیب پر جائے
یہ بات رمز کی ہے کوئی شک و ریب نہ کر
اسی کے در سے ملے گا جمالِ امین و طور
تجھے یہ کس نے کہا خدمتِ شعیب نہ کر
بلالؓ و بوزدؓ و سلمانؓ کا تذکرہ بھی ہے
ذہنی زبان سے ذکرِ دل صہیب نہ کر
اسی کے نام نے بخشا ہے کرو ملا کو شباب
حبیبؓ ابنِ مظاہر سے ذکرِ شیب نہ کر

○

محراب ابد

محافظ خانہ مہذا، معدنِ حلم و حیا
جد محمدؐ مجتبیٰ، شبیۃ الحمد، محراب ابد

حضرت عبدالمطلب علیہ السلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

در مدح حضرت عبدالمطلب علیہ السلام

دل نے جو کیا مدحت حضرت کا ارادہ اور ارقیٰ مہر بنے کا غدر سادہ
اک بارشِ انوار ہوئی حد سے زیادہ آنکھوں میں تجلی ہے تو سینہ بھی کشادہ
تسلیم کو شاعر کے ستارے اُتر آئے
وہ دیکھو وہ جبریل سمیٹے ہوئے پر آئے

در پیش جو مداحیِ مسدودِ خدا ہے تاہم خدا شامل تو صیف و ثناء ہے
میں نے کف تو حید سے وہ جا پایا ہے اک نشہ ہے اک کیف جو کھوں روا ہے

الہام کا عالم بر طبیعت پر ہے طاری
دریا مرے لیے کے مری نے کے میں جاری

کیونکر مرے شہروں میں نہ ہر لذت کوثر ہے پر مغناں مولا علیؑ زندہ دل کا انسر
اقوالِ نبیہ کے بھی حل اس میں ہیں گوہر یہ نام جو ہر جام سے بڑھ کر کہیں بہتر
آوازہ شہرِ تجھ کو سنانی نہیں دے گا
کچھ اور بجز کعبہ دکھائی نہیں دے گا

آئیں گی ترے سامنے آیاتِ الہی بدے گی سفیدی سے ترے دل کی سیاہی
حاصل تجھے ہر جا کی خورشید نگاہی یہ نہ مانگی کہیں ازماہِ اماہی

پنی لے کہ یہ سنے دل کو ترے پاک بنائے

تسہم اپنے لہریں تجھ کو درخِ جہدِ شہِ لولاک دکھا دے

خامرے کے کیا کلک عطار دگر افسان طاووس ارمِ رقص کنانِ سحر فاراں
لوفاتِ معانی سے گزرتا ہے سلیمان مجھے کو جھکی جاتی ہیں الفاظ کی پریاں

طے ہونے لگی راہِ سخنِ ثنائی و شرف سے

صلوات کا غل اٹھنے لگا چاروں طرف سے

سطریں میں کہ نصف بستہ نگار ان قمر بر زیر و زبر و پیش کے پہنے ہوئے زیور

نقطوں کے چمکنے ہوئے ماتھوں پر چھوڑ یہ دائرے ہیں یا کہ خم ابروئے دلبر

توسیں میں کہ گردن میں ہیں معشوق کے بازو

ہر مذہب کے محبوب کے بچھے ہوئے گیسو

بچھے ہوئے گیسو میں تو دل زمرہ خواں طوں شبِ بھراں نہ وظلمت کا سماں ہے

اک سیلِ سحر ہے کہ بہر نعمتِ رواں ہے حائل کوئی پردہ نہ رخِ یار نہاں ہے

الحمد نظر آتی ہے مطلوب کی صورت

اب سامنے آنکھوں کے ہے محبوب کی صورت

اب خواہشِ نظارہ سمیں زقیہ کیا دل میں بوس و آرزوئے مکتبہ ناں کیا

وہ شوقِ ملاقاتِ تباں خود مشکناں کیا بھائے ہمیں آتش کدہ بر بہمنان کیا

اب آئینہ جاں پہ کوئی رنگ نہیں ہے

خورشید ہوں کوئی بوس رنگ نہیں ہے

میں شمع کی مانند سراپائے زباں ہوں

نرگس کی طرح آج سراپا نگراں ہوں

آنکھیں ہری اب اُس گلِ بطحا کی طرف ہیں

خوشبو میں ردال جس کی سوسے طوہنج میں

کیا پوچھتے ہو قناتِ دلدار کا عالم

پیشانی پر نور یہ کرون کی جھا جھم

خوشبو کے تجھائے جیس دیکھ رہی ہے

آئینہ قوسین، زمیں دیکھ رہی ہے

یہ گیسوئے مشکیں ہیں کہ رسات کی راتیں

یہ راتیں کہ ہیں حمد و مناجات کی راتیں

کعبے کی جبین پر یہ لہکتے ہوئے بہرے

ان بہروں کے لائق مرے سرائے کچے بہرے

آنکھیں ہیں کہ انوارِ ابھی کی امیں ہیں

پلوں کو جو دیکھو تو کہو پردہ نشیں ہیں

حیرانِ ادنیٰ گوئے مہر طور کی آنکھیں

اعلمائے کی نہ ایسی میں کسی حور کی آنکھیں

یعنی کی بلندی سے نمایاں ہے ارادہ

اک موج ابھر کر چمنِ رخ میں ستادہ

یعنی نہیں یہ نیزہ باشم کی آنی ہے

اعداد کا ہے دم ناک میں جانوں پر پی ہے

ہیں سرخیاں ہونٹوں پہ جو گہائے جنال کی

کیا بات ہے اندازِ بیاں حسنِ زباں کی

دیکھا تو کہا ایک زباں ہو کے یہ سب نے

حضرت کا دہن موتیوں سے بھر دیا رب نے

منضبوط و کشادہ شہِ ذی شان کا سینہ

طاقت کی گواہی کو درِ دوامِ مدینہ

چٹکی میں چٹانوں کو لیا اور سس دیں

یہ حیل ہے جو ہڈیاں پتھروں کی کھل دیں

ماں اُن کی سیدی شمی ہے بانوئے طرہ دار

وہ حسن کہ یوسف بھی نظر آئے خریدار

سرتاج مگر حضرت باشم سا جو پایا

آغوشِ مبارک میں یہ فرزند کھلایا

پالا ہے بڑی چاہ سے بیرونے پسر کو

ادھل نہ کیا آنکھ سے اس نورِ نظر کو

سینے سے لگا رکھا سدا تحت جگر کو ہر طرح بچاتی رہی ہاشم کے شر کو
 نیند آئی کسی رات نہ آرام تھا دن کو
 حضرت مطلب نے نہ گئے جب تک ان کو
 مشہور مدینے میں ہوئے شیعۃ الاکرام حضرت مطلب نے رکھا عبدالمطلب نام
 گر پوچھنا کوئی کہ یہ ہے کون گل اندام فرماتے یہ سرکار کہ مجھ خدا م
 حالات یہ کہتے کہ نہ غیروں کو پتا دیں
 بد بخت کہیں مشعل کعبہ نہ بجھا دیں
 یہ وہ ہیں خلیل اللہ جن کے جد ابجد اک پوتا علی ان کا تو اک پوتا محمد
 اسلام کا اس قامت بالا سے بڑا قائد رک جائیں جہاں پاؤں شریعت کے دی حد
 فرزندوں کو بھولیں نہ کبھی باپ کی باتیں
 قرآن کے احکام بنیں آپ کی باتیں
 یہ نورِ حرم، داعیِ حق، سیدِ بطحا یہ اشرف الاشراف ہیں یہ والیِ حق
 سلطانِ عرب، فخرِ عجم، کعبہ دلہا پوتا ہے پیمبر کوئی جبریل کا آقا
 قربان ہیں تہ سی بھی تو اس فخرِ سلف پر
 اس جدِ نبی جدِ شہنشاہِ نجف پر

لے پر نام شیعۃ المسلمین یعنی وہ شخص جس کی حد سے زیادہ تعریف کی گئی ہو۔ دیکھئے بلوغ الاولاد
 و جعفر طابر

ہے آپ کی ہر قوم و سلاطین میں تعظیم یہ بارگاہِ قدر و قضا سندِ دہیم
 یہ بیٹھتی سخی، بحرِ کرم، جامعِ تکریم یہ مالکِ زمزم ہیں یہی ساتیِ تسنیم
 خورشیدِ ظفر، نورِ سحر، حسنِ قمر ہیں
 یہ کعبہ کا اقبال ہیں یہ اور بشر ہیں
 یہ ماہِ جہاں تاب، یہی نیرِ اعظم یہ صدرِ نشینِ فلکِ عیسیٰ مریم
 بقیس و سیماں کے یہ آقائے محرم یہ قیدِ جاں، حاکمِ دیں، قیمتِ عالم
 یہ جدِ گرامی ہیں رسولِ دوسرا کے
 کونین کے مختار تو بندے ہیں خدا کے
 دربار میں ہیں صاحبِ شمشیرِ سلامی اہلِ ہنر و صاحبِ تدبیرِ سلامی
 مردانِ جگر دار و جہاں گیرِ سلامی عز و کرم و منصب و توقیرِ سلامی
 گھر آپ کا وہ گھر ہے کہ جو بیتِ شرف ہے
 حقایقِ حقیقت ہے کہ حق ان کی طرف ہے
 کیا صحبتِ اربابِ خرابا سے مطلب کفار کی باتوں نہ ملاقات سے مطلب
 رہتا ہے مناجات و تحیات سے مطلب رکھتے ہی نہیں یہ بے لوث سے مطلب
 وہ اور ہیں جو پوجتے رہتے ہیں بتوں کو
 پر دان چڑھاتے ہیں یہ رحمت کی رتوں کو
 اللہ کو محبوب، یہ اسلوبِ یہ انداز قرآن سے آتی رہے گی آپ کی آواز

مردانِ سرافراز میں یہ صاحبِ اعجاز اور گود میں وہ پھر جو نبیوں میں ہر نماز
یا نبیوں میں جو سرکار کی مولودِ حبیب ہے

قرآن اٹھائے ہوئے جبریلؑ میں ہے

ہے سامنے کیسے کے جو سرکار کی مسند بیٹھے کوئی کیسے کہ ہے سردار کی مسند
یہ جدِ پیمبرؐ کی جس گردار کی مسند یہ حیدرِ گرام کے سالار کی مسند

یہ بارہ پسر پہرے پہ تلواریں اٹھائے

وہ آئے ادھر جس کو اجل کھنچ کے لائے

یہ حاکمِ اقلیم فصیحانِ عرب ہیں لہجے میں کھنک ایسی کہ دلِ محوِ طرب ہے

نقادِ ہنر، جو ہری شعر و ادب ہیں یہ منبرِ کونین کی زینت کا سبب ہیں

تبسمہ الفاظ کفِ گل پہ چمکتے ہوئے موتی

رہ رہ کے یہ بجتے یہ برستے ہوئے موتی

آلودہ عصیاں ہوئی طفلی نہ جوانی رہ رہ کے صحیفوں سے یہ توحید بیانی

یہ دینِ براہیم کی تبلیغ بیانی اصنام کے سینے نظر آتے ہیں دُخانی

یہ تیرگی کفر کی پردہ انہیں کرتے

سُورج کی طرح رات کا یہ دم نہیں بھرتے

یہ مدرکہ و نضر و حرمہ کی ہیں اولاد ہیں کعب و لویٰ غالب بن فہر سے ابدال

یہ جاہ و جلال و حشم شرع کی بنیاد ہے زیرِ نگین کشورِ دیں عالمِ ایجاد

لے کیسے کے آگے سب سے صرف آپ ہی کے لئے مسند بچھائی تھی۔ (طاب)

عدنان کی تلوار لٹکتی ہے کمر میں

انگشتریوں نورج کی ہیں دستِ ہنر میں

پیرا بنِ یوسف بھی ہے زیبِ تنِ اظہر دستارِ خلیل اللہ کا تاج ہے سر پہ

پاؤں میں ہیں یعقوب کی نعلینِ منور اور نگِ سلیمان سے مُصلا کہیں بہتر

ہو جنگ بھی تو رحمتِ باری پر نظر ہے

جو شش ہے نہ تلوار نہ بکتر نہ سپر ہے

کیسے پہ ابرہہ کی چڑھائی کا وہ نظر رہ رہ کے وہ چلھاڑتے فیلانِ گراں سر

وہ فوجِ سیہ کار، وہ اک لاکھ کا لشکر قاراں پہ ادھر محوِ دُعا جسدِ پیمبرؐ

مردانِ جگر دار کا دلِ ڈول رہا ہے

میدانِ قیامت ہے کہ رن بول رہا ہے

کھسار ہیں اس فرج کی آنکھوں میں پرکھ ہے شاہ کے ہمراہ رواں لشکرِ گمراہ

اللہ رے یہ پاک نظر سیدِ ذی جاہ دیکھا جو دُعا مانگ کے العظمتُ للہ

چڑیوں نے جباڑا لے عدوِ خیمِ زدن میں

ہاتھی ہیں نہ گھوڑے ہیں نہ دھیں رہیں تن میں

اک آن میں یہ شکرِ باطل کی تباہی فوجیں نہ رسالے نہ صفیں میں نہ سپاہی

وہ کو کبہ شاہ نہ وہ سطوتِ شاہی پاؤں پہ گرا اور اماں جان کی چاہی

لے مین کا شہی بادشاہ

ملای
مہ لکھ

نکامی ہے چہرے عیاں داغ کی صورت

گم کردہ نشیمن ہے کسی زاغ کی صورت

اس رزم یگانہ کی ہے قرآن میں تصدیق تائید کو میں عدی و مخروم کے صدیق
اللہ سے یہ فتح و ظفر بہت تو نیک اک حرف دعا روند گیا شکر زیندیق

تو ان کو مگر پھر بھی مسلمان نہ کہے گا

ایمان تو لایا ہے یہ کافر ہی مرے گا

یہ بیشہ ہاشم کے ہیں وہ شیر بر سر
چاہیں تو کھلے ان کے لئے گنبد بے در
یہ چھانتے ہیں ان کو عرب ہوں کہ وہ بربر
چاہیں تو کریں نظرہ شبنم کو سمندر

یہ قاف عنایات یہ اعراف کرم ہیں

مندر کے چراغ اور ہیں یہ نورِ حرم ہیں

یہ چارہ گردِ در ہیں دنیا کو خبر ہے یہ خال کفِ پا ہے کہ اکسیرِ نظر ہے

لیسلافِ قبیل سے عیاں شانِ پر ہے التعلیل کی صورت ہے کہ تعریفِ پر ہے

یہ صادق و صدیق و امامِ صدقائیں

یہ مسجدِ اقصیٰ یہی مروت و صفائیں

آئینِ طواف اور سقاہت کے بنائے سواؤٹِ دیتِ قتل کی حضرت نے بنائے

مے خُش اگر مال و خزانہ کوئی پائے زمرم یہ کوئی شخص بھی قبضہ نہ جتائے

ہو مادرِ میوہ سے نہ فرزند کی شادی

نشت اور در
عذر و عذر
مطعمان
نور و نور
سورج

ہر بات بنی حکمِ خدا، دادہ رے ہادی

یہ ملتِ فردوسیوں کے فرمانروا ہیں یہ دیدہ سخی ہیں ہی راہ نما ہیں

یہ عقلِ معظم ہیں یہی عقدہ کشائیں یہ قاضی دیں کاتبِ دیوانِ قضا ہیں

ان سا کوئی ہو گانہ کوئی ہے نہ کوئی تھا

یہ مالکِ امروز ہیں یہ حاکمِ فردا

اے جدِ پیغمبر اے امامِ اولیٰ الابصار اے اس دریں دوسرے سالار و جہاندار

اے خاطرِ بے خاطر الٰہیں دل زار میں شاعرِ بے مایہ خطا کار و گنہ گار

سب دیکھ چکا سیفِ منالِ طہل و علم بھی

مانگے ہے گدا مملکتِ لوح و قلم بھی

○
خضر و خضر - حضرت میں شہزادی
ملیدی - رفعت کو دعا

لے آپ نے شوطِ حرم کی تعداد سات مقرر کی۔ دیتِ قتل سواؤٹ مقرر فرمائے۔ سقائے حجاج مقرر فرمایا۔

خُش کا حکم دیا۔ اور رجومِ باپ کی میوہ یا مدخل سے فرزندان کا نکاح حرام ٹھہرایا۔ قرآن شریف نے آپ کے

ان احکامات کو برقرار رکھا اور حضرت عبداللہ کی جاری کردہ پانچ سنتیں شریعتِ الہیہ کا کم بن گئیں۔ طاہر



دین و ایمان کی اتنی بھی تجارت نہ کرو : صبر ایشا جیسی کو تو غارت نہ کرو
 خونِ مادات سے آرائش خانہ کیسی : بے کفن لاشوں پہ تعمیر عمارت نہ کرو
 مئے گل رنگ پوش شرط مگر اتنی ہے : تم اسے بادہ کوثر سے عبارت نہ کرو
 فرق آیات و حکایات کا ملحوظ رکھو : سر منبر کوئی ناپاک جسارت نہ کرو
 تم سمجھ سکتے نہیں سرِ عرفا ملکوت : جب تلک ساتھی کوثر کی زیارت نہ کرو
 جب تلک کرسی زریں ہونے مندوبود : مجلس شام غریباں کی صدارت نہ کرو
 ہم فقیرانِ تہی مایہ کا دل ڈرتا ہے : اس قدر تذکرہ شانِ امارت نہ کرو
 شوق سے محفلوں میں آیہِ تطہیر پڑھو : کیا کہوں ذکر سے پہلے جو طہارت نہ کرو
 ذاکر و فتنہ گرد، شعبہ باز و خاموش : کارِ شبیر کو اس طرح اکارت نہ کرو
 غمکدے آج بنے جاتے ہیں جلوہ گاہیں : اور لوگوں سے یہ کہنا کہ شرارت نہ کرو
 کربلا و اول کا اعلان ہے جعفر طاہرؑ : ۲۹۸۲۹
 دشمنِ دین کو تم دین کی پارت نہ کرو

افندہ

یارِ سانی

نقد و رائے

نگہبان رسالتؐ

نایبِ رسولِ معظمؐ، شمعِ ہدایت
 پیشوائے طریقت، نگہبانِ رسالت

حضرت ابو طالب علیہ السلام

تسبیح در مدح حضرت ابوطالب علیہ السلام

دیکھے ہیں زمانے میں کئی قیصر و حرم بھی
 دارا بھی، سکندر بھی، ملوکاں اُمم بھی
 دیکھے ہیں کئی صاحبِ اوزنک، فلک رنگ
 رفیع و فرس و نوبت و ناقوس و علم بھی
 دیکھے ہیں کئی خسرو و خاقان و خدیو
 خیل و خدم و خرمین و خراگاہ و خیم بھی
 دیکھا ہے کبھی رقص میں زہرہ صفتوں کو
 سُنتے ہی رہے مطربِ ناہیدِ نغم بھی
 دیکھی ہیں غزالوں کی فوں ساز ادائیں
 وہ طرزِ خرام و رویشِ رغبتِ درم بھی
 دیکھا ہے کبھی جلوۂ طاؤسِ حین میں
 کھلتے ہوئے دیکھے ہیں بہاروں کے علم بھی

کعبے کے گرانے کو بڑھے فیل فلک تاز
وہ دست دعا اٹھے، کیا طوفِ حرم بھی
ایک ایک ابابیل کے پنجوں میں یہ سجیل
یہ صنعتِ باری کے برستے ہوئے ہم بھی
چار آئینہ و مغفرو بکتر نہ سپر ہیں
جو شش ہیں نہ زرد ہیں نہ لہے خود و جلم بھی
یہ جد گرامی ہیں نبیؐ اور علیؑ کے
قرآن کو پڑھ، و اقدی و ابنِ حرم بھی
اس گھر کی فضا اور، ہوا اور، ضیا اور
اس گھر کی روایات، حکایاتِ حرم بھی
قصر ابوطالب کی زیارت پہ ہونا زان
احسنت عمرائے کے چو میں تو قدم بھی
یہ قبلہ حاجات ہیں یہ کعبہ اعال
سلطانِ عرب، فخر ملوک ان عجم بھی
ضرغامِ عرب، ضامنِ حق، ضیغمِ اسلام
یہ مطلبی، حضرت ہاشمؑ کا حشم بھی

استاد
شیر
در بند

سہرت کیا خوش بقبی ذی نبی ذی حبیبی ہے
تقظیم کی ہے ایک سے اک و جہاتم بھی
یہ منتخب سلسلہ ہاشمیاں ہیں
مردارِ دو عالم کے گھرانے کا بھرم بھی
یہ اشرف الاشراف ہیں مہ تاج کریم
پہچانتے ہیں ان کو عظیم اور عظم بھی
یہ قد ہے کہ توحید کا کھلتا ہوا پرچم
چہرے پہ قدا تازگی صبحِ ارم بھی
یہ آنکھ ہے جو چشمہ کوثر کی خبر ہے
مستوں کے لئے عام ہے صہبائے کرم بھی
یہ ہونٹ کہ ہنس ہنس کے جنہیں بھول عادیں
یہ زلف کہ شاداب ہوئی شامِ الم بھی
سہرت گفتار ہے مومن کے لئے بادۂ فردوس
دُشمن کو یہی جام ہوا ساغرِ ستم بھی
رفقار کہ چلتا ہوا کعبہ نظر آیا
رہ رہ کے رکا جاتا ہے جبریلؑ کا دم بھی

دکھت
سندی
قوی

ہے ڈاب میں تلوار یا بجلی ہے کمر میں
 شانوں پہ کہاں جس پہ فدا مرغِ حرم بھی
 یہ وہ ہیں کہ اسلام پہ احسان ہیں جن کے
 یہ وہ ہیں کہ پوچھیں جنہیں کہے کے صنم بھی
 شعب ابوطالب ہے فزوں نور و درجہ اسے
 سرکارِ دو عالم نے لیا اس میں صنم بھی
 کی پرورش و تربیت سرور کو نین
 اس نور کا ہے نخلِ نبوت پہ کرم بھی
 شعب ابوطالب میں رہے تین برس تک
 بیٹوں کی ہے پروانہ ہلاکت کا ہے غم بھی
 اک رات میں رہ رہ کے وہ بستر کا بدنا
 وہ گھات میں بیٹھے ہوئے اربابِ شتم بھی
 راتوں کو سر بستر سرور جو ہیں پہرے
 آیا ہے رخِ پاک و گرامی پہ دم بھی
 یہ تیرد کہاں تیغ و سپر بھی ہیں نبی کے
 حاضر سرور سینہ تو کبھی پشت و شکم بھی

سینے سے لگائے ہوئے بیٹھے ہیں نبی کو
 قوسین بنے جاتے ہیں بانہوں کے یہ صنم بھی
 یہ رعب کہ لرزاں ہیں مغیرہ ہو کہ عقبہ
 ترساں ابوسفیان و ابو جہل و حکم بھی
 اعشیٰ آسا بھی شاعر ہے شرافت کا شانواں
 تو بھول گیا فرزدق و ابنِ غنم بھی
 کہنے لگا درد کے یہ سزۂ سے کشمیر
 یہ راس درمیں عرب و اہلِ ہم بھی
 پھدلوں پہ کبھی عطر لگایا نہیں کرتے
 تعریف کے محتاج نہیں اہلِ حرم بھی
 آباے پمیر کبھی کا فر نہیں ہوتے
 اس بات پہ ایماں بھی ہے اجماعِ اُم بھی
 بنیادِ ہونا پاک تو ناپاک ہے تعمیر
 وہ قصرِ خلافت ہو کہ مسجد کہ حرم بھی
 پھر کعبہ کے اصحابِ ایماں بھی بے علوم
 مومن تھے مگر کفر کا بھرتے رہے دم بھی

اللہ نے دو چند جزا اُن کو عطا کی
۱۔ قطمیر سے گئے کو ملا بارغ ارم بھی
عمران کے ایمان کی صورت بھی یہی ہے
ورنہ وہ عقیدے میں کسی سے نہیں کم بھی
اعمال کی بنیاد عقیدے پر ہے قائم
درکار عقیدت کو نہیں قول و قسم بھی
عمران کے بیٹوں کی بھی تعریف کر دیں کیا
غزوات کے حالات ہیں قرآن میں رقم بھی
جاننا زو جگر دار و جبری جعفر طیار
موتے کی طرف دیکھ چلی تیغ دردم بھی
یہ صف شکنی تیغ زنی، گل بدنی دیکھ
یہ دست بریدہ ہیں کہ والنون و ظلم بھی
شہباز قضا، ناز بقا ہے تو علی ہے
۲۔ یحساں میں نگاہوں میں حدوث اور قدم بھی
یہ بدتر ہے، یہ اُحد ہے یہ خندق و خیبر
وہ کشتوں کے پستے ہیں سر بر الم بھی

اندردنی
لورانی
آئندہ

لیکن تجھے کچھ بھی تو دکھائی نہیں دیتا
یحساں میں نگاہوں میں تری مدحت و مذم بھی
معتوق ہی وہ کیا ہے جو کچھ فہم نہیں ہے
اسے یار پری چہرہ نہ گھبرا میں گے ہم بھی
اک اور بھی منظر ہے جو دیکھے تو دکھاؤں
نکلا سر زرم وہ مہر چار دم بھی
رہ رہ کے نہ گئے لگیں بطحا کی فصا میں حران مہر خطہ
یہ قصر خدیجہ میں ہیں سب لوگ بہم بھی
دولہا بنے بیٹھے ہیں شہنشاہ دو عالم
لٹتے ہیں زردیور و دینار و دردم بھی
انوار آہی کا رخ پاک پہ سہرا
۲۔ آدمی
یہ صل علی پڑھتے ہوئے ذر و نسیم بھی
ہیں قاضی اقلیم قضا حضرت عمرا
ہیں درد زباں دین کے آئین و حکم بھی
پڑھنے لگے سرکار دو عالم کا وہ خطبہ
وہ نجوم رہے ہیں درد یوار صرم بھی

۲۔ آدمی
نرم صلیا

یہ آلِ برائیم کا پُر لطف قصیدہ
 ہیں وجد میں اربابِ سخن اہل قلم بھی
 جو لفظ ہے وہ معرفتِ باری کا منظر
 تاریخ کے سینے پر یہ خطبہ ہے رقم بھی
 یہ کفر کی باتیں ہیں تو ایمان ہے کیا چیز
 یہ شرک اگر ہے تو مسلمان نہیں ہم بھی
 یہ کس کے جنازے پر ہیں گریاں شہِ کونین
 آنکھیں ہیں رسولانِ اولوالعزم کی نم بھی
 روتے ہیں علیؑ نوحہ کناں ہیں بنی ہاشم
 سرکارِ پہ تو ٹوٹ پڑا کوہِ اَلَم بھی
 اب کوئی نہیں دردِ بٹائے جو نبیؐ کا
 غمو کی طرح کون کرے چارہ غم بھی
 رخصت ہوئے دنیا سے ادھر تیر بطحا
 سگے سے روانہ ہوئے سالارِ اُم بھی
 عمران کی عظمت کو عیاں کر گئی ہجرت
 یہ باب ہے تاریخِ نبوت کا اہم بھی

دفاع

زندیق ہے جو حفظِ مراتب نہیں کرتا
 واجب ہے کہ اُس شخص پر لعنت کریں ہم بھی
 عمرانؑ کو مشرک کے شبیر کو باغی
 تو بغضِ علیؑ میں ہوا جہلِ جہل کے بھسم بھی
 عمرانؑ سے ذی شان یہ یہ کفر کا بہتان
 خاموش نہ کھل جائے ترے گھر کا بھرم بھی
 سُنْ نورِ ایک نسب ایک حسبِ ایک شرفِ ایک
 یا باہیں علیؑ کے تو محمدؐ کے یہ علم بھی
 اس نور سے روشن ہیں وجودِ ادرعہم بھی
 قندیلِ سرِ عرشِ یہ مصباحِ ظلم بھی
 بتلا کہ ہو کس کی بنیں مریمؑ بطحا؟
 بتلا کہ پسر کس کا ہے مولودِ حرم بھی؟
 بتلا کہ حسنؑ کس کا ہے فرزندِ گرامی؟
 ہے کون جو ہنس ہنس کے پئے ساعرِ اُم بھی؟
 بتلا کہ حسینؑ ابنِ علیؑ کس کا ہے پوتا؟
 ہے کس کا لہوِ سرخیِ رخصتِ حرم بھی؟

پردانہ توحید و نگہبان رسالت
 سر بارہ اماموں کے ہیں دربار میں خم بھی
 یا حضرت عمرانؑ نظر فیض خدا را
 مہراب دعا آپ کا ہر نقش قدم بھی
 ۷۴ سرچشمہ توفیق سے محروم رہوں کیوں
 دے حسن بیاں لطف زباں زورِ قلم بھی
 میں تیرا ثنا گر، تری اولاد کا شاعر
 حسان حسینؑ ابن علیؑ پر ہو کرم بھی
 میں تیرا غزل خواں تیرا جعفر تیرا طاہر
 سخی تیرے سخن در کا ہے تمنغہ بھی علم بھی



اس قصیدے پر خوش ابوطالب علیہ السلام لاہور میں شاعری کا اول انعام قصر ابوطالب
 سن آباد میں عطا کیا گیا۔ جھنگ میں بزم توقیر ابوطالب کے زیر اہتمام دو سائے جنگ
 اور مومنین کے مجمع میں "سید الکلام" کا خطاب دیا گیا۔ دستار بندی حضرت شیر افضل
 جعفری کے مبارک ہاتھوں سے کی گئی۔

ما حورِ حرم

محسنہ اسلام، مونس و غمگسار رسول
 حورِ حرم حضرت سیدہ خدیجہ کبریٰ
 علیہ السلام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
جَدَّةُ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ سَيِّدَةِ الْكَوْنَيْنِ، أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ

سَيِّدَةِ النَّسَاءِ الْعَالَمِينَ حَسْرَتِ خَدِيجَةَ الْكُبْرَى عَلَيْهَا السَّلَام

صبح سے آغاز

درمیان - پردہ دار

اے مملکتِ دین کی سلطانہ خوددار : حاجبِ ترا جبریل علی تیرا سپہدار
توحید و نبوت کو تری ذات پر سوناز : اسلام ترے لطفِ دکر سے ہے گران بار
تو ہمیشہ شاہنشہ لولاکِ عالم ہے : مخدومہ کونین و انیس شبہ ابرار
آراستہ تجھ سے ہے بہستانِ محمد : روشن ترے جلوں سے حرم کے در دیوار
کیا جلوہ غورشید و جمالِ مہر و پرویں : ہر نقشِ کفِ پا ہے ترا مشرقِ انوار
کیا تاب تجھ لائے جلالت کوئی لائے : وہ موسیٰ عمراں ہو کہ وہ طور سا کھسار
پاؤں میں حریرِ فلکِ العرشِ معظم : خدامِ کمر بستہ ترے ثابت و سیار
اوصافِ الہی کا ہے تیرا زرد و زیور : تقدیس و طہارت سی کنیزانِ پرستار
ابریشم و زربفتِ شرافت کی برائیں : وہ تیری قبا میں جو ہوئیں خلد میں تیار
وہ آطلسِ عصمت کے سراویں مبارک : وہ شبنمِ حقیقت کے سر اندازِ لبیک بار
مشکوئے پیمبر ہے تری ذات سے آباد : حرمین کی حرمت، حرمِ احمدِ مختار
تو بحرِ زلالِ کرم و لطف و کرامات : مقدارِ عنایات میں تو قلزمِ زخار
لے ہمسر یعنی زوجہ (طاہرہ)

ریشمی بیڑا

سحریت
یا کبریٰ
شہزاد

شہرین
یا کبریٰ تو خوار

تو دیدہ تحقیق ہے تو نورِ بصیرت : آنکھوں میں تری تختہ تقدیر کے اسرار
والفجر کی تنویر ہے پیشانی پر نور : وائیں نقابِ رخِ اقدس کا ہر اک تار
وہ ناقہِ تخلیق پہ دو محملِ زر کار : ہیں ایک میں سرتاجِ رسل ایک میں سرکار
کیا آئے نظر تیرے مراتب کی بندی : آفاق ترے پائے مبارک پہ نگوں سار
تو ہیبت و عز و شرف و شانِ غریبہ : اقبالِ مشیت کا ہے پیمانہ اظہار
تو بنتِ عرب، دخترِ پاکیزہ آدم : حورانِ ارم زاد تری ماشیہ بردار
ہم خواب و ہمارا زورِ رفیقِ شبہ والا : ہمدرد و ندیم شبِ تنہائی و غم خوار
تو آبروئے عتشانِ بطحا ہے : تو نادرِ غیرت ہے شریعت کی ہے تلوار
اصنام و صناید کے منحرم ترے آگے : تسلیم کو جھکتے ہوئے یہ شہر کے سردار
یہ صدق و صفا، شرم و حیا بخشش و انعام : یہ شیوہ اکرام کسی اور میں دشوار
ہیں یاد زمانے کو وہ ایامِ امارت : نوکر تری سرکار میں سوداگر و تجار
وہ ایسی ہزار اونٹ پئے مالِ تجارت : وہ میرہ و نافع کے اڑتے ہوئے رہوار
ایشیائے گراں دام کے وہ خرمنِ مخرور : وہ زینتِ ہر شہر تو زیائشِ اصفار
شام و یمن و روم کی جانب ہیں روانہ : اونٹوں کی قطاریں تری دستک کے یہ انبار
معمور ترے مال سے ہیں مصر و فلسطین : اسبابِ آرائش ہر خانہ و بازار
ایران و عراق و حبش و رنج میں سچ و قوم : ہر مرکزِ شہر میں پھرتے ہیں خریدار
موجود زر و رسم کے و گھیر میں خزانے : بیٹے ہوئے خیرات میں وہ درہم و دینار

سحریت

تجارت

حکمہ جوہر
ملکی تعمیر

شادی میں غلاموں کو فیے قصر نگاریں : بخشنے وہ کینروں کو شہستان طلاکار
 پھر دین کی خدمت میں لٹائے زرد زور : ہاتھوں میں چھلایے نہ گردن میں کوئی ہار
 سرمایہ تسکین ہے شوہر کی چٹائی : دولت کے تماشوں شبے روز ہے انگار
 آنکھوں سے لگائی ہیں مصلائے پیمر : دل مست و قالین بخار سے ہے بیزار
 آرام کی خاطر کوئی نکیہ بھی نہیں ہے : یہ نشان غنایاںش دبستر نہیں درکار
 اک ظرف وضو حاصل صد گنج دگر ہے : اب طشت زرد و سیم نہ گل رنگ سادار
 اک نان جو ہے من و دلوی سے فزونی : ہے خوانِ کرم گھر میں کھجوریں من جو درچار
 العظمت للہ تبارک و تعالیٰ : یہ ملکہ فردوس پیمر کی وفادار
 عورات زمانہ سے ہو کیا آپ کو نسبت : دیرانہ پر خوار کہاں گلشن بے خار
 ہے کون کہ جو رنج میں یوں صبر دکھائے : وہ صبر سے صبر کہیں سید نصبار
 فاقوں میں بھی الحمد کے نغمے ہیں بال پر : دل بادہ توحید سے پیاس میں سرشار
 کیا دامن عصمت پر بھلا میل معاصی : انوار کے چہرے پر کہاں گرد کے آثار
 تو خلوتی انجمن خواجه کو نین : انگشت نبوت میں ہے تو خاتم شہوار
 تو حرمت یسین و منزل ہے بجا ہے : آداب رسالت سے ترا دل ہے خبردار
 تو چارہ و تندیر و دوائے دل حضرت : تسکین پریشانی آقائے جہاندار
 اس وقت دیا ساتھ نبی پاک کو نے : تھا بانی اسلام یہ جب زلفہ کفار
 شعبانی طالب میں ہیں تین برس تک : وہ غزم کہ دم توڑ گئی نظم کی یغار

ایمان کے افلاک پہ تو پہلی سحر ہے : تو روشنی دیدہ و دل، دولت ابصار
 تو پہلی گھٹا ہے کہ جو برسی سر کعبہ : دیتے ہیں دُعائیں تجھے عوار و سماکار
 ہر خند کہ امت کی ہیں نو اور بھی مائیں : وہ صاحب دل نیک نظر صاحب کردار
 ایمان کہ ہیں واجب تعظیم و اطاعت : میں کون ہوں تعریف کیوں کے مجھے عار
 حاصل ہے تری ذات کو ان سب فضیلت : تو پہلی مسلمان برائے صف پیکار
 تو مومنہ اول و صدیقہ کبریٰ : تو حجتہ غلطے ہے مگر خلق گنہ گار
 توستید والا کی دہن پہلی دہن ہے : تو محرمی ستر ازل واقف اخبار
 تو غامضہ زہرا کی ہے ہاں یہ بھی شرف ہے : عبداللہ و قائم بھی ہیں پیر گل و آثار
 تو حضرت عبداللہ و عمر ان کی ہو ہے : ہے لڑے مکرم پر ترے دامن ستار
 توستیدہ حمزہ و طالب ہے زہے شان : دیکھیں تو جھکا دیتے ہیں سر جعفر طیار
 ظاہر ہے تری تربیت و پرورش پاک : پروان ترے گھر میں چڑھا حیدر کراہ
 خدام ادب بوذر و سماں ہوں کہ مقداد : درباں در دولت پہ سدا یا شرم عمار
 وہ اور ہیں جن میں ہوتا نافر کہ تقاضا : تو جو ہر اخلاق ہے آئینہ اطوار
 ہے کون کہ میقات و منا جن ہوں نازل : پاؤں میں رواں جس کے ہیں خلد کی انہار
 وہ خوش قدمی خندہ خرامی سر زمر : کوثریں رواں کشتی مہتاب ضیابار
 آنکھوں سے طلب نگ کرے سرمہ گیتی : ہے تار کی شام ابد زلف کی مہکار
 گرد و روپ میں ٹھہریں تو پیمر کو لگماں ہو : الماس کے میدان میں ہے یا قوت کا کینا

عملت

اعل امت و جہر

احق و درار

کریا
 شمسہ اشراق

خورانِ بہشتی کی نگاہیں نہیں اٹھتیں ۛ کیا شے ہیں بتانِ حلب و خلع و فرخار
 وہ ملک و عربِ جلالِ ربّ اقدس ۛ خدمت میں سرش ابلِ عمل ہے ناپا
 نسبت نہیں کوئی بھی جینانِ جہاں ۛ تو نور کا دریا ہے تودہ آتش و آزار
 تو بیکرِ تسلیم و رضا اوج و فلبہ ۛ عورتِ زمانہ میں کمی غادر و غدار
 جاں سوزی و دین سازی و شکرانہ رحمت ۛ تعریفِ کناں میرٹم و خواہ سی کو کار
 ایمان تو پاکیزگی فک کہ ہے نام ۛ ہودل میں سیاہی تو عبت چہرہ گلزار
 بیٹی سے تری سلسلہ آلِ پیمبر ۛ عترت کو تری مان گئے عترتِ اطہار
 شہبانوئے سلطانِ جہاں میں تے قربان ۛ مشکل ہے تری ریس کرے کوئی بگر خوار
 جادوب کش بارگہ پاک ہیں قدسی ۛ جبرئیل کو درباری در سے بے سرو کار
 تاریخ کو اس بات سے انکار نہیں ہے ۛ تو کشتیِ اسلام کا پتو اڑ ہے، پتو اڑ
 خود سرورِ عالم تری ہمت کے شاخاں ۛ ہر طرح کی تحسین و ستائش ہے سزاوار
 اصحابِ گرامی ہیں ترے لطف کے ممنون ۛ ہے بارہ اماموں کو ترے فیض کا اقرار
 یہ جو دو کرم دیکھنا نہ یقینِ سبائیں ۛ دیکھا نہیں یہ آئینہ مصر میں ایثار
 اے روضہ شامِ شبہ و الادل دانا ۛ اے زوجہ سالارِ اُمم عاتق و بشیار
 اے جدہ ذی جاہ بنی فاطمہ تسلیم ۛ پڑھتا ہے قصیدہ ترا شاعرِ سرور بار
 حاضر ہیں یہاں دیکھتا ہوں کتنے سخنور ۛ سعدی و سنائی ہوں کہ وہ ردی و عطار
 فردوسی و خاقانی و قانی و حافظ ۛ الفاظ و معانی کی اقاہیم کے دادار

سخاوت

فاسی

امجد بنی خوار

کاظمی

دورانی

خوار بنی

یہ عالی و عارفی و نظیری و ظہوری ۛ حاصل ہے جنہیں دیدہ روشن دل بیدار
 یہ داویرِ اقلیم ہنر حضرت سودا ۛ غالب ساہمائے فلک رفعت انکار
 بیٹے ہیں انیس اور دبیرِ سخن آرا ۛ یہ ابرگرانِ دود گہر پاش و گہر بار
 لیکن مجھے آموختہ ناموختہ سب ایک ۛ لہجہ ہے نہ آواز نہ آہنگ نہ ہنغار
 یہ نعرہ مستانہ مجذوبِ سخن ہے ۛ کیا حسنِ بیاں لطفِ زباں لذتِ گفتار
 کلیوں کا ترخم نہ ستاروں کا تبسم ۛ یہ زمرہ دل ہے نہیں شبہم اشعار
 ہد ہد کو ترے در سے ملا تاجِ سلیمان ۛ طاووس کو انعام کیا خلعت گلزار
 بلبل نے الاپا جو ستائش کا ترانہ ۛ بخشے ہیں گلِ سرخ پے زینتِ منقار
 (ہاں زراغِ بیا بیاں کی بھی اک اپنی زبان ۛ جاہل کا بھی ہے ایک طریقہ پئے اظہار
 شامل نہ سہی نغمہ سرا یاں چمن میں ۛ فطرت نے عطا کی ہے مجھے اُفت گلزار
 اس موہِ فرومایہ کو ہمدوش ہما کر ۛ بے بال و پری چشمِ کرم کی ہے طلبگار
 میں آہوئے صحرائے ہنر زخمی و تہبا
 ہوں مرہمِ الطاف و مدا و اکا سزاوار

○

کی نظر

غزل

ہمکے ہا ہے بہشتِ رسول کیا کہنا
صباے خیر و نسیم بہار کے نفعے
یہ سبیل نور میں ڈوبی ہوئی فضا وجود
نظر کے سامنے ہے آستانِ عفت و ناز
نجف کی شام یہ ذوقِ دعا یہ لطفِ درو
یہ رازدار و نا، یہ ٹھکی ٹھکی نظریں
یہاں پہ ذوقِ نظر کو ملا وہ صبر و قرار
علی کا ہاتھ میں دامن ہے پاؤں میں کونین
ستم گئے ہیں زمانے کے بھول کیا کہنا

○

گوہرِ نبوت

مخدومہ و درجہاں، معصومہ آخر الزماں
سورہ انس، گوہرِ نبوت
حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا علیہا السلام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

در مدح سیدہ فاطمہ زہرا علیہ السلام

تہذیبِ عرب سے آغاز
 اے وقارِ دولتِ کبریا، اے بہارِ کشورِ مصطفیٰ
 اے فروغِ دیدہ انبیاء، اے سرورِ سینۂ مجتبیٰ
 اے نسیمِ گلشنِ انسا، اے شمیمِ جنتِ بل اتے
 تو کہ شاہزادیِ دین ہے دل و جانِ میر تم دہاجرا
 تری عظمتوں، تری عزتوں پہ گواہ یومِ مباہلہ
 تو نے ذاتِ حرمتِ لالا الہِ ثبوتِ قانوں کی بنائی
 تو نے نوائے نطقِ پیغمبری، ترا لحنِ لحنِ شہِ ہدی
 تو ضمیرِ خاقِ دو جہاں کی صدا، زبانِ دلِ رضا
 یہ مجالِ شمس و قمر کہاں کہ وہ دیکھ لیں ترا نقشِ پا
 ترا اسمِ پاک ہے فاطمہؑ تو نبی کا گوہرِ بے بہا
 ترے نور سے ہے نمودِ ماہ و نجوم و جلوہٴ کہکشاں
 ہیں فرازِ عرش سے تا حرمِ ترے نور ہی کی تجلیاں
 یہ تری جبینِ کرم کی جوت کہ جگمگا گئے آسماں

جو نورانی
 آفتاب

لب جو بار یہ چاندنی سر کو ہسار یہ بجلیاں!
 ترے نور کی یہ سحر نوا زیاں کوہِ طور سے تاجِ حرا

تری گفتگو ہے کہ پھول جھڑنے لگے زبانِ رسول سے
 تری چال میں وہ شرافتیں کہ چلے تو شانِ رسول سے
 ترے مرتبے کا نہ پھر ہوا کوئی خاندانِ رسول سے
 یہ کسے مجال کہ جو کہے میں ہوں بڑھ کے جانِ رسول سے
 وہ کسی نبی کی ہو والدہ یا ہوں دخترانِ حرمِ نقا
 ترا نورِ عرش کی آبرو، ترا نورِ شامِ پنجتن
 ترے نور سے ہے یہ سوزِ فکر و نظریہ حسنِ سخن
 ترا نورِ ظلمتِ کفر پر تو ازل کے دن سے ہے خمد زن
 ترا نورِ نورِ محمدی، ترا نورِ دولتِ بوالحسن
 ترا نورِ کعبے کی چاندنی ترا نورِ حائلِ قسطل کھن
 ترا باپ اشرف الانبیاء وہ خدا کے دین کا ہے امین
 تری والدہ ہے کہ جس کے فیضِ دکر سے دین بنائے دیں
 وہ گرہ کشائے رموزِ حرف و سخن وہ عہدِ اودیں
 وہ مزاجِ جانِ رسولِ پاک وہ شاہزادیِ نیک ہیں
 جسے تاج و تختِ عرب سے بڑھ کے نبی کے گھر کا ہے پوریا

نور

تری والدہ کی عنایتوں کا کروں تو کیسے کروں بیاں
 زہے دستِ نعل و گہرِ فشاں زہے شوقِ بہت بکراں
 یہ براتِ بُرجِ شرف سے چل کے نبی کے گھر کو ہوئی رواں
 وہ عقیق و عاج کے محلوں میں سے جھانکتی ہیں ہیلیاں
 زرد مالِ پاس تھا جس قدر وہ قدم قدم پر لٹا دیا
 یہ برات ہے کہ زمانے بھر کو مسرتوں کا پیام ہے
 نہ کوئی کینز کینز ہے نہ کوئی غلام غلام ہے
 وہ عروس جس کی نگاہ میں زرد مالِ بیچ و حرام ہے
 دریاغیاں پہ بہارِ خلدِ نعیم کا جو مقام ہے
 تو اسی بہار کا پھول ہے تو اسی کرم کہ ہے مجزا
 ترا ہمزباں تر از داں ترا پاسبانِ وہ علی دلی
 در شہرِ علمِ رسالتی، وہ آدا شناسِ خفی جلی
 کبھی نعرہ زن جو ہوا تو دن میں نظر پڑے نہ ہبا بی
 چلی ذوالفقار کہ دشمنوں کے سروں پہ یادِ اہل چلی
 نہ بہادر روں کا پتہ چسلا، نہ دلا دروں کا نشان ہلا
 ترا تختِ دل تر از نورِ چشمِ حسنِ امامِ زمن ہوا
 یہ تر ابدن ترا جسم و جاں تو نبی کا عین بدن ہوا

موسیقی

شادی
منہ

جو سخی زباں سے نکل گیا، وہ سخی عسلی کا سخی ہوا
 وہ سوادِ شام کی ظلمتوں میں نہاں جو سر و چین ہوا
 چلے تیرا شہِ پاک پر یہ سلوک بھی نہیں بھولتا
 ترانور ہے کہ جو خندہ زن ہے سوادِ ظلمتِ شام پر
 تری ایک آنکھ فرات پر ہے تو ایک زہر کے جام پر
 وہ سپاہِ کفر سمٹ چلی وہ ہجومِ باپِ خیاں پر
 ہوا امتحانِ وفا بھی تو وہ ہوا ہے کیسے مقام پر
 نہ گزر ہوا اکا جہاں پہ ہونہ ہو سانس لینے کا حوصلہ
 ترے نور ہی کا یہ حوصلہ تھا کہ ظلمتوں پہ ہنسا کیا
 یہ ثبات و عزمِ حسین تھا کہ متاعِ دیں کو بچا لیا
 تیغِ سجدہ آخری یہ کمالِ صبر ادا کیا
 یہ نہیں کہ راہِ خدا میں تقدیرِ حیاتِ ہنس کے فدا کیا
 یہ کمال ہے کہ چراغِ شام و چراغِ کفر بجھا دیا
 تری بہت زینتِ عالیہ پہ کرے کا فخر ترانسب
 وہ اسیر کو فخر و شام ہائے رفیقہ شہِ تشنہ لب
 نہیں بھولتی ہمیں کہ بلا کی وہ آخری وہ آداس شب
 کبھی اپنے بھائی سے گفتگو کبھی خوفِ قتل شہِ عرب

موسیقی

کبھی یہ دعا کہ سحر نہ ہو نہ سحر کبھی ہو مرے خدا
تجھے اہل شہر سے اپنی قوم سے عمر بھر یہ بگڑ رہا
نہ شریک درد کوئی ہو نہ دیا کسی نے بھی فائدہ
کوئی غم نہیں کہ نبی کو پھر بھی علی نے غسل و کفن دیا
تری بیٹیوں کی یہ بے کسی یہ غم شہنشاہ کر بلا
نہ کوئی جنازہ پڑھا گیا، نہ لحد بنی نہ کفن ملا
ترے آستانہ قدس پر تو ملائکہ کے ہجوم ہیں
ترے باب رحمت و خیر پر پے طوف ماہ و نجوم ہیں
تری بیٹیاں ہیں جہاں وہاں کی بڑی عجیب رسوم ہیں
سر رگزار ہیں برہنہ سر، یہ لعین کو فہ و روم ہیں
کبھی دست و پایں رسن پڑے کبھی تازیانوں کا سلسلہ
ترا نور چشم، سپاہدار امام، غازی شیر دل
گل بوستان ابو تراب و فردوسِ جنت آب و گل
وہ جوان کہ جس کے مقابلے میں یزیدوں کی صفیں خجل
وہ دغا کا پیکر منفرد وہ حیا کا جو ہر مستقل
وہ شہید جس نے کنار نہر کو یادگار بنا دیا
وہ تری کینز کہ ختم جس پہ کمال فضل و مہروری

نصیب

جو نبی علی نے سبق دیئے کوئی کر سکتا نہ برابری
کبھی اس کے پاؤں میں جنتیں کبھی اس کے ہاتھ میں ادوی
وہ حسن حسین کی ماں بنی، یہ کمال منصب آخری
تری خدمتوں کا یہ فیض تھا کہ ملائکہ نے ادب کیا
تو نبی کی دختر پاک ہے، ترا ذکر ذکرِ جمیل ہے
تو علیم ہے تو عقیل ہے تو وجود حق پہ دلیل ہے
ترا باپ فخر کلیم ہے، ترا زوج نازِ خلیل ہے
تو حسین ابن علی کے خون کی مدھی ہے وکیل ہے
یہ حضورِ حق میں تری نو اکہ ترپ ترپ گئے انبیاء
تو رخ رسول کا نور ہے دل بو تراب کی تاب ہے
ترے آستان پہ ملائکہ کی صفیں ہیں سیلِ شہاب ہے
ترے گل کدے کا طواف، طوفِ حرم ہے کارِ ثواب ہے
یہ تری جبین حیا پہ بارہ امامتوں کا نقاب ہے
ترا عقد بھی ہوا عشق پر ہے ثبوتِ نجم ادا ہوا
ترا قول قول رسول ہے ترا فعل فعل رسول ہے
تو خدا کے گھر کی ہے مالکہ، ترا نام بھی تو بتوں ہے
تری ہمسری کا خیال شرک ہے کفر و کارِ فضول ہے

نصیب

استعارہ

کوئی خار کھائے تو کیا کہوں تو نبی کے باغ کا پھول ہے
 تو حجابِ قدس میں جلوہ گر تری روشنی ہے نہ کساء
 کوئی لاکھ مادرِ انبیاء ہونہ کر سکے تری ہمسری!
 تری عیشیوں، تری قدسیوں، تری نوریوں پہ بڑی
 تراگا ہوارہ نازِ پشتِ رسول و تختِ ہمیری
 ترے زورِ بازو پہ منحصر ہے شبابِ قوتِ حیدری
 ترے نانِ جو بھی کے نام ہیں یہ خنین و خیر و کر بلا
 یہ ضرور ہے کہ رسالتوں کے امین ظلم و ستم ہیں
 وہ صراطِ حق پہ جہاں کوئے کے چلیں رہیں غضب رہیں
 مگر ہائے اُن کی یہ آرزو وہ کسی سے قصہ غم کہیں
 جو کبھی کے آنسوؤں کے ہوئے ہیں کہیں تو کھل کے ذرا ہیں
 ترے در پہ دستکیں دے سبے ہیں کہ ردی کھل کے شہِ بدی
 شبِ روز شہرِ خلیل نے شہِ دیں کو رنج بھی جو دیئے
 وہ کرم بھی نوکِ زباں میں جن کے صبیہ میں خار چھو دیئے
 کبھی خاک دیکھی جو گیسوؤں میں تو ننھے ہاتھوں سے دھو دیئے
 یہ تری محبتیں دیکھ دیکھ کے خود رسول بھی رو دیئے
 تو نبی کے دل کا قرار ہے تو نبی کے در کی ہے دوا

انسداد

یہ غضب ہوا کہ نبی کے بعد وہ دور پاک بدل گیا
 وہ بہار کیسی بہار تھی کہ نبی کا باغ ہی جل گیا
 یہ نہیں کہ آپ کے ہاتھ سے کوئی ٹکٹ مال نکل گیا
 یہ کمرِ حضور کی جھلک گئی، یہ شبابِ آپ کا دھل گیا
 یہ اٹھارہ سال کی عمر میں کبھی اس طرح تو ہوا نہ تھا
 اے وہ صابرہ کہ تو آپ کرتی رہی ہے اپنی دکائیں
 ترے فیصلے پہ ہیں شرمسار ترے وطن کی عدائتیں
 ہمیں علم ہے جو نبی کے بعد ہوئیں جناب کی حالتیں
 نہ تو کام آئیں گی حشر میں یہ صدائیں یہ اصالتیں
 تو خفا ہوئی تو نبی خفا، جو نبی خفا تو خدا خفا
 یہ غلط بیانیوں قوم کی ترے رو برو ترے باب میں
 جو سنی نہ تھی وہ حدیث لائے بنا کے تیرے جواب میں
 وہ حدیث کیسی حدیث ہے جو نہیں ہے علم جناب میں
 یہ ترا وجود جو فرق بن کے رہا گناہ و ثواب میں
 ترے سامنے جو زباں کھلی تو یہی ہے سب بڑی خطا
 اے مصدقہ تری گفتگوئے کرم میں کوئی بھی شک نہیں
 اے محدثہ کہ ترے بیاں میں کہیں بھی کوئی لچک نہیں

اصل بیوتا
 سیاحت
 حجازی بیوتا
 رضا

اے وہ عالم کہ ترے حضورِ مجاہدِ حقِ ملک نہیں
 یہ ضمیرِ ظرف کی بات ہے یہ سوالِ بارِغِ فداک نہیں
 تو نے اہل دین کی محبتوں کا بحرِ مہی کھول کے رکھ دیا
 یہ غضب ہوا کہ ترے حقوق تھے جس قدر وہ تلف ہوئے
 کبھی اہل دل پر ستم ہوئے تو ذلیل اہل شرف ہوئے
 تری بارگاہ کے جاں نثار کماں کشوں کے بد ہوئے
 وہ ہوا چلی کہ خموش و پیکرِ یاس شاہِ نجف ہوئے
 یہ پہاڑ غم کے دنوں پہ ٹوٹ پڑیں تو صبرِ لیا
 تری موت کی ہیں زباں زباں پہ جگرِ فگار کہانیاں
 ترے بعد پھر نہ علی کی تیغ رہی نہ ان کی جوانیاں
 تری یادگار کوئی نہیں، نہ رہیں وہ تیری نشانیاں
 یہ ترا مزارِ جو گہرِ ہا ہے کہ اے گروہِ جہانیاں
 یہی دین ہے کہ ہمارا نقش و نشان تک بھی مٹا دیا
 کرم اے رئیسِ دو جہاں کرم اے رفیقہٴ مر قضا
 کرم اے جمالِ حریمِ حضرتِ کبریا، مہِ مصطفیٰ
 ہرے دست و پا میں لبو لبو ہمہ داغِ دلِ غمیری قبا
 ترے آستان پہ کھڑا ہوا بولے سخن کا مجھے صلا
 برابرِ قصورِ معاف ہو میری بخش دیجئے ہر خط!

وعدا
 حسنِ خطیب

حکومتِ ہند

جواہرِ الحکم

پورِ بتول، شہزادہ سہنر قبا، نورِ دیدہ رسولِ معظم
 جواہرِ الحکم حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

درمخ حضرت امام حسن علیہ السلام

کس جشن کی تقریب ہے یہ چرخ کہن پر
کیا روپ ہے دیکھو تو حسینا عدن پر
ہر قصر و شہستان میں فروزاں کئی فانوس
اک نور صنم خانہ پر دین و پرن پر
اور نگ فلک رنگ پر فردوس کے مرغیل
گلباریاں عوروں کی رسولانِ زمیں پر
وہ بربطِ جبرئیل سے نغمے ہوئے جاری
جس طرح کنول تیرتے ہوں نیل لگن پر
یہ رقصِ شبِ عید یہ ناہید و فراہید بسا
سمجھتے ہیں ستاروں کے یہ پشواز بدن پر
یہ تال و یہ توڑے یہ تڑپ ہائے یہ انداز
مرتا ہوں میں اس شوخ فحول ساز کے فن پر

گردن کا یہ ڈورا کہ خطِ صبح مسرت
سوناز گھاؤں کو ہیں زلفوں کی شکن پر
رہ رہ کے ہٹانے لگی زلفوں کو جبین سے
پو پھوٹ رہی ہے وہ لب لگنک دجمن پر
لو نور کا ترکا ہوا شبِ دھل گئی آخر
لہرائے بہاروں کے علمِ دشتِ دمن پر
ہر ذرۂ ناپیر بکف طور بدل نور
انوار کی بارش ہے دروہامِ دطن پر
چہرے پہ گل و لالہ کے اک طرفہ تجلی
چھایا ہے جوانی کا نشہ سرو و سمن پر
یوں پھول کھلے ہیں بکف و دامن صحرا
یا قوت کوئی ٹانگ دے جس طرح چکن پر
ہر چشم ہے سے خانہ تسنیم کا ساغر
ہر زلف ہکتا ہوا سایہ ہے فتن پر
فوجیں وہ فرشتوں کی چپے راست کھڑی ہیں
بیٹھے ہیں رسولِ دو جہاں تختِ چمن پر

صوفی

الامی

نور

نور

نور

نور

نور

نور

نور

ہاتھوں پر لئے ہیں گل سرسبدِ امامت
 مسرور ہیں اس بھول کی پاکیزہ پھبن پر
 اک وجد کے عالم میں ہیں سرکارِ دو عالم
 دینے لگے بوسے وہ رُخِ پاکِ حسن پر
 پہلو میں سپہدارِ وادیب ہنر آموز
 آیاتِ الہی کا گماں جس کے سخن پر
 ہونٹوں پر تبسم کی اُبھرتی ہوئی ہریں
 شاداب نگاہیں پسِ غنچہ دہن پر
 یہ فاطمہ زہراءؑ پہ عنایت ہے خدا کی
 احسانِ مشیت ہے یہ مخدومہ من پر
 دل بندِ علیؑ آج سے فرزندِ نبیؐ ہے
 یہ لطفِ خدا پاک ہے نعمتِ ازمن پر
 اللہ سے یہ فیض، یہ انعام یہ احسان
 سلطانِ عرب، شاہِ عجم، ماہِ یمن پر
 زہراءؑ کو، علیؑ کو، کبھی تکتے ہیں پسر کو
 سورج کی نظر آج ہے ایک ایک کرن پر

شیروں کے پسر شیر ہی ہوتے ہیں جہاں میں
 مرغانِ چمن جاتے بنیں زراغ و زعفران پر
 طینت میں طبیعت میں نبوت کے یہ انداز
 بچہ ہے مگر آنکھ ہے نانے کے تین پر
 تربیتِ زہراءؑ کے وہ ظاہر ہوئے آثار
 کاندھے پہ علم آنکھ ہے آئین و سنن پر
 پہنچے سرِ اعداء پہ کبھی جنگِ جہل میں
 جس طرح جھپٹتا ہو کوئی شیرِ ہرن پر
 صفین میں ہیں پہلوئے صفدر میں صفِ آرا
 وہ برقِ گری شام کے اربابِ فتن پر
 دیکھو یہ روایاتِ آبِ وجد کے امیں ہیں
 قدرت ہے انہیں علم و خبر ضربِ وزون پر
 وہ گالیاں سن سن کے بھی دشمن کو دعا دیں
 اسلام کو ہے ناز اسی خلقِ حسن پر
 روتا ہوں کہ یہ ترکِ خلافت کی نہیں بات
 غم ہے کہ عرب چلنے لگے رسمِ کہن پر

آرائش بت خانہ دل کرنے لگے ہیں!
 ہے آنکھ جمال بت و بالائے دشن پر
 اللہ سے ایمان کہ بیعت ہے نبی سے
 تلوار اٹھاتے ہیں علی اور حسن پر
 معیار ہے اسلام کا اب زہر کا اک جام
 ہے میری نظر خون سے بریز گن پر
 کٹ کٹ کے جگر ٹکڑے ہو جاتا ہے لیکن
 غصہ نہیں کرتے زہن ایمان نلگن پر
 وہ دین بھی کیا دین ہے جس دین کی بنیاد
 ہو زہر ہلا بل پہ کبھی طوق و رسن پر
 ورنہ یہ بتائیں تو مجھے آج سُکھماں
 کیوں تیروں کی برسات ہے مسموم کے تن پر
 پیوست ہیں پہلوئیں یہ پیکانِ رستم کیا
 یہ زخم کہو کیسے ہیں میت کے بدن پر
 یوں کرتے ہو تعظیم نبی زادوں کی لوگو!
 یوں پھول چڑھاتے ہو شہیدوں کے کفن پر

تخت

قصبت

دالہ سید

کیا زہر محمدؐ کے نواسوں کے لئے ہے
 جاؤ گے یہی جام لئے نہر لبین پر
 کردار کا معیار زرد و درہم و دینار
 تَف دانش و فہمید پہ اس فہم و فطن پر
 تعلیم یہی پائی رسولِ عربی سے
 تیروں سے مکھے حاشیے قرآن کے متن پر
 اے نختِ نبیؐ ابنِ علیؑ رحم خدا را
 رحمت کی نظر سوختہ جاں سوختہ تن پر
 ممدوح خدا و اربابِ شہر دل کرار
 بطحا پہ ترا لطف کرم خاکِ دکن پر
 میں بود و عمارتِ پہ سمانِ غنایات
 احسان ترے قیسؑ پہ مجذوبِ قرن پر
 یہ ساتی کوثرؑ ہی کا فیضان ہے طاہر
 قبضہ ہمیں بخشا گیا دریائے سخن پر

۱۔ قیس بن حضرت سعد بن عبادہ۔ ان میں ایک ہزار شجاعانِ عرب کی طاقت تھی۔ امام حسنؑ
 کے جہاں شمار صحابی اور امیرِ شام کے خلاف سپہ دار لشکر تھے۔

دعا

غزل ۷

یہ ریگ زار یہ خاک کیود کیا کہنے
اسی غبار سے روشن ہے آئینہ جاں کا
اسی زمیں کی تجلی حرم کے چہرے پر
کنارِ بحر یہ خیمے خدا پرستوں کے
اصل ہے لرزہ براندام، داغ داغِ عدو
یہ کون ہے کہ جو تمہیں نہیں تیر کھاتا ہے
نماز تیروں کی بارش میں ٹپتے جاگتے
ہو سے لکھ بھی چکا لا الہ الا اللہ

ہے آج خاکِ شفا خاکِ کربلا طاہر

مرے امام کی شانِ سجد کیا کہنے -

○

نوحہ

کر بلا دالوں کی ہے یاد کہانی ہم کو
داستان بھی تو یہ آتی ہے سنانی ہم کو
جب کوئی پھول کھلا جب کوئی گلشن مہکا
یاد آئی عسلی اکبر کی جوانی ہم کو
یا زور دھلا کے سکیٹہ سے یہ کہتے تھے حسین
بھائی عباس نے بھیجی ہے نشانی ہم کو
کوئی عباس کا بمسّر بھی ہمیں دکھاؤ
کوئی شبیر کا دکھلاؤ تو ثانی ہم کو
فاطمہ زہرا کے پھولوں کو تو پانی نہ ملا
کیا دکھاتا ہے فرات آج روانی ہم کو
نیچ عاشور و لہن و سب کی فرماتی تھی
ہر گھڑی موت کی لگتی ہے سہانی ہم کو
شاہ کی تشنہ نبی یاد ہے جعفر طاہر
روپڑ سے جب نظر آیا کہیں پانی ہم کو

سوزِ دل
طبعی احساس
کی تصویر
سادہ زبان

نوحہ

حسین! تجھ کو عسلی و بٹول روتے ہیں
 تو وہ شہید ہے جس کو رسول روتے ہیں
 خزاں نے گلشنِ زہرا کو آج گھیرا ہے
 اُداس باغ کا مالی ہے پھول روتے ہیں
 یہ بچے دیکھتے پھرتے ہیں راستہ کس کا؟
 نظر فرات پہ، چہرے ملول روتے ہیں
 کبھی نہ بھولیں گی وہ دُہنیں شہیدوں کی
 سروں میں خاک ہے، سہروں کے پھول روتے ہیں
 سرِ حسین پہ روتی ہیں زینب و کلثومؑ
 یہی وہ دین ہے جس کو اصول روتے ہیں
 ہمیں تو شاہِ شہیداں کا غم رلاتا ہے
 ہم ایسے اہلِ نظر کب فضول روتے ہیں

جوابہ الکلم

عظم و نوحہ

والی کربلا، امام حسینؑ تفسیر و فدائے بزرگ عظیم

جوابہ الکلم حضرت امام حسینؑ علیہ السلام

یہ مطربانِ خوشنقہ یہ ساقیانِ خوب رو
تمام شہر کی فضا شگفتہ بخت و مشک بو
دلوں میں طرفہ تازگی، نظر میں سوزِ آرزو
یہ نعرہ ہائے شوق و بزمِ سرودی میں باوہو
رواں شرابِ سرخوشی بدن کے ہر سام سے

شرابِ ناپِ پی رہا ہوں کاستہ انعام سے
پلا رہے ہیں تمنیچے کمالِ اہتمام سے
سببِ طلب کیا جو ساقیانِ خوش خرام سے
تو بھر کے لئے تسکینِ نعمتِ مدام سے
ہزار احتیاط سے، ہزار احترام سے

کھلا ہوا ہے میسکہ وہ پی رہے ہیں دمدم
صحائبِ رسولِ پاک و دوستانِ محترم
یہ ذی وقار و پاکباز و خوش مزاج و غم
نئی کے یارِ غار یہ رفیقِ نیک و ہم قدم
بلند و پاک تر مقامِ جن کا ہر مقام ہے

درملح حضرت امام حسین علیہ السلام

نہمہ
۲۴۷
۱۰۷۰

برس رہی ہیں مستیاں فرازِ عرش و بام سے
تجلیاں نکل رہی ہیں عکسِ جامِ جام سے
نگارِ میسکہ غزلِ سرا ہے آج شام سے
دل و نظر میں روشنی شرابِ لعلِ فام سے
فضائیں جگمگا گئیں مغال کے فیضِ عام سے

سلام آرہے ہیں آج روضۃ السلام سے
دلوں کو راختیں ملی ہیں رحمتِ دوام سے
سوادِ جان مہک رہا ہے زلفِ مشکِ فام سے
طیب کہ رہا ہے یوں مرینق تلخِ کام سے
شرابِ عیشِ نوش کر دلا کے پاک جام سے

بختہ از دست از دست چو زلفِ مبارک

یہ شاہد ان خوش نظر سب کو کف قبح بدست
وہ نشہ سا ہوا میں ہے کہ سے پرست مست مت
ہوئی جو فک ختم سے علی مدائے بہت بہت
کسی نے پیش کی گزک کسی نے بادۂ اُست
دلوں کو وجد آگیا مغال کے انتظام سے

عارف
کا مہر

یہ جام سے نہیں نہیں کلید فتح باب ہے
یہ تلخ دُشمن چیز ہے، یہ ضامن شباب ہے
علاج کا علاج ہے، شراب کی شراب ہے
یہ بخشش رسول ہے، عطاءئے بو تراب ہے
یہ وہ نہیں کہ جو ملے کسی دکان عام سے

ہمیں خبر ہے کس کے پاس کس طرح کا مال ہے
کہاں کی مے حرام ہے کہاں کی مے حلال ہے
یہ بات نطف خاص کی ہے طرف کا سوال ہے
مغال کی بات اور ہے، کلال پھر کلال ہے
یہ فرق پوچھ لیجئے جناب خاص و عام سے

یہ بارگاہ مصطفیٰ یہ دولت مے رواق
یہ حوریاں شوخ و تنگ فن دلبری میں طاق
یہ لعبتِ ان گلبِ دن، یہ لولیانِ سیم باق
یہ خوش قدم، یہ خوش ادا یہ خوش نظر یہ خوش مذاق
چلیں تو زمرے ہوئے بلند گام گام سے

سحابِ رسول پاک پی رہے ہیں دُمدِم
یہ جام اور جام ہیں، نہیں نہیں یہ جام جم
یہ لوگ اور لوگ ہیں عظیم و نیک و محترم
مدنیۃ النبی یہ میکشی کے دور نے الحرم
نظر نظر میں روشنی خروں مہرِ تم سے

کھلا ہوا ہے میکہ صلائے ناؤ و نوش ہے
شراب تیز و تند ہے، کسے مجال ہوش ہے
نہ دل بلائے جاں رہا، نہ سروِ بال دوش ہے
قصا بھی آج زیرِ حکم پیرے فروش ہے
صدائے یا علی نکل رہی ہے جام جام سے

آخر

یہ پوچھ آج بزم میں ہے کون کون ہمیش
یہ وہ جناب ہیں جو چھوڑ آئے جنت بریں
یہ وہ کہ جن کی حشر خیزیوں پہ دنگ ہے زیں
یہ وہ کہ جن کے پاؤں پھرتی ہے طُور کی زیں
کلیم کا لقب ملا ہے خالق کلام سے

یہ وہ بزرگ ہیں کہ جن کو طرفہ تر پیرے
عجیب حیلہ جو فریب کا ر و فتنہ گرے
یہ وہ ہیں جن کے سُن کے فسانے معتبرے
کسی سے بات کیا کریں کسی سے کیا نظرے
دُعا کے زور سے نکل گئے ہزار دام سے

یہ ہمیشہ بزم میں تو ہمیش کار با ادب
یہ کیوں نہ ہو کہ بزم بھی ہے بزم خسر و عرب
یہ تاب و طمطراق و ملکنت یہ صورتیں عجیب
بتانِ خلد کی نگاہِ ناز میں کہاں غضب
یقین نہ ہو تو پوچھے میرٹھ نیک نام سے

وہ مسندِ حرم پہ بانیِ حرم ہے جلوہ گر
یہ شان و شوکتِ شہی یہ رُعب اب و گرد و فر
اسی بزرگ نے بچادی آگ بھونک مار کر
نسیمِ خلدین گئی ہو ائے شعلہ و شرر
یہ پوچھ نینو کی دادی نمک حرام سے

علیؑ کو آپ جانتے ہیں کس بلا کا مرد ہے
یہ بابِ علمِ مصطفیٰ شجاعتوں میں فرد ہے
مگر یہ بات کیا ہے رُوندے پاک زرد زر ہے
عجیب بات ہے پہاڑ کے جگر میں درد ہے
یہ درد جس کا واسطہ ہے دردِ ننگِ نام سے

یہ پیرِ میکہ کہ جس کا بطف بے حساب ہے
یہ ساتیِ جواں کہ جس کا طرف لا جواب ہے
وہ آج بقرار ہے، عجیب اضطراب ہے
وجودِ پاک ہے کہ بتلائے بیچ و تاب ہے
دُعائیں مانگنے لگا ہے رحمتِ تمام سے

ادھر رسول پاک ہیں کہ محو ہیں سجد میں
وہ تخت دل ملے کہ جو حسن سا ہو وجود میں
ابھی کچھ کمی سی ہے ابھی تلک درود میں
کمی رہے نہ دین میں نہ دیر ہو درود میں
ترے نبی کا نام ہو جہاں میں اُسکے نام سے

ادھر دعا طلب تھے آپ رب ذوالانام سے
ایمن کبریا کھڑے تھے پاس احترام سے
صفدر کو جو فرصت نظر ملی سلام سے
خبر ملی حریم سیدہ کے اس غلام سے
چلے رسول مسکرا کے مسجد الحرام سے

یہ کیا کہوں سلام آ رہے ہیں کس مقام سے
بڑھے علی کی سمت ادھیابھی احترام سے
جلوس قدسیان عرش ترک داغشام سے
نکھر نکھر گئی قضا غوشی کے اس پیام سے
دلوں کو تازگی ملی دلالت امام سے

دلالت
وصی کی
جمع
وصیت
داند

حریم مرتضیٰ میں آج کس قدر ہیں رونقیں
لباس غلہ زیب تن کئے ہیں سب کنیز کیں
وہ دے رہی ہیں دوڑ دوڑ کر سبھی مبارکیں
وہ بچ رہی ہیں نوبتیں وہ سر ہوئی ہیں بیرقیں
ولادت امام ہے مناؤ دھوم دھام سے

ملا لگہ اتر رہے ہیں آسماں سے صف بہ صف
سلام قدسیوں کا لے رہے ہیں خسر و نجف
دل غریب ڈر گیا ابھی جاؤں کس طرف
پکار کر کہا یہ جبرئیل نے کہ لا تنحف
لڑے کوئی مجال کیا حسین کے غلام سے

یہ رت یہ فصل یہ سماں یہ ابر یہ خنک ہوا
یہ چاندنی مدینۃ النبی کی یہ حسین فضا
ارے کہاں چلا ہے تو ادھر تو آ ادھر تو آ
یہ مئے دلائے آل مصطفیٰ کی ہے چڑھا بھی جا
نہ ڈر ہمارے شہر کے فقیر بد گام سے

پہنچ سکے نہ تیرہ دل کبھی تری جناب تک
 صریح مصطفیٰ تنک، صحابہ و صحابہ تک
 ابی کعب کو چھوڑ چل در ابو تراب تک
 جہاں تمام فاصلے قدم سے ہیں رکاب تک
 بہشت دور تو نہیں ہے روضۃ السلام سے

وعدت
 دیکھو
 کا ایسا

خوشی سنا کہ آج ہے چمن کا پھول پھول خوش
 نوید رحمت در کرم سے ہے دل نول خوش
 علیؑ ولی کے ہمنوا، صحابہ رسولؐ خوش
 خدا ہے خوش نبیؐ ہے خوش علیؑ ہے خوش رسولؐ خوش
 حرم کی سرزمین مہک اٹھی نئے پیام سے

ضیائے مشرقین ہے یہ نورِ تیرہ تن ہے
 وقارِ مغربین ہے کہ ابنِ خیرتین ہے
 یہ جان پاک مرتضیٰؑ نبیؐ کے دل کا چین ہے
 لقب شہید کر بلا ہے، نام تو حسینؑ ہے
 وہ بے شعور ہے جو بے خبر ہے اُن کے کام سے

حسینؑ بادشاہِ دین فخر ربّ ذوالمنن
 حسینؑ جانِ مصطفیٰ حسینؑ شانِ بوالحسن
 حسینؑ فاطمہؑ کا دل، حسینؑ بازوئے حسن
 حسینؑ گر نہ ہوں تو ناقص ذکرِ پنجستن
 بہارِ دین انہیں کی ذات سے انہیں کے نام سے

یہ وہ کہ اعتبارِ آفتاب ان کا نور ہے
 یہ وہ جناب جن کا پا فرا ز بامِ طور ہے
 یہ نام ایک نشہ ہے یہ کیف ہے سرور ہے
 یہ وہ کہ جن کے عشق پر ہمیں بڑا غور ہے
 نگاہ کیا ہے کسی نگارِ خوش خرام سے

حسینؑ کی طرح سپوت پھر نہ کوئی ماں سنی
 وہ سورما و شوریر صف شکن جری دھنی
 جگت گردِ ہمار تھی، مہارشی، نرپادھی
 ہیں پوجتے حسینؑ کو بڑے بڑے ہبابی
 یہ بات پوچھیں تل تن سے رستم اور سام سے

ما انصبت
 ما یجوز

مصری لکھا

کنارِ سیدہ میں جلوہ گر ہے ماہِ ہاشمی
بہارِ گلشنِ نبیؐ، وقارِ نسِ آدمی
سرورِ قلبِ فاطمہؑ، جمالِ رُوسِ حیدری
امامِ متقی، تقی، نقی، ولی، سخی، غنی
یہ باخبر ہیں دین کے اصول سے نظام سے

بہیں ختم شیرِ خوار پر تمام تر سعادتیں
وہی نبیؐ کی خصلتیں وہی علیؑ کی عادتیں
جبینِ عرش جگمگا اٹھی وہ کس عبادتیں
یہ وہ شہید جس کے دم سے جادواں شہادتیں
زباں زباں یہ تذکرے محرمِ الحرام سے

یہی حسینؑ ہے کہ جب پہ ختم ہیں شجاعتیں
علیؑ کی طاقتوں سے بھی کہیں سوا ہیں طاقتیں
یہ گفتگو میں نرمیاں سخن میں یہ حسلا دتیں
اے مدعیِ امام کا کلام ہیں یہ آیاتیں
ملا کے دیکھ آیتیں امام کے کلام سے

وہ سرزمینِ کربلا کی سختیاں، قیامتیں
قدمِ قدم پہ آفتیں، مصیبتیں ہلاکتیں
طرفِ طرفِ اذیتیں، جہاں تہاں شقاوتیں
کنارِ نہرِ ہائے تشنہ لب کی یہ سخاوتیں
بُجھا دی اہلِ دل کی تشنگی لہو کے جام سے

یہ وقت ہے کہ گھر گئے ہیں نرغہِ غلام میں
مگر یہ عزم دیکھئے دکھوں کے اژدہام میں
یہ ڈر نہیں کہ مشورے ہیں کیا سپاہِ شام میں
یہ غم کہ مختصر سا وقت رہ گیا قیام میں
وہ دے رہا ہے درسِ دین پھر بھی التزام سے

یہ عام شخص تو نہیں جو حادثات سے ڈرے
یہ وہ نہیں جو دافعاتِ غمِ فزا کا غم کرے
نہ قاسمے، نہ اکبرے، نہ مولے نہ یادے
نہ دوستے نہ ہمدے، نہ محرے نہ دلبرے
وہ ذوالفقارِ مرتضیٰؑ نکل چکی نیام سے

شکایتیں نہیں کہ تین دن کی جھوک پیاس ہے
کوئی جگہ نہیں کہ جی اچاٹ ہے اُداس ہے
بڑا خدا پرست ہے، بڑا وفا شناس ہے
یہی تو ہے کہ جس کو دینِ مصطفیٰ کا پیاس ہے
ڈرا رہا ہے کُفر کو خدا کے انتقام سے

تری نماز پر خدا شہنشاہِ حجاز بھی
نثارِ اس نماز پر علی کی ہر نماز بھی
نہ جھوٹا ہے تو، نہ تیری آخری نماز بھی
تری نوا سے دین کا یہ سوز بھی ہے سنا بھی
اذاں بلند ہو رہی ہے آج ہر مقام سے

یہ بات آپ پوچھ لیں خواص سے عوام سے
عرب سے اہل ہند سے عراق و مصر و شام سے
حرم کی آبرو ہے رنگِ غمِ تشنہ کام سے
ہمیں بچا لیا ہے کُفر کے خیالِ خام سے
خدا کا نام رہ گیا جہاں میں ان کے نام سے

علی کی تیغ تیز کی نہ پوچھ شعلہ باریاں
نہ شہسوار اب ہے نہ اُن کی شہسواریاں
قدم قدم پر غرقِ بحرِ غولِ سپاہِ تاریاں
خیامِ زرد نگار اب رہے نہ وہ عماریاں
بچے تو کوئی کیا بچے امام کی مُصام سے

جدھر جدھر نظر اٹھے اُدھر اُدھر ہو لہر
نہ دیکھنے کو بھی رہے محاذِ جنگ پر عدو
علی کے لال سے ہوئی تو ذوالفقارِ سرخِ رُو
ادھر یہ مرحلہ کہ خونِ پاک سے کیا وضو
نماز کو کھڑے ہوئے کمالِ اہتمام سے

یہ فاطمہ کا چاند ہے، علی کا شاہکار ہے
یہ دوشِ مصطفیٰ کا شہسوارِ نامدار ہے
دل و جگر میں زخم ہیں لباسِ تارِ ہے
یہی ہے جس کی آخری نماز یادگار ہے
نمازِ پاکِ قیام آپ کے قیام سے

تواریخ
مقرب

موندگار
سے ہمیں

کمال ہے تمام کام ایک پل میں کر دیئے
مصیبتوں میں ہمتوں کے درس بے خطر دیئے
خدا کے نام پر عزیز واقربا کے سر دیئے
فصل دیں میں جس قدر شگاف تھے وہ بھر دیئے
حرم کو رونقیں میں جلے ہوئے خیام سے

جناب جانتے ہیں یہ غلام کچھ اُداس ہے
اگرچہ بات کچھ نہیں مگر ہجومِ یاس ہے
خجل مرے کلام سے، کلامِ بونواس ہے
فقر کا یہ اپنے پیشوا سے التماس ہے
بچائیے غلام کو ادا سیوں کے دام سے

ادھر بھی اک نگاہِ لطف اے رئیسِ محترم
اے تاجدارِ کر بلا انیس اہلِ درد و غم
سُخورم، قلندرِ م، حسینِ م، ہمنورِ م
ہے نذر یا جناب آپ کی جواہرِ اکلم
فردن نہ ہو تو کم ہیں خزانۃ الکلام سے

مختصر
شعر

اُداس
شعر

نوحہ

دروہامِ رور ہے ہیں تو زمیں سے خون جاری
نہ سنی گئی کسی سے کبھی داستاںِ تنہا
نہیں بھولتا ہے مولاترے تاز کا زمانہ
سرِ درشِ مصطفیٰ وہ ترا عیدِ گہ کو جانا
مگر آج نوکِ نیزہ تری بن گئی سواری
ہے زمیں سے خون جاری
کہیں اُس پاس لاشیں کوئی دُورِ اک جنازہ
یہ کسی جواں کے دل میں ہے سناں کا زخمِ تازہ
کسی بے زباں کو ہائے یہ لگا ہے تیر کاری
ہے زمیں سے خون جاری
کبھی یاد آئی بانو کبھی لاڈلی سکینہ
کبھی سوئے خیمہ دیکھا، کبھی جانبِ مدینہ
کبھی خون سے دھوئے تو زیاں پر شکرِ یاری
ہے زمیں سے خون جاری

کبھی لاشِ نوجواں پر وہ جھکے ہوئے ہیں غم سے
کبھی روپڑے جو دیکھانہ اٹھے گی لاشِ ہم سے
کبھی بہن کو پکارا کہ مدد کرو ہماری

ہے زمیں سے خون جاری

سہر نوکِ نیزہ نیزہ وہ سجا کے سر چلے ہیں
وہ نبی کی بیٹیوں کو لو اُسر کر چلے ہیں
کبھی گر گئی سکینہ کبھی روپڑا مہاری

ہے زمیں سے خون جاری

جو کٹا ہوا گلہ ہے تو زباں پہ آیتیں ہیں
مرے پیشوا کی طاہرہ عجب تلاوتیں ہیں
نہ حسینؑ سانمازی نہ کوئی جہاں میں قادری

ہے زمیں سے خون جاری

○

ناموس و فاء

قمر بنی ہاشم، پروانہ شمع امامت
کشتیِ بحرِ طریقت، ثانیِ سیدِ روضہ
ناموس و فاء حضرت عباسؑ علیہ السلام

مید بکلی صفت - ۱ - سید مرزا - لایب سم نامجو - موسیٰ کے ذمہ عارف تو ہیں
 لیکن خود سے خوب جاری ہو جائے گا - ۲۰ - کو مقبست سر حقیقہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

درلح حضرت عباس علیہ السلام

منشیہ

صورت

یہ ساعت نوروز، یہ انوار بہر سو
 وہ شام فسون ساز نہ ظلمات کا بادو
 الحمد قمر برج شرف میں نظر آیا
 نئے عقرب جرارہ نہ کیتو ہے نہ رابو
 اک طرفہ تجلی ہے سر منبر و محراب
 یہ کرنوں کا انبار ہے یا گنبد مینو
 یہ شہر ہمیشہ کے نظرتاب درو بام
 مہکار سے بچو لوں کی بکتے ہوئے مشکو
 ہر باغ پہ ہوتا ہے گماں غلبہ میری کا
 جھونکوں میں ہوا کے گل عباس کی خوشبو
 ایک ایک روش رشک بہار گل دریاں
 میسو کہیں پھولا تو کہیں نہ کا ہے شبو
 گلیانگ صلاصل تو کہیں شور و عنادل
 ہر سرو پہ یہ قمریوں کا نعرہ "یا عمو"

ناختہ جویا
 آواز دشتی
 خوشنود کا
 آواز
 بلبل کا آواز
 قند - ۱ - آواز

احرار ہوا زمزم خواں پاک فضا میں

ہر پیر پہ کرتی ہے کوئی فاختہ کو کو
 آتی ہے کسی سمت سے دراج کی آواز
 کرتے ہوئے ٹیلوں پہ حرارہ کئی تہو
 یاراں جواں سال کے ہونٹوں پر ترانے
 امین کوئی گاتاہے جھنجھوٹی کوئی پیلو
 خوبان گل اندام و پیری چہرہ و طناز
 یہ حلقہ جاناں میں جو انان سخن گو
 ہر مرد میں دروم و فلسطین کے اشرف
 اک نور مدینے سے ہے ناکابل دکنے کو
 سائے میں نخیلوں کے یہ اصحاب علی ہیں
 جرار و جگر دار و جواں نخت و بلا جو
 غازی بھی نمازی بھی حجازی بھی ہم ہیں
 ہاتھوں میں ہے قرآن تو ہونٹوں پہ موتو
 یہ باب امامت پہ فرشتوں کی قطاریں
 یہ غلوتیان ارم و انجمن صو!

لہ پڑوں کے لئے ترکیبا استمال کی گئی ہے تھ میر تھ بیروں کے بوسے کی آواز

وہ تختِ طلا کا نظر آئے ہوا پر
یہ قاف کی پریاں وہ نگارِ انیسر
خورانِ ارم زاد و نگارِ انِ بہشتی
یہ طنطنہ و تمکنت و طرہ و طرہ نو
اُن پائے نگار میں تڑپتے ہوئے توٹے
بجھتے ہوئے خلیجِ خلیج تھکتے ہوئے گھٹکتے ہوئے
اک شور کہ فرزندِ مبارک مے مولا
یا حبیبِ درگرا، مبارک ہو یہ پسر
اے پیرِ مغان جامِ جگر تابِ خدا را
اے ساتھی کوثر ہو عطا در و کا دار و
العظمیٰ للہ تبارک و تعالیٰ
خورشیدِ کیف شاہِ نجف، پیرِ من و تو
اللہ سے یہ تیسری تصویرِ علی کی
میں اور کہاں وصفِ جمالِ مریدِ مجبور
عباسِ علم دار، ابوالفضلِ دہسپہ دار
اک شیرِ درندہ کی طرح طاقت و نیرو

لے ہندو مذہب کا مقدس پیار، اندرِ مبارک کا آستان جسے وہ عرش کے برابر مانتے ہیں۔

ماں ان کی امینِ حرمِ فاطمہ زہرا
بیٹے میں وہی زورِ پدر کا وہی خور
میدانِ تہور کا ہے شہبازِ اجل ساز
مولائیں اور اُن میں نہیں کچھ فرق سرور
یہ علم یہ عرفان کہ دیتے ہیں علی داد
سینہ ہے کہ اسرارِ الہی سے ہے مملو
فرزندِ برومندِ علی عالمِ یکتا
معلوم ہے جو کچھ ہے پس پردہ نہ تو
حسین کی خدمت پہ غلامی پہ میں سوتا ز
زینب کو جو دیکھیں تو جھکا دیں رُخِ نیکو
یہ قامتِ بالا ہے کہ پرچم ہے وفا کا
یہ نور کا عالم یہ چکا چونند سی ہر سو
یہ قد ہے کہ معراج ہے تسلیم و رضا کی
ہے لیلۃ الاسریٰ کہ سوادِ شب گیسو
چہرے پہ ہے وہ نور کہ چلنے لگا سوج
انگارے اُگلتا ہے تنِ حامد کم رو

وہ رعب اگر چشمِ غضبِ ناک سے دیکھیں
 بجلی بھی تڑپنے لگے کہہ کہہ کے اتوب
 دم زل زلِ نرمیان و تہمتن کا ہوا ہو
 کیا ہمتِ سہراب و جوانمردیِ بزرگ
 یہ وہ ہیں و قاجن کے لئے کی گئی پیدا
 تارِ سخن نے دیکھا نہیں ایسا کوئی گجرو
 یہ دشتِ بلا خیزِ میدانِ قیامت
 سورج کی نمازت سے یہ تپتی ہوئی بالوایت
 پُر تہر و شرر بارِ سمومِ ستم آرا
 سواترِ جہوں نے تلے کا آوازِ شعلوں کی شپا شپ ہے کہ یہ جلتی ہوئی نو
 خیمے سے جو نکلے تو اُبلنے لگیں آنکھیں
 ہچکی جو کوئی لے تو بھڑکنے لگے تالو
 پانی پہ کینوں کے بعینوں کے وہ پہرے
 کرنے لگے شبیر کے انصارِ تنگا پو
 یہ شام کی فوجوں کے پرے لشکرِ اشرار
 کوٹنے کے ستم گار کہیں تکتے کے بدو

لے بزرگ سہراب کا بیٹا ملگرد آفرید کے بطن سے تھا ادا سفند یار کی بیٹی سے بیاباں۔ حاکم

صورت سے نظر آتے ہیں یہ لوگ سماں
 فاسق ہیں، منافق ہیں یہ قاتل ہیں یہ ڈاکو
 یہ لوگ سماں جو ہوئے بھی تو ہوئے کیا
 دیکھا ہے کبھی زہر سے خالی کوئی بچھو
 طینت کی، طبیعت کی بُرائی نہیں جاتی
 تاجے تو قتلِ در نہیں بتا کوئی بجاو
 ہوتا ہے جگر خوارہ کا بیٹا بھی درندہ
 خنزیر ہو اگر تاجے خنزیر کا خالو
 ادلا دیہیہ کے لئے بند ہے پانی
 سیراب یہودی و نصاریٰ ہوں کہ ہندو
 یہ حکم کہ پانی نہ پئے آلِ محمد
 مرجائیں ترستے ہوئے مظلوم کے گلرو
 دیکھی نہ گئی تشنگیِ بادِ شہ دیں
 دیکھے نہ گئے چشمِ سکینہ میں بھی آنسو
 جاتے ہیں وہ مشکیزہ لئے جانبِ دریا
 رہ رہ کے کڑکتی ہے کمانِ خمِ ابرو

اللہ سے رہوار کی چھل بل یہ چھا چھم
 جاتا ہے کوئی سن سے وہ نکلا ہوا جادو
 یہ گھاٹ پہ دشمن کی صفیں مد مقابل
 لو بھرا ہوا شیر دہاڑا ہے لب جو
 پرچم جو کھلا پردہ اٹھا فتح و ظفر کا
 فرمان قضا ہے نہ فیصلیں میں نہ بارو
 ساکھے کی لڑائی کوئی دشمن نہ لڑے گا
 مارا ہے ابھی ابن رکاب ایسا جفا جو
 اک دار ہی میں جھوڑ دیا فوج مدد کو
 سر کٹنے لگے جیسے کوئی کاٹ دے کاٹو
 وہ لاشوں کے انبار میں تپ گئے مردار
 گم ہو گئے میدانِ قضا میں کسی کو کو حوی
 جو سامنے آیا، وہ تربت نظر آیا
 گردن رہی باقی نہ سلامت رہے زاو
 وہ نوک میں شمشیر کی صرف شکلوں کے
 جس طرح پروئے کوئی تلوار میں رہو

تارے نظر آنے لگے اربابِ ستم کو
 تلوار وہ غازی کی جگر دوز و حنارو
 جنگاہ میں اڑتے ہوئے چھینٹے وہ لہو کے
 وہ شب کے اندھیرے میں چمکتے ہوئے جگنو
 برپا ہے عینوں میں قیامت پہ قیامت
 اک تشنہ مجاہد سے بچانے لگے پہلو
 فوجیں نظر آئیں نہ رسالے نظر آئے
 خرگاہ نہ خیمے نہ فتاتیں ہیں نہ تنبو
 مشکیزہ بھرا آپ نے رہوار پہ جھک کر
 پھر نہر سے پانی کا لیا آپ نے چلو
 دشمن سے کہا ہم نہیں پینے کے یہ دیکھو
 دریا پہ بھی قبضہ ہے طبیعت پہ بھی قابو
 روتے ہوئے دریا سے نکل آئے علمدار
 آنکھوں پہ ہے رکھا ہوا دستار کا پلو
 تلواروں پہ تلواریں برستی نظر آئیں
 ہونے لگے سینے میں کئی تیر ترازو

شانوں پر رکھے مشک و علم لڑنے لگے ہیں
 یہ کیا ہوا وہ کٹ کے گرے خاک پر بازو
 دندان مبارک میں لے مشک سکیٹہ
 وہ شیر چلا منہ میں دبائے ہوئے آہو
 وہ گرز کے صدمے سے گرے خاک پر بھائیں
 رنخت ہوا شبیر کا لو قوت بازو
 یہ نوبت و نقارہ و ناقوس کی آواز
 وہ فرج رستم گار میں بجتے ہوئے ڈمرو
 روتے ہوئے شبیر چلے جانب دریا
 چلا میں سکیٹہ مرے عمو! مرے عمو!
 بستر پر تڑپنے لگے وہ عابد بیمار
 خیموں میں ہیں کھوئے مجھے سیدانیاں گیسو
 میں نوحہ کیاں زینب و کلثوم و رقیہ
 غش کھا کے گریں خاک پر بنائیں کی جو رو
 خیمام حسینی میں قیامت ہوئی برپا
 آشوب کا عالم نظر آنے لگا ہر سو

سرماتل دریا سے ٹپکنے لگیں موجیں حسن تیس
 وہ لاش پہ گرنے لگے اڑاڑ کے پھیرو
 لعنت عمر و سعد پہ اور شمر رعیں پر
 بردین عبید اللہ و برنام شہ او
 ڈرڈر کے نکھا آپ کا سر کار قصیدہ
 کیا جوش بیاں لطف زباں کیامری اڑو
 انعام کہ ہو روضہ اقدس کی زیارت
 دیکھوں تو شہادت کہ مردان و فاعو
 اسے ساتی کوثر کے سپر لطف خدارا
 دربار میں طاہر بھی کسی روز ہمدعو

نوحہ

کہتی تھی سکیر سے زینب کہ نہ رو بیٹا ۛ پر دیں کا عالم ہے خاموش رہو بیٹا!
 رُبنے کی اجازت بھی دیتے ہی نہیں ظالم ۛ دیکھیں ابھی کیا گزے کیا کیا ابھی ہو بیٹا
 وہ قید وہ تنہائی معصوم جو گھبرائی ۛ زہرا کی صدا آئی، تم صبر کرو بیٹا
 دروازے پر زنداں کے کہتی تھی رباب آکر ۛ ماں تم کو بلاتی ہے آواز تو دو بیٹا

یہ داغ قیمتی کا یہ رنج غریبی کے ۛ بھولیں گے نہ یہ صدمے میدانوں کو بیٹا
یوں لاشہٴ اصغر پر بانو نے کہا رو کر ۛ ہم شام کو جاتے ہیں تم شاد رہو بیٹا
اکبر کے جنازے پر کھنٹو یہ کہتی تھی ۛ صغرا کو بتائیں کیا تم کچھ تو کہو بیٹا

○

نوحہ

بنت زہرا ترے حالات پہ رونا آیا ۛ تری تقدیر تری ذات پہ رونا آیا
قتل شبیر کو جو کرتے ہیں کلمہ پڑھ کر ۛ اُن کے ایمان پہ عادات پہ رونا آیا
ننگے سر دشمن بے دین کی بانوں کا جواب ۛ بنت زہرا تری ہر بات پہ رونا آیا
پھر گئی آنکھ میں اولاد محمد کی پیاس ۛ آئی برسات تو برسات پہ رونا آیا
کبھی زہرا کبھی زینب گئی دریاؤں میں ۛ روتے والوں کو روایات پہ رونا آیا
ننگے سر بیٹیاں ہیں مردوں کے سر نیزوں پر ۛ علی اکبر تیری بارات پہ رونا آیا
کر بلا، کو فہ، کبھی شام کی یاد آتی ہے ۛ اپنے مولا کے مقامات پہ رونا آیا
ننگے سر غلام کی بیٹیاں بازاروں میں ۛ ہم کو تو قسمت سادات پہ رونا آیا
غم شبیر میں رویا کبھی جعفر طاہر
کبھی امت کے خیالات پہ رونا آیا

○

۱۱ خزانۃ الکلام

شریکۃ الحسین ثانی ثبوت، فخر مرعہ و آسیہ
بنت علیٰ حضرت سیدہ زہرا ثانی علیہا السلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سلاست درونی

بنفشہ رستہ روزِ زین چرخِ کرمِ سارِ -

درج حضرت سید زینب علیہ السلام

بہارِ خاندانِ عصمت و طہارت ج ۲

یہ خاندان حضرت خلیل نیک نام ہے
یہ عرشِ اقصیٰ ہے یہ آسمانِ مقام ہے
یہ آستانِ ازل کے دن سے قبل نام ہے
یہ بابِ رحمت و درِ امیدِ خاص و عام ہے
یہ خاندانِ وہ ہے کہ جس پر ہر شرف تمام ہے

جو فردِ خاندان بھی ہے وہ سرورِ بنی آدم ہے
کوئی رسول ہے کوئی نبی کوئی امام ہے
کسی کے ہاتھ میں حیات و موت کا نظام ہے
کسی کے آستان پر جبریل صبح و شام ہے
امیر کیا امیر ہے، غلام کیا غلام ہے

قریشِ نامدار کی وہ دخترِ انِ پاک رو
وہ عزتوں کی پاسبان وہ عصمتوں کی آبرو
فصاحتیں نثار جس پہ ہوں وہ حسنِ گفتگو
یہ لہجہ ہائے پاک سلسیلِ صاف کے سبوتِ سنہ
زبان کیا زبان ہے کلام کیا کلام ہے

شریف، نیکدل خدا شناس پاک بیبیاں
حرمِ ہاشمی میں جن کے نور کی تجلیاں!
نبوتوں کی پردہ رخس کریں وہ پاک ہستیاں
بھری بھری یہ گودیاں امانتوں کی بستیاں
یہ پاک لوریاں کہ جن میں دین کا پیام ہے

یہ بیبیاں کہ ناپسندِ جن کو خود نمایاں
یہ بیبیاں کہ جانتی نہیں ہیں خود ستائیاں
نہ ان میں بے وفائیاں نہ ان میں کج ادائیاں
یہ وہ نہیں کہ خوریاںِ خاندان کی دایاں
جدا رکعبہ شق ہوئی یہ شانِ احترام ہے

یہ اُمّ طالبہ عقیقہ و جعفر و علی و لی
یہ پاکباز و خوش مزاج و مہربان و متقی
یہ جس کا ایک لخت دل ہے افتخار ہر مہر
یہ جس کے گھر میں کھینٹا ہے تاجدار ہر نبی
رسول جس کو ماں کہے یہی وہ نیکام ہے

یہ ایک سیدہ نظر نظر میں جس کی عفتیں
قدم اٹھیں تو مرجا کہیں ادم کی نعتیں
جبین پاک پر تار قدسیوں کی عصمتیں
یہ جس کی مسکراہٹوں میں طرفہ کار جنتیں
و فور مال و زر نظر میں ہیج ہے حرام ہے

یہی ہے وہ جو محرم شہنشاہ حجاز ہے
یہی ہے جس کی برکتوں سے دین سرفراز ہے
یہ شانزادی عرب، کربات بھی نماز ہے
یہی ہے جس کی ذات پر مے نبی کو ناز ہے
یہ حجت خدا و کس سرورِ انام ہے

حرمِ مصطفیٰ کو عزتیں ملیں بتوں سے
بتوں سے رسول ہیں بتوں میں رسول سے
ہمک رہا ہے بارغ دیں نبی کے ایک ٹھل سے
مگر تو آشنا نہیں ہے دین کے اصول سے
ولانہ اُن کی ہو تو پھر نماز بھی حرام ہے

یہ دیکھ پیتا ہے جبریل کس کی چٹکیاں
نجوم کس کے آسمان پر لے لے رہے ہیں سکیاں
صحابہ رسول کی بندھی ہوئی ہیں ہچکیاں
خدا کو ہیں پسند کس کے گھر کی خشک روٹیاں
کلام کبریا میں کون ہے جسے کلام ہے

فیصلیت نہ دو کسی کو دوستو! بتوں پر
حواس کو نہیں ہے برتری کبھی عقول پر
ادب سے التجا ہے یہ چلو کسی اصول پر
کسی کو فوق دیجئے نہ عترت رسول پر
کنیز پھر کنیز ہے، غلام پھر غلام ہے

بتول زاد یوں سے کیا بجلا کسی کو نسبتیں
حجاب نور کبریٰ کی پردہ دار صورتیں
یہ مصحف رسول دو جہاں کی پاک آیتیں
علی کی ان میں عظمتیں تو فاطمہ کی غیرتیں
انہیں کے نام سے جہاں میں کر بلا کا نام ہے

❖

مری زباں پر ذکر منت شاہِ مشرقین ہے
یہ نورِ شمیم فاطمہ نبی کے دل کا چین ہے
حسن کی جان ہے تو یہ علی کی نور عین ہے
یہ نایب بتول ہے شریکۃ المحسنین ہے
ہے اسم پاک زینب و لقب اسیرِ شام ہے

❖

یہ مردہ و صفا کے دل کی روشنی ہے نور ہے
دلیر، بردبار، شیر دل، جبری، غیور ہے
یہ بے کسی کا نور ہے یہ عزم کا غرور ہے
حسین کا مزاج ہے، بتول کا شعور ہے
رسول کی ازاں تو انقلاب کا پیام ہے

رگوں میں خون بادشاہِ خیبر و حنین ہے
حریمِ کربلا کی آبرو ہے زیبِ دین ہے
جو مرتبہ علی دفِ طمہ کے بین بین ہے
یہ ہو ہو بتول ہے یہ نورِ نیرین ہے
یہ عینِ مین مرتضیٰ یہ خواہرِ امام ہے

❖

یہ رات رات بھر خدائے پاک کی عبادتیں
دمِ سحرِ کلامِ کبریٰ کی یہ تلاوتیں
سخنِ سخن میں لہجہ رسول کی حلاوتیں
وہی علی کی عادتیں تو سیدہ کی نصیحتیں
رکوع ہے، سجود ہے، قعود ہے قیام ہے

❖

نقابِ رخ جو روئے پاک سے ذرا اتر گیا
تو آفتابِ صبحِ رعب سے ٹھٹھٹھٹھ گیا
جو کارواں جو قافلہ جہاں بھی تھا ٹھہر گیا
وہ اہل شہرِ درگئے دلوں میں خوفِ بھر گیا
ابھی ابھی تو صبح تھی، ابھی ابھی یہ شام ہے

یہ وہ ہے جس کا لفظ لفظ محمول کا باب ہے
یہ وہ ہے جس کی بات بات معنی کتاب ہے
نواہی رسولؐ ہے یہ بنت بو تراب ہے
اسی جھکی جھکی کمر سے دین پر شایاب ہے
اسی کا گھر ہے جس کا نام مسجد المحرام ہے

یہ قصر مرقیٰ کی چاندنی یہ نور دل نشیں
یہ نور جس سے جگمگا گئی حرم کی سرزمین
جھکی تو بارگاہ کبریا ہی میں جھکی جبین
نماز شب کبھی قضا ہوئی نہیں نہیں
یہ قید میں بھی تو نماز شب کا اہتمام ہے

قدم قدم یہ شاہ کر بلا کی رازداں رہی
یہ ناتواں کہ آل مصطفیٰ کی پاسباں رہی
یہ کہ بلا سے شام تک امیر کارواں رہی
نہ پوچھے کہاں کہاں گئی کہاں کہاں رہی
جہاں جہاں سر حسینؑ ہے وہیں قیام ہے

عجیب واقعات ہیں عجیب واردات ہے
نبیؐ کی بیٹیاں ہیں اور کر بلا کی رات ہے
یہ وہ ہے جس سے شمس آج تک فرات ہے
یہی ہے جس کا آل مصطفیٰ کے سر پہ ہات ہے
نظر سر حسینؑ پر کبھی سوئے خیام ہے

طرف طرف مدائے الاماں ہے شور و شین ہے
عجیب اضطراب ہے نہ صبر ہے نہ چین ہے
نہ مسلم ابن عوسجہؓ نہ اب زہیر قین ہے
علیؑ کی بیٹیاں ہیں اور زباں پہ یاحسینؑ ہے
نہ آرزو ہے آب ہے نہ خواہش طعام ہے

یہ شام غم یہ ریگ زار پُر اجل یہ ایتری
یہ ننھی ننھی بچیاں یہ بینیاں ڈری ڈری
میں پہرہ دار دیکھے تو آج زینبؑ جری
نثار بے بسی کی جراتوں پہ زور حیدری
اے غم نصیب تجھ پہ ہر غیور کا سلام ہے

کلاہیاں مروڑیں سیاست یزید کی
 ملا دیں آرزوئیں خاک میں دلِ پلید کی
 اسی غریب کو رلا کے شامیوں نے عید کی
 یہ ایک سو گوار کر بلا کے ہر شہید کی
 یہ جابرہ کہ صبر جس کی ذات پر تمام ہے

یہ دیکھئے دمشق ہے یہی وہ شہرِ شام ہے
 جہاں امام رو پڑا یہی تو وہ مقام ہے
 لباسِ فاخرہ میں شہرِ بحر میں دھوم دھام ہے
 یہ قیدیوں کے داخلے پر ہائے جشن عام ہے
 قدم قدم پہ ہفتے تو ظلمِ گام گام ہے

بھری ہوئی ہیں پتھروں سے عورتوں کی جھولیاں
 زنانِ فاحشہ کی راستوں پہ لاکھ ٹولیاں
 ستم شعار بولتے ہوئے ہزار بولیاں
 لہو سے کھیلنے ہوئے یہ بد سرشت ہولیاں
 سر حسین دیکھئے پسرے ہکلام ہے

وہ تخت پر یزید ہے یزید کے شیریں
 وہ زرنگار کرسیوں پہ شام کے شیریں
 طلائی مسندوں پہ غیر قوم کے سفیر ہیں
 جو دھوپ میں کھڑے ہیں کر بلا کے یہ اسیر ہیں
 رسولِ زاد یوں کے دیکھنے کو اذنِ عام ہے

یزید شغل کر رہا ہے جام و کعبتین سے
 چھڑی کو چھو رہا ہے یہ لعین لبِ حسین سے
 وہ ہمکلام ہو گیا نبی کی نورِ عین سے
 تڑپ کے بولنے لگیں سانِ صادقین سے
 علی کی تیغ دیکھئے کہاں پر بے نیام ہے

”ہمارا حال جو ہوا ہمارا جو بھی حال ہے
 یہ اہل دل کا امتحان ہے شکرِ ذوالجلال ہے
 جواں اگر شہید ہو گئے تو کیا ملال ہے
 تجھے خبر نہیں جو تیرے کام کا مال ہے
 یہ تو کہ تیرے نام پر بھی لعنتِ دوام ہے

مقامِ کبریا کی اودنی تجھے خیر نہیں
حیاتِ اولیاء پر لے لیں تری نظر نہیں
یہ ہم ہیں جن سے بڑھ کے انبیا بھی معتبر نہیں
خدا کا خوف ہے ہمیں کسی کا آج ڈر نہیں
ذیلِ زندگی شریف شخص پر حرام ہے

تری نظر تو آج بھی ہے لاتِ پر منات پر
تو انتقامِ بدرِ واحدے چکا فرات پر
مگر یہ دستِ ناتواں ہے نبضِ کائنات پر
یہ دیکھ نورِ کھیلنے لگا رخِ حیات پر
ہمارا خونِ اکبروئے حرمتِ عوام ہے

ہمارا گھر وہ ہے جہاں شعور کو زباں ملی
ہمارے آستانِ پہ اہلِ علم کو اماں ملی
نظر کو آرزو دلوں کو لذتِ فغاں ملی
شہید ہو گئے تو کیا حیاتِ جاوداں ملی
کریں گے ڈر کے بیعتیں تیرا خیالِ عام ہے

تجھے یہی خوشی ہے میری شاخِ شاخ کٹ گئی
علیٰ وفا طمہ کی ایک ایک چیرٹ گئی!
مگر نقابِ دیں جو تیرے رخ پہ تھی اٹ گئی
یہ دیکھ رت بدل گئی ابھی ہوا پلٹ گئی
تو ایک صیدِ ناتواں کہ آج زیرِ دام ہے

ادھر یہ گفتگو تھی ناگہاں اُدھر اذان ہوئی
امام کی زباں صداقتوں کی ترجمان ہوئی
بلندِ اک صداِ استمگروں کے درمیاں ہوئی
نیرید یو! ہماری شان آج پھر عیاں ہوئی
اذان میں کس کے جدِ محرم کا پاک نام ہے

ہجومِ دشمنان میں سیدہ گہرِ فروش ہے
علیٰ کی یہ زبان ہے یہ لہجہِ سرِ فروش ہے
کلام ہے کہ ایک بحرِ تند پر خروش ہے
نیرید شمسار ہے تو شمس بھی خوش ہے
سفیرِ ملکِ روم کی زباں پہ اسلام ہے

شریکۃ الحسین کی جہاں کو پھر تلاش ہے
حصارِ کفر جس کی ضربوں سے پاش پاش ہے
تری صدائے پاک سے دلوں میں ارتعاش ہے
یہ تو کہ جس کے پاؤں میں یزیدیت کی لاش ہے
نہ ذوالفقار ہے نہ کوئی ہاتھ میں حسام ہے

قسم لبالبِ عشق کی وہ رات بھوتی نہیں
وہ آنسوؤں کی دشت میں برات بھوتی نہیں
جہادِ کربلا میں نیری ذات بھوتی نہیں
فراقِ دائمی کی بات بات بھوتی نہیں
کبھی تسلیاں کبھی نظر میں قتلِ عام ہے

کبھی گلوئے شاہ کو گھڑی گھڑی وہ چومنا
کبھی یہ التجا کہ بھائی خلد میں نہ بھولنا
نجومِ شب کے ساتھ ساتھ ہائے دل کا ڈوبنا
کبھی کبھی خیامِ پاک میں وہ اٹھ کے گھومنا
کبھی یہ سوچنا کہ آج داستانِ تمام ہے

وہ شب کہ جب یتیم گھائیوں میں چپکے سو گئے
ادھر کو اک چلا گیا تو اُس طرف کو دو گئے
جناب نے گنا، پتا چلا کہ لال کھو گئے
کوئی تو بل گیا، مگر کئی شہید ہو گئے
رداں یہ ریت پر لہو کی موجِ خوش غم ہے

یہ تیرے گیسوؤں میں دشتِ نینو کی خاک ہے !
یہ ہر شہیدِ کربلا کی یادگارِ پاک ہے !
میں کیا ہوں شاہِ دیں کا دل بھی غم سے چاک چاک ہے
تو دور ہے حسین سے یہ بات دردناک ہے
کہاں دیارِ کربلا کہاں زمینِ شام ہے

حضورِ درِ درِ بستیاں یہ کیا بسائیاں
یہ رُوٹھنا تو جانتی نہ تھیں علی کی جائیاں
یہ کس لئے پسند کیں غریبے جدائیاں
حضور کس مقام پر یہ محفلیں سجائیاں
نہ پاس عورت سے پسر نہ جوان سا غلام ہے

شہیدِ کربلا کی آنکھ محو انتظار ہے
 کنارِ نہر ایک بادِ فنا بھی اشکبار ہے
 سنا حضور اکبرؐ جو اں بھی سو گوار ہے
 حضور! حضرت حسنؑ کا چاند بے قرار ہے
 جناب آئیے کہ منتظرِ مرا امام ہے

یہ طاہرِ مشکستہ حال آپ کا غلام ہے
 مگر وہ آپ کی محبتوں سے شاد کام ہے
 یہ رُوسیاہ طالبِ عنایتِ مدام ہے
 حضور ہی کی نذر یہ نغزِ نیتِ الکلام ہے
 خطائیں بخش دیجئے کہ شیوہ کرام ہے

○

۱۲ راتِ کبریا

نوابِ کربلا، عاشقِ الہ، حضرت اباعبداللہ
 راتِ کبریا حضرت امام حسین علیہ السلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

درمخ حضرت امام حسین علیہ السلام

اے ساتی رنگیں ادا : اے شاد شیریں نوا

کوثر پلا، زمزم بہا : بربط اٹھا، امین سنا

نغمے کتا تانیں اڑا

وہ غم کا سونچ ڈھل گیا : ایسی لگی خود جھل گیا

اپنا غم بھی چل گیا : دوزخ میں سر کے بل گیا

ظالم نے کیا پانی منرا

کیسی سہانی شام ہے : آرام ہی آرام ہے

نئے کاوشِ آرام ہے : نئے کاوشِ ایام ہے

غم ہے نہ کوئی ابتلا

ہے شاد جبرخ واژگوں : یہ روشنی حد سے فزون

یہ رات کا سحر و فسوں : خاموش عقل و ذوقوں

حل ہو گیا ہر مسئلہ

یہ حلقہ رقا صگاں : یہ مشتری یہ کہکشاں

مریخ بھی ہے مہرِیاں : دستِ عطار در زلفاں

ہنستے ہوئے ماہِ دہہا

دیکھی شریا کی پھین : گردن میں ہیں نو نورتن

جوزا کا طرفِ بانگین : ہمراہِ پروینِ دیرن

جھڑ بناتِ انغش کا

طوبی ادھر مہکا ہوا : سدرہ ادھر لہکا ہوا

ہر پھول ہے دہکا ہوا : رضواں بھی ہے بہکا ہوا

کہتا ہے کچھ کرتا ہے کیا

جنت میں ہے عزتِ بڑی : گردن میں ہے پگڑی پڑی

ہاتھوں میں پھول کی چھری : آنکھیں مغال پر ہیں گڑی

بھینگی ہوئی ساری قبا

ہرمت کتنے ماہِ رُو : رامش گراں بزمِ ھو

یہ شبنم صد گفتگو : آنکھوں میں سوزِ آرزو

یہ شعلہ رنگِ جِنا

ہر شے گلابی ہو گئی : دُنیا شریابی ہو گئی

رُت بو ترابی ہو گئی : کتنی شتابی ہو گئی

علم سیرا کمان سے نکلے

ہر چیز روشن پڑھیا

غنیجہ دہن، سمیں بدن : لعل لباب رشک چمن
زلفیں شکن اندر شکن : کتنے ختن اندر ختن

کتنے خطا اندر خطا

یہ اچھلی ابللیاں : رضواں کی ساری جلیاں

یہ ناز، یہ اٹھکھیلیاں : کرتی ہیں کیا خوش فلیاں

اعجاز ہے اک اک ادا

دیکھو تو یہ گل پوشیاں : خوردوں کی ہم آغوشیاں

غلمان کی یہ نونوشیاں : غمخواریاں، مدھوشیاں

پیتے ہیں قدسی بر ملا

یہ شام شام عید ہے : نغمہ سرا نانا ہید ہے

عالم کو اذن دید ہے : میخانہ توحید ہے

ساتی بنے ہیں انبیاء

یہ تیسری شعبان کی : یہ شب زالی شان کی

یہ چاندنی ایمان کی : یہ روشنی قرآن کی

اللہ سے کشف الغطاء

یہ شہر کے چھوٹے بڑے : ہیں باب جید پر کھڑے

بچے جو کاندھوں پر چڑھے : سر سے عمامے گر پڑے

یہ قہقہے پر قہقہا !

زہرا کے گھر میں شادیاں : ہر سوبہا رکبا دیاں

حاضر ہیں بہت زادیاں : خوش نایاں خوش ادیاں

خوّا، خدیجہ، فاطمہ

جسد رسولان سلف : بیٹھے ہوئے ہیں صف صف

اللہ یہ عز و شرف : کہتے ہیں یا شاہ نجف

مولانے کیسا بنادیا

احباب ہیں سارے بہم : اشرف حاضر پیش کم

ہنتے ہوئے اہل حرم : خنداں رسول ذی شرم

خیر الامم، خیر الوراء

خویریں، فرشتے، ادلیا : مصرورین کے باصفا

نوکر، کنیزیں، بارہا : کہتی ہیں یا مشکل کشا

احلاد و سہلا، مرجا

مسجد سے جب اٹھے نبی : ہمراہ خلقت ہو گئی

گھر میں لٹی ہے بھیر سی : بھاگیں کدھر جائیں علی

ہنت نبی ہنتی ہیں کیا

کہتے ہیں یہ سب سے حسن : جوڑی گئی اپنی توہن
یہ لطف رب ذوالمنن : اب ہو گئے ہم بہ نعتن
طغرا مکمل ہو گیا

ہر سو خوشی کا دوسرے : حضرت کا عالم اوہ ہے
کچھ فکر ہے کچھ غور ہے : یہ انبیاء کا طور ہے
وحی کا سا عالم ہوا

کیا وحی والہام ہے : تہنیت و پیغام ہے
اللہ کا انعام ہے : حضرت کے لب نام ہے
تاب سخن دل کی جلا

بولے حسن فرمائیے : نانا ہمیں بت لائیے
بولے علی سے لائیے : فرزند تو دکھ لائیے
دیکھیں حسین کربلا

سن لیں یہ زہرا علی : دونوں میں یہ سبط نبی
بیٹے نہ کہنا تم کسی : میرے میں یہ مرد سہی
دونوں میں میرے مر لقا

شیر ہے وہ شیر ہے : اسلام کی تقدیر ہے
تلوار یہ شمشیر ہے : میری کہاں کے تیر ہے

ڈرائی
کھا

باطل کو فرمان قضا

سرمایہ آدم : یہی : ہیں نوح کے محرم یہی
نور دل مریم : یہی : ہیں خضر کے مہم یہی

ہیں آپ موسیٰ کے عصا

حاضر تھے یہ لاہوت میں : عرصہ گہ ناسوت میں
یونس کو بطن موت میں : تسکین دی تابوت میں
یوسف کو بیعت کر دیا

عیسیٰ کی باندھی کیا ہوا : مٹی کا پستلا اڑ چلا
یحییٰ پر ستار حیا : یہ شیوہ صبر و رضا
ایوب حیراں رہ گیا

داؤد کے نعمات میں : انجیل میں تورات میں
قرآن کی آیات میں : چاروں صحیفہ جات میں
ہے ذکر ان کا جا بجا

یہ آل ابراہیم ہیں : یہ لائق تعظیم ہیں
یہ واجب التکریم ہیں : یہ سورہ تحریم ہیں
یہ امت، یہ صل اتی

سب الگ عادات میں : سارے شرف اک ذات میں

یہ ہمہ ساری کس بات میں ۛ ہے فرق دن اور رات میں
خاک کی کجی، نوری کجی

یہ رقی منشور کرم ۛ بنیان مرصوص حرم
مایہ دہ ذرو نسیم ۛ دیکھا تو بول اٹھے صنم
صلی علی، صلی علی

کیا کہیے کیا حسنین ہیں ۛ حضرت کے نور العین ہیں
سرکار کے سبطین ہیں ۛ یہ ہیں جو ذوالنورین ہیں
نور نبی، نور خدا

یہ نور چشم مصطفیٰ ۛ نکسین جانِ موصیٰ
اے مدعی یہ تو بتا ۛ ان سا کوئی دیکھا ہوتا
از دور آدم تائب

یہ خلسِ ممدودِ الہ ۛ نانا سادلِ مالِ سی نگہ
سر پر علی کی ہے کلمہ ۛ یہ دین حق یہ جاں نینہ
پایا یہ کس نے مرتبہ

روشن رخ و روشن جبین ۛ اسلام کا مہر مبین
یہ لختِ ختم المرسلین ۛ بر شہیر روح الامیں
بیٹھا ہے جھولا جھولتا

نسبت نہ آجے خاک سے ۛ نے آتشِ میاں سے
یہ ہیں رسولِ پاک سے ۛ نورِ شہِ لولاک سے
یہ سب ہیں نورِ کبریا

یہ عید کی صبحِ مبیں ۛ اونٹوں پہ اطفالِ حسین
یہ فسطاطِ کامہ جبین ۛ بردوشِ خیر المرسلین
مچلا ہوا، دوٹھا ہوا

حضرت ہیں موتی رولتے ۛ امرتِ نضائیں گھولتے
عقد سے ہزاروں گھولتے ۛ ناقول کی صورت بولتے
بہنِ لارہے ہیں مصطفیٰ

اللہ سے بچنے کی ہٹ ۛ زہرا گئیں بڑھ کر لپٹ
بولے علی سے مت جھپٹ ۛ اگر گئے گھر سے پلٹ
گلیوں میں غوغا مچ گیا

بولے جنابِ بوبکر ۛ تاقہ ہے سب نیک تر
دیکھانہ ایسا عمر بھر ۛ فرمایا یہ سچ ہے مگر
اسوار بھی دیکھا ہے کیا

آیا ہے بچہ کھیل کر ۛ سجدے میں میں خیر البشر
لو چڑھ گیا وہ دوش پر ۛ محکمِ خدا پہنچا ادھر

سجدے سے مت اب سرٹھا
 سجدے سے مرغوب ہیں ۽ تیری نمازیں خوب ہیں
 اللہ کو محبوب ہیں ۽ سب انبیاء مرغوب ہیں
 آنے دے لیکن کربلا
 بچوں کی لاشیں چار سو ۽ تیغوں کی زد پہ آبرو
 پانی کہاں، کیسا وضو ۽ بہر تیسم بھی ہو
 بیٹے کا سجدہ دیکھنا
 سجدہ ہے وہ مطلوب حق ۽ ہو انبیاء کا رنگ حق
 آئے رسولوں کو حق ۽ سینے فرشتوں کے ہول حق
 سجدے میں سرتن سے جدا
 کیا شان ہوان کی بیاں ۽ بابا علی زہرا انسی ماں
 نانا رسول دو جہاں ۽ خود بھی دلوں پہ حکمراں
 تظہیر کی تن پر رد
 ✓ یہ سر و گلزارِ صمد ۽ شمشادِ بستانِ احد
 یہ آبروئے آبِ مجد ۽ یہ آمر ملکِ اید
 یہ مالکِ تختِ بقا
 کوئی کرے کیا ہسری ۽ یہ ہر خط سے بی بری

حاصل جہاں پر برتری ۽ عالم پہ ان کی مٹری
 یہ انبیاء کے پیشوا
 یہ دین کی تنویر ہیں ۽ توحید کی تکبیر ہیں
 یہ شبیر و شبیر ہیں ۽ اسلام کی تصویر ہیں
 کتنی مکمل واہ وا
 یہ جامعہ و تعمیر ہیں ۽ میتقات کی توقیر ہیں
 یہ حلقہ و زنجیر ہیں ۽ یہ خطبہ و تقریر ہیں
 یہ نعمہ قانوا علی
 یہ زمزم و میزاب بھی ۽ یہ منبر و محراب بھی
 شہرِ نبی کا باب بھی ۽ نورِ شید بھی ہتاب بھی
 شامِ غریباں کی ضیاء
 یہ قسط بھی میزان بھی ۽ یہ عرش کے سکان بھی
 یہ صاحبِ قرآن بھی ۽ یہ دین کے ارکان بھی
 یہ کعبہ و مروہ، صفا
 یہ عابد و معبود ہیں ۽ یہ ساجد و مسجود ہیں
 یہ شاہد و مشہود ہیں ۽ یہ غائب و موجود ہیں
 لاہور دیتا ہے صدا

یہ غازیوں کے راہبر ۽ ہر گام پر سہینہ سپر
کیسا خطر کس کا خد ۽ خاک چونکہ شکر کر
پہنچا وہ پور لافتی

میدان کاری مرجا ۽ یہ جاں نثاری مرجا
ہر ضرب بھاری مرجا ۽ ہر وار کاری مرجا
دیکھو عسکرم لہرا دیا

ان کا لقب شیر ہے ۽ مظلوم و بے تقصیر ہے
کیا نام میں تاثیر ہے ۽ اکسیر ہی اکسیر ہے
ہر درد کی بس اک دوا

رفتہ زمانوں کی خبر ۽ آئندہ گاہ پر ہے نظر
زیر نگیں جن و بشر ۽ افلاک ان کے زیر پر
کون و مکان دو نقش پا

یہ وارثِ جبلِ امتیں ۽ یہ خاتمِ دیں کے نگیں
شہزادہِ خلدِ بریں ۽ ان ساہیں کوئی نہیں
خاکِ قدمِ خاکِ شفا

باندھا ہے کیا محلِ الگ ۽ رستہ جدا منزلِ الگ
رہتے ہیں اہلِ دلِ الگ ۽ بسمل سے یہ بسملِ الگ
تنہا شہیدِ نینوا

دُخ آندھیل کا موڑ کر ۽ ظلمت کا جادو توڑ کر
مولا سے رشتہ جوڑ کر ۽ کشتی خدا پہ چھوڑ کر
ساحل پہ آکر دم لیا

کیا خوفِ اہلِ شام کا ۽ انبوہ بے ہنگام کا
غم ہے نبی کے کام کا ۽ توحید کا اسلام کا
از ابتداء تا انتہا

ہائے یہ مارِ آستیں ۽ یہ ننگِ دنیا ننگِ دیں
کیا چاہتے ہیں یہ عین ۽ بیعت! نہیں ہرگز نہیں
جو کہہ دیا بس کہہ دیا

روحی خدا اے محترم ۽ میرے امامِ محترم
تیری نوا سے زندہ ہم ۽ اے روئے تو بدرِ انظلم
اے رائے تو شمسِ انصاف

یہ عصرِ حاضر کے عین ۽ ہیں درپے آزاد کوں
یہ دشمنانِ ملکِ دیں ۽ اے قسدِ اہلِ یقین

یہ وقت ہے امداد کا
ہر شام ایسی شام ہو ۛ کوئی نہ مجھ کو کام ہو
ہاتھوں میں تڑپیں جام ہو ۛ اور لب پہ تیرا نام ہو

روح الایم ہو دیکھتا کو یا یہ زلمہ مستطاب
عالم ہے دل میں تاپ کا ۛ لکھا مستطاب کا
لکھا قصیدہ آپ کا ۛ بیٹے پہ حق ہے باپ کا
کیسی ستائش، کیا صلہ

اچھا بُرا جیسا بھی ہوں ۛ اب گھر سے باہر کیا ہوں
حق نمک، تاثیر خوں ۛ بہتر کہ اب توبہ کروں
ہو گی نہ پھر ایسی خطا

مولائے لطف زباں ۛ زورِ سخنِ حسنِ بیاں
ہو فرق بر نوکِ سنال ۛ تیروں سے جھپٹی جسم و جاں
لیکن ہوں لبِ قراں سرا



نہ شعبان المظلم ۱۲۸۳ ہجری

ا سلام

سلامی اُس طرف اک شور ہے لشکرِ شکاری ہے
ادھر کچھ تشنہ لب ہیں اور شکرِ ذاتِ باری ہے
ادھر وہ ہیں چڑھا ہے جن کو نشہ عیش و عشرت کا
ادھر وہ جن کی ٹھوکر میں غرورِ شہرِ یاری ہے
ادھر تیرہ دروں ہیں تیرہ دل ہیں تیرہ باطن ہیں
ادھر جلوں کا یہ عالم کہ سیلِ نورِ جاری ہے
ادھر وہ ہر نفس جن کا دُشواں ہے نارِ دوزخ کا
ادھر ہر سانس جن کا موجبِ بادِ بہاری ہے
ادھر اک اضطراب و خوف کا عالم ہے لشکرِ
ادھر تشویش ہے کوئی نہ دل کو بقراری ہے
ادھر وہ جن کی باتیں کوثرِ دُرِ زمزم سے پاکیزہ
ادھر غفلتِ شعاری مے گساری بادِ خواری ہے
ادھر جو فرد ہے وہ دین کا اک پیکرِ زریا
ادھر وہ دشمنانِ دین میں لافِ دینداری ہے

قیامت کا یہ صحرا تین دن کی پیاس ہے پھر بھی
 بھوم اشقیاء پرے کسوں کا رعب طاری ہے
 ادھر ہیں قتل کے نعرے ادھر سجدے میں سران کے
 ادھر وہ سرکشی تو ہے ادھر کیا خاکساری ہے
 ادھر تیغیں جو کھینچتی ہیں تو بڑھ جاتا ہے دم ان کا
 ابھی کیا فداکاری یہ کیسی جاں نثاری ہے
 وہ اڑ کر آگیا حشر دلا در شہ کے پہلو میں
 اسے کہتے ہیں دیکھو یہ ہوائے ہمنگاری ہے
 یہ پاؤں میں سلاسل گردنوں میں طوق آہن ہیں
 بظاہر قید ہے لیکن یہ شان رستگاری ہے
 نشیں گر چادرین تو منہ چھپایا سر کے بالوں سے
 یہی تو اُمت رسوا کی خاطر پردہ داری ہے
 علی اصغر کو دیکھا اور ظالم کانپ کانپ اٹھے
 ابھی پھول سا بچہ مگر لاکھوں پر بھاری ہے
 علی اکبر کی طاہر یاد آتی ہے ازاں کیا کیا
 سحر کو ہم جو رو دیتے ہیں یہ عادت ہماری ہے

حضورِ مہدیؑ

ظہورِ قدسی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لِصَبِيحَةِ

ظہورِ قدسی

بادل تھے نہ سبز نہ گھاس تھی نہ فضا تھی : دریا تھے نہ چشمے، نہ چمن تھے نہ صبا تھی
شبنم کے برستے ہوئے موتی تھے نہ ہیرے : یہ رنگِ شفق تھا نہ یہ خوشبوئے جنا تھی
پھولوں کی مہک تھی نہ دھنک تھی نہ دھواں تھا : زلفوں کے اندھیرے تھے نہ مکھڑوں کی ضیا تھی
نغمہ نہ کوئی نالہ نہ آہنگ نہ آواز : آپہں نہ کسی دل کے دھڑکنے کی صدا تھی
وہ دامنِ سدرہ تھا نہ طوبیٰ کے ہوائیں
بے نام و نشان کا رگہ قدر و قضا تھی

اجسام نہ ارواح نہ اشیاخ نہ افلاک : بُستانِ قمر تھا نہ ستاروں کے سمن زار
کوچے نہ مہکتی ہوئی گلیاں نہ دروہام : پریاں نہ سلیمان نہ حسنین کے ہوادار
معتشوق نہ محبوب نہ عشاق نہ مشتاق : یوسفؑ نہ زلیخا نہ کوئی مسر کا بازار
نیزنگ تماشا نہ تقاضا نہ تمنا : اُمید نہ ارماں نہ دُعائیں نہ دل زار
خاموشی و تار کی دہنہائی جاوید
آواز کے گنگھڑو نہ لب و لہجہ کی جھنکار

صحرائے جنوں شورشِ مثال نہ بہاراں : لب لب لعلیں نہ زرِ شعلہ عذاراں
سہبا کے وہ قطرے نہ کھٹکتے ہوئے یا قوت : نشر تھا نہ مسمیٰ نہ صفِ بادہ گساراں

کوچے لبِ رخسار کے خوابید و خاموش : وہ پاؤں میں توڑے نہ وہ غلغلانِ نگاراں
وہ گونے گریباں تھے نہ وہ خرمنِ زریں : وہ دستِ طلب تھے نہ دمِ سینہ نگاراں
ویران تھا ویران صنم خانہ تقدیس
وہ نور کے محل نہ وہ خورشید سواراں

اورنگِ جلالت پر وہ جبار و جہاندار : ہیں جس کے تجر سے خجل صاحبِ توقیر
الخالق و الباری و المالك و المختار : وہ حلقہ گر خاک وہ گردش گر تقدیر
روشن گر آئینہ آیامِ مہ و سال : وہ ناصیہ نور کہ ملکوت کی تصویر
یہ گنج نہاں چاہتا ہے آج عیاں ہو : ہوں شہر و مقامات کفِ خاک پہ تعمیر
ہے صورتِ محبوبِ حرم گاہِ نظریں
بے مثلِ مصور ہے تو یکتا ہو یہ تصویر

فن کا راز دل نے تسلیم نور تراشا : ایمان و طہارت کے عناصر پہ نظر کی
تقدیس و شرافت کے وہ اجزائے بیم : رنگوں میں بھی تنظیم ہے اک نوعِ دگر کی
یہ سوچ کہ شبنم سے بھی ہوڑھ کے صفائی : شرمندہ لطافت نظر آئے گلِ تر کی
جو دیکھ لے یہ صورتِ زیبا وہ لکائے : حدِ سخنِ مستد کی نہ حد میرے ہنر کی
اوصافِ الہی کا نمونہ ہو تو ایسا !

سایہ نہ لبے خاک پہ صورتِ ہو بشر کی
وہ لوحِ تفکر پہ چلی کلکِ مشیت : پھیلا وہ نہاں خانہ وحدت میں اُجالا

اُبھرے وہ خدخال نمایاں ہوئی صورت ۛ اک پل میں ہوا بولِ مصور کا دوبالا
خود اپنی طرف آج خدا دیکھ رہا ہے ۛ کیا سادہ و مخلص ہے یہ فن کار زالا
لیتا ہے کبھی صورتِ زیبائی بلائیں ۛ کہتا ہے کہ میں خود ہوں ترا چاہنے والا
محبوب کے ہونٹوں پہ ادھر ایک ہی نغمہ

العظمتُ للہ تبارک و تعالیٰ

دُکانِ مصور کی طرف دیکھ رہا ہوں ۛ تجھ سانہ کوئی ہے نہ کوئی تجھ سا ہوا ہے
جانے تجھے کس شوق سے خالق نے سنوارا ۛ جس آن بھی دیکھا ہے تجھے رنگِ نیا ہے
ایسی نہ کوئی صفحہِ آیام پہ تصویر ۛ پیکر نہ کوئی ایسا پس پردہ بنا ہے
خوشبو تری زلفوں کی اسے چھو گئی شاید ۛ بے ساختہ مسجد کا ستوں بول رہا ہے
پردہ اذکرے آگ میں یا برف میں کیا غم

جبریل کے شہر پہ ترانہ نام لکھا ہے

تو طرہ دستارِ ازل انا فتحنا ۛ تو گوہرِ نایاب سہر تاجِ ابد ہے
تو شوخیِ آئینہ تقدیرِ اُم ہے ۛ تو روشنیِ صلب و ضمیرِ آبِ جد ہے
تو اُبروئے عالم و آیامِ عرب ہے ۛ خالق نے قسم کھائی ہے جس کی دُلد ہے
باہوں میں تجھے لے کے پکارا اٹھا زانہ ۛ حد اس کے ہنر کی نہ ترے حسن کی حد ہے

توحید کی تعظیم کا مظہر ہے تری ذات

ہر بت کی زباں پر بھی ہوا اللہ احد ہے

یہ قد گرامی کہ خدا خود علم آرا ۛ یہ راستی و صدق رسالت کا اشار
یہ پرتجم ارباب و ناراتِ اسلام ۛ بل کھاکے اُبھرتا ہوا اک نور کا ہارا
یہ قامتِ بالا شجرِ طورِ طہارت ۛ ایک ایک ٹھکے ماندے مسافر کا ہسارا
بالیدہ فتادوں کا یہ سر و سرانفراز ۛ یہ کیف کا مینار یہ کوثر کا اُلا راس

دیوارِ حیات اس کی بدولت ہے سلامت

دُنیا میں بلند آج تلک نام ہمارا

یہ رُوئے مکرّم تر اے خسروِ خواں ۛ دیکھے تو بڑھے دُور کے دیوارِ گلستان
یہ پھول سے ہونٹوں پہ متمم کی تختی ۛ دیکھے تو رہے بل تصویرِ غزلخواں
رہ رہ کے حیا کی یہ اُبھرتی ہوئی کرین ۛ آیاتِ الہی کی دکتی ہوئی لڑیاں
رخسار پہ یہ پانی کے قطرے ہیں کہ گوہر ۛ بوندیں ہیں پسینے کی تری عطر و دال
پتھر بھی پتھلی پہ تری بول رہے ہیں

لبیک کی آواز پہ ہیں رقص میں گلیاں

ان آنکھوں کی آغوش میں کیا شہر ہے آباد ۛ وہ شہر کہیں جس کے غم دہر سے آزاد
سلطانہ دیں، حجتِ اعظمیٰ وہ خدیجہ ۛ ایشاد و کرم جس کا ترے دین کی بنیاد
آباد اسی شہر میں زہرا و علی ہیں ۛ آباد اسی شہر میں حسینِ مہی اولاد
آباد اسی شہر میں اصحابِ گرامی ۛ وہ بوذر و سلمان ہوں یا عمار کہ خداؤ
تو حضرتِ عبداللہؐ کا فرزندِ بُرومند

تو آئینہ کا آئینہ حسنِ خدا داد

چشمانِ مبارک ہیں کہ عینِ جواہر : پلکوں کے یہ پرے ہیں کہ وائیں کی رقی
ہنگامِ دعا آنکھوں سے جیتے ہوئے آنسو : بحرِ رسالت کے یہ مرجاں، درِ اہلق
انوارِ الہی کے یہ پُر نور مدائن : یہ آہوئے پردارِ بخلوت کدہ حق
اللہ سے یہ تمکنت گوشہٴ ابرو : ہے زلزلہ افلاک میں وہ چاند ہواشت
گرنے لگے وہ کمنگرہ قصرِ فریدوں

زنگِ رخ پر وزیرِ ترے رعب ہے فق

میں سُرخ تری شہم سحرانیں ڈوئے : ہر سینے میں کیوں آتشِ امید نہ ہو تیز
کیوں دل میں محبت کے بھڑک اٹھیں شعلے : ہم آتشِ اُفت سے کریں کس لئے پرہیز
ان ڈوروں کی سُرخ سے تو نشانِ ہی غرض : یہ مویہ گل، موجِ شفق، موجِ جنوں خیز
ہر سمت بکھرتا ہوا اک سُرخ سویرا : ہر لالہ صحر ہے کہ اک سا غریب ز
رت اُن کے تصور میں گلابی نظر آئے

پانی کو جو دیکھوں تو لگے بادہٴ گلِ بیز

پیشانیِ اقدس ہے کہ اور نگِ نظر ہے : یہ اور ہی سورج ہے یہ ہتابِ گہ
محرابِ ستاروں کے اسی نور سے معمور : یہ آئینہ کا چاند یہ ہاشمِ کافر ہے
یہ آبروئے تختہٴ الماسِ عدالت : یہ لوحِ تراشیدہٴ یاقوتِ مہر ہے
نوشاہِ تقدیر کے ماتھے کا ہے جھومر : یہ زیورِ ناموسِ زینائے سحر ہے

یہ دامنِ مہربم کی طرح پاک و دلارا

یہ چادرِ زمہرا کی طرح فیض اثر ہے

یہ کاکلِ مشکیں کہ شبِ قدر ہو قرباں : زلفوں کے خم و پیچ کہ معراج کی راہیں
سائے انہیں زلفوں کے ہیں سامانِ شفا : زندانِ سیہ کار کو رکتی ہیں پسناں
رہ کے ہکتے ہوئے خوشبو کے جزیرے : گمگارتی گھنگھو گھٹاؤں کی سپاہیں
دھت کے یہ ورہ کے اُمدتے ہو بادل : فردوس کی راقوں کی یہ پھیلی ہوئی باہیں
اک زلف جو لہرائے کبھی رُئے حسین پر

پڑھنے لگیں صلواتِ ستاروں کی نگاہیں

بازو میں کہ ایوانِ کرامت کی فصیلیں : ذروں کی طرح جن کی مہبتی پہ زمانے
ان باہوں میں گم عرصہ کہ عالم و افلاک : مصرِ صمدیت کے حسین آئینہ خانے
یہ دائرہ کون دمکال، حلقہٴ دہے : آئیں تو گنگہ گار ہی زنجیرِ بلانے
آغوشِ کشادہ ہی میں شہرِ بنیادیں : بندوں پہ کرم کتنا کیا رپ ملانے
پاؤں میں ترے طوبیٰ و سدہ کی بہاریں

زلفوں میں تری لیلۃ الاسریٰ کے فسانے

ٹوٹا کِ نشیں عرشِ ترے اوج کی منزل : آئینہ ادسافِ خدا، منظرِ کامل
استادِ خرد، نقدِ مہر، حاصلِ ایماں : کلمہ ہی نہیں، گرنہ ترا نام ہو شاہل
تو ناقہٴ تقدیر کا البیلاحدی غلاں : تو زینتِ برآق ہے تو دولتِ محمل

ہونڈوں پہ ترے زمرہ وحی والہام : اُمّی ہے مگر مصحف توحید کا حامل
دیکھنا نہ کوئی تیرے سوا کوثر و ظہر عرانی سربس
ہاں تیرے سوا کون ہو یسین و منزل

بالا ہے تصور سے تری بارگہ فیض : دامادہ نگاہوں کو تری ذاتِ حرم ہے
سلطانِ اُمم، میرِ فناء، کعبہِ دلہا : پشانی جبریل ترا نقش قدم ہے
تو خرمینِ رحمت ہے گریبانِ بقائیں : تو دولت و سرمایہِ دامانِ عدم ہے
چہرہ ہے تو وہ سخنِ سلیمانے حادثات : سایہ ہے تو وہ حرمتِ لیلانے قدم ہے
کیا غم ہے جو نورِ شید قیامت ہو جہاں سوز
اُہرانا ہوا حضرت ہاشم کا علم ہے

جو گال زلِ بدرد آمد و غیمہ و خندق : چابک قدم عرصہِ افلاک تری ذات
آرائشِ بازارِ مشیت ہے ترا نور : والا گھرِ قلم لولاک تری ذات
وہ کوثرِ تنسیم ہو یا زمرِ بطحا : لاریب کہ ہر پاک سے ہے پاک تری ذات

لے حادثات، مدوٹ عالم ظاہری کو کہتے ہیں عالمِ ظہور جو نکر روشن ہوتا ہے۔ لہذا لے سینے
حادثات کہاتے کہ سبکی کا رنگ پر نور اور روشن ہے۔ یلیا سیاہ شہور ہے۔ قدم عالمِ غیب کو
کہتے ہیں بوظاہر ہے کہیں پردہ ہے اور دامانِ ظلمت میں ہے۔ اس لئے قدم کو لیلیٰ سے تشبیہ
دی ہے شعر کے معنی یہ ہوئے کہ آپ کا چہرہ سلیمانے جہاں کا حسن ہے۔ اور آپ کا سایہ رکبہ
ہوتا ہے مگر لطف یہ کہ یہ نظر نہیں آتا، لیلانے قدم کی حرمت ہے۔ (جعفر طاہر)

تو آیتِ اخلاقِ الہی، دلِ دانا : ہے جو ہر آئینہ ادراک تری ذات
آئینہ قوسین میں ہل چل سی پیا ہے
صد و لولہ و جراتِ بیباک تری ذات

میدانِ شجاعت میں جھٹی کون ہے تجھ سا : تو طنطنہ طاق و تقدیر الہی
تو دوشِ شیت پہ کماںِ قدر و قضا کی : باطل کے لئے تیری نظر تیر الہی
تو دین بھی، تو شرع بھی تو نورِ خدا بھی : تو معرکہ جنگ میں شمشیر الہی
جو تیری رضا ہے وہی یزداں کی رضا : شامل تری تدبیر میں تدبیر الہی
وہ بندہ ہے تو جس سے بنی بات خدا کی
پیدا تری تجھ سے تو قیر الہی

تو سید و سردار ہے سرتاجِ اُمم ہے : حاصل ہے غلامی تری جس کو دی حرب ہے
ہے لرزہ ترے نام سے کفارِ طاری : وہ شور و شورش نہ شرارت، نہ شر ہے
تو عظمتِ آدم کا ابھرتا ہوا غم : تو بربطِ توحید کا بھرا ہوا سر ہے
تو قلمِ عدنان کا ہے گوہرِ شہوار : دریائے یتیمی کا دمکتا ہوا در ہے
اے دستِ تہی، جیبِ دریدہ ترے قرباں

کونین کا دامن ترے الطاف پر ہے
ہے فاطمہ زہرا سی تری دخترِ معصوم : عفت ہے قبا جکی جیاج کا ہے عبوس
وہ بیٹی تری زلفوں کو دھو دھو کے جو روک : وہ بنتِ خدیجہ جو ترے درد سے مانوس

الْفَاطِمَةُ بِسُحْنَتِهَا تَبَيَّنَ تَرَاثُاد ۝ ہے جس کی عبادت پر مدارِ رحمتِ قدوس
وہ روشنی بارگاہِ مرتضوی ہے ۝ یہ چادرِ نظیر ہے یا پردہِ فانوس
مخدومہ اولادِ علیؑ، آلِ پیمبرؐ
ہے عصمتِ زہراہی سے قرآن کا ناموس

تعبیرِ خوابِ صالت کی علیؑ ہے ۝ یہ مردِ بگردار ترے دین کی تفسیر
ہے جس کے لئے ملکِ محلی ترا فرمان ۝ یہ جس کے منہ میں ہے ترے لہجے کی تاثیر
وہ مرشدِ اباب نظر، قبیلہٴ ہیرائی ۝ یہ رعب کہ رک رک کے چد گردِ شمعِ تغیر
ہے وقفِ ترے واسطے ہر بوندِ ہوی ۝ پتوں کی طرح لپکتے ہیں دشمنِ بے پر
ہر قول میں ہر فعل میں ہے تیرا نمونہ
اخلاص و عمل میں تری تصویر ہے تصویر

امت نے تجھے اجرِ رسالت ہو دیا ہے ۝ صحرا کے ورق پر ہے تہنیتیں مرقوم
بے حُرمتی و در بدری آلِ عباؑ کی ۝ وہ نغمہٴ کفار میں شبیرِ معلوم
نے اکبر و قاسمؑ ہیں نہ عباسؑ و فادار ۝ تیروں کا ہدف اصغرؑ نادان کا محسوم
جتنے ہوئے خیموں سے دھواں اٹھنے لگے ۝ ہم ہی ہوئی سیدانیاں دڑتے ہوئے معسوم
سجاد کے پاؤں میں گراں بارِ سلاسل
دہلیم کے اسیروں کی طرح زینبؑ و مکتومؑ
سوکھے ہوئے ہوتوں سے ترا ذکر کیا ہے ۝ زخموں کے لہر سے ترا کھا ہے صیف

لڑے ہوئے تیروں پہ بچایا ہے مصلّا ۝ دی ہم نے اذال یوں کر ہے سارِ صیف
قائل پہ کھلا طنزِ شہیدوں کی نہیں ہے ۝ لعنت کا سبب بن گیا بیعت کا لطیف
وہ کونے کا دربار ہو یا شام کا بازار ۝ آواز تری بن گئی ایک ایک عقیفہ
شبیرِ ترے شوقِ شہادت کی ہے تصویر
عظمتِ ترے دین کی زینبؑ سی ضعیفہ



غزل

کبھی گزرا ہوں جو بغداد کے بازاروں سے
لاشیں رہ رہ کے ابھرنے لگیں دیواروں سے
فطرتِ کوفیاں بدلی ہے نہ بدے گی کبھی،
تو وفاداروں کا طلب گار ہے فداواروں سے
نوکِ نیزہ پہ بھی چہروں سے برتا ہے جلال
وادیاں ہلک اٹھیں زلف کی مہکازوں سے
خون کی بوندوں سے لہجہ کی آتی ہے صدا
شکر کیجئے تو کوئی تیرے وفاداروں سے

بجلیاں بن کے سید راتوں میں لہراتے ہیں
 سیکھ جینے کا مہنر غم کے پرستاروں سے
 تو نے دیکھے ہی نہیں بوڑھو سلمان و بلالؓ
 تو ملا ہی نہیں زہرا کے منگھڑوں سے
 خاکِ پائے شہرِ سجادؓ بنی خاکِ شفا
 نام باقی ہے مسیحائی کا بیماروں سے
 سن کہ یہ بنتِ علیؓ بول رہی ہیں طاہر
 کٹ گئے دیو لعینِ نفظ کی تلواروں سے



نبوت کی لحدِ حق سرتِ دالہ

مصدق نبوت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مصدق نبوت

کس شاہ کا ہے ذکر کہ مدہوش ہے محفل : یہ گلشنِ جنت ہے کہ گلِ پوش ہے محفل
ہر شعر یہ کیسی ہمدن گوش ہے محفل : شاعر کے لئے کعبے کا آغوش ہے محفل
محفل کہ جہاں مہدی دیں صدر نشین ہے
سائے کے لئے شہپر جبریل امین ہے !
یہ قصرِ قمر کس یکا شانہ ہے کس کا : کوثر کا ہکتا ہوا مئے خانہ ہے کس کا
محبوبِ خدا عاشقِ پروانہ ہے کس کا : حیدر کے پرستاروں میں افسانہ ہے کس کا
پوچھو تو فرشتوں سے یہ کس شخص کا گھر ہے :
جبریل کا استاد کہو کس کا پسر ہے :
اے چرخِ تجھے گردشِ پیہم کی قسم ہے : اے دہر تجھے شاہِ دو عالم کی قسم ہے
اے طور تجھے نورِ مجسم کی قسم ہے : اے چشمِ میثاق تجھے مریم کی قسم ہے
ان سائرِ پاکیزہ دُپرِ نور بھی دیکھا :
عمرانِ سا کوئی قبا نہ جہور بھی دیکھا :

مصدق نبوت

دُشوار ہے مداحیِ علمِ شہِ لولاک : انسان سے ہو نور کی تعریف بجلالِ خاک
جس گھر میں رہیں کعبے سے بڑھ کر پاک : وہ گھر کہ جہاں سجدہ کریں انجمِ افلاک
اس گھر کے علاوہ کوئی گھر اور نہیں ہے
یہ محتجبِ جبریل و مقامِ شہِ دریں ہے
اس در کی یہ تعریف ہے شان کی تفصیل : دربانِ اسی در کے ملک الموت و سرافیل
اس در کے مناقب ہیں و قراں ہو کہ انجیل : اس در پہ ہوا معرکہِ فیصل و ابابیل
حضرت کو یہاں رتیرِ معراج ملا ہے
حیدر کو امامت کا یہاں تاج ملا ہے
سراجِ امیرانِ عرب، نائبِ بزرگِ ادا : یہ عزمِ رسولِ دو جہاں، عظمتِ فاراں
نورِ شیدِ کرم، بحرِ عطا، قلامِ احساں : فردوس کی خوشبو سے مہکتا ہے ثبستان
زہرا کا، علی کا، شہِ لولاک کا گھر ہے
عمران کا گھر، پنجتنِ پاک کا گھر ہے
چہرے سے عیاں حضرتِ آدم کا تجل : یہ نوح کی مانند طبیعت میں تجل
یہ موسیٰ و عیسیٰ کی طرح مبر و توکل : ہاشم کی طرح صورتِ زیبا، خیم کا کل
یہ طلفظِ حسن و جوانی نے لے گا !
ڈھونڈے سے بھی عمران کا ثانی نہ ملے گا
یہ قد ہے کہ سر و چہستانِ ارم ہے : رتبے کی بلندی میں یہ ہاشم کا شتم ہے

مصدق نبوت
مصدق نبوت

توحید کا ہر تانا ہوا پاک عِلم ہے ۛ یہ قدر میں سدرہ و طوبی کا بھرم ہے
 خوریں ہیں پرستارِ خدا ہونے کو ہم بھی
 سامنے میں نبوت بھی، امامت بھی حرم بھی
 چہرہ ہے کہ انوارِ الہی کا گلستاں ۛ ان زلفوں کی چھاؤں میں تر تارِ باقرآن
 آنکھوں کا یہ ارشاد کہ دیکھو رخِ تاباں ۛ شرکانِ خود آرائے پکارا اے ناداں
 ابرو پہ اگر سیدِ ذی جاہ کے بل آئیں
 بچھڑے ہوئے شیروں کے کیلے نکل آئیں
 قرآن کا سانچہ ہے سرِ امیرِ بدنِ ان کا ۛ زمر ہے زباں ان کی تو کوثرِ دُہنِ ان کا
 آیاتِ الہی کی طرح ہر سخن ان کا ۛ ہے عرشِ مقام ان کا زبیں ہے وطن ان کا
 رفتار سے آراستہ ہیں دین کی راہیں
 اسلام کی، ایمان کی، آئین کی راہیں
 قرآن تو ہر روز ہی تم پڑھتے ہو لیکن ۛ بتلاؤ نظر کی ہے معانی پر کسی دن؟
 کس شخص کی ہے شان میں بیلانِ قریش ۛ اے سورہ اٰیض دکھا کیے کا عرین!
 ہاں سورہ عمران کا عنوان یہی ہیں
 اعراف پہ جو ہوں گے و انسان یہی ہیں
 کن لوگوں کو تم لاتے ہو حضر کے مقابل ۛ یہ کوثرِ تسنیم ہیں وہ زہرِ بلاہل
 یہ عالم و دانا ہیں تو وہ ظالم و جاہل ۛ یہ عاشقِ توحید ہیں وہ بندہِ باطل

یہ فخرِ سیماں میں تو وہ ننگِ زمین ہیں
 یہ چادرِ تپہیر وہ کافر کا کفن ہیں
 اے جو ہریانِ ہنر و فن، یہ ہنر کیا ۛ جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے و نظر کیا
 یہ کیسا گھرانہ ہے، نہیں تم کو خبر کیا؟ ۛ عمران ساد بچا ہے کوئی اور بشر کیا؟
 بتلاؤ یہ کس شخص کا اعزاز و شرف ہے
 مُرسل ہے جتیا تو پسرِ شاہِ نجف ہے
 اقبالِ حرم، فخرِ عجم، نازِ ششِ بطحا ۛ مقصودِ ازل، نورِ ابد، معنیِ فردا
 مالارِ قضا، میرِ بقا، عالمِ یحسا ۛ بیٹا ہے علیؑ سا تو ہو فاطمہ زہرا
 اس درکِ سوالی ہیں فرشتے بھی گدا بھی
 اس در سے بلا ہم کو محمدؐ بھی، خدا بھی
 پایا نہ کسی نے شرف ایسا حشم ایسا ۛ سوچ کو ملے نور ہو نقشِ قدم ایسا
 اللہ نے کسی پر نہ کیا پھر کرم ایسا ۛ ہے کس کی دہن کا زچہ خانہ حرم ایسا؟
 ہیبت سے اگر نبیؐ مدد چھوٹ گئی ہے
 ثنابت ہے یہ دیوار سے وہ ٹوٹ گئی ہے
 یہ ناصرِ ازل یہ نبوت کے صدق ۛ یہ ہاشمی و مطہری، مخبرِ صادق
 ہر بات ہے ارشادِ الہی کے مطابق ۛ خود آیتِ رحمت ہیں پسرِ مصحفِ ناطق
 ہاں عقدِ نبوت کے لئے حق نے چاہا ہے

تزوینج خدیجہ کا کہو خطبہ سنا ہے؟

ہے کون جو اسرارِ ازل کھول رہا ہے ؟ میزانِ سخن میں جو گہرِ نزل رہا ہے !
کانوں میں جو آیاتِ کارِ گھول رہا ہے ؟ عمراں کی زباں بن کے خدا بول رہا ہے

خواریں ہیں تو اٹھ اٹھ کے قدم چوم رہی ہیں

وہ کہ رسولوں کی صفیں مجھوم رہی ہیں

شعبِ ابوطالب کے حوادث بھی نہیں کم ؟ ہر شبِ شبِ قتل و شبِ نج و شبِ غم
ہر صبح یہ عالم کہ کچھی ہو صاف ماتم ؟ انصار نہ اصحاب نہ احباب نہ محرم

وہ عدی و مخزوم کے سردار کہاں تھے

مٹے کے وہ مردانِ جگر دار کہاں تھے

ایمان میں کامل ابوطالب ابوطالب ؟ قرآن میں شامل ابوطالب ابوطالب
توحید کے عامل ابوطالب ابوطالب ؟ باطل کے مقابل ابوطالب ابوطالب

تکبیر سے اللہ کا گھر گونج رہا ہے

فاراں پر کھڑا شیرِ ببر گونج رہا ہے

کتنے ابوسفیان سے وہ بانیِ بیداد ؟ بو جہل و مغیرہ کی طرح قاتل و جلاذ
شہبازِ نبوت کے لئے سینکڑوں صیاد ؟ یہ عصمتِ کامل کے مقابل میں خطارِ اد

گفار کی پرواہ نہیں مردِ خدا کو

کیا خوف ہو چیلوں کے جھپٹنے سے ہما کو

جاگیر نہ آرام کے طالب ابوطالب ؟ راحت کے نہ آرام کے طالب ابوطالب

اللہ کے پیغام کے طالب ابوطالب ؟ ہاں بانیِ اسلام کے طالب ابوطالب

مومن کی سپر، تیغِ نبی، دستِ خدا میں

یہ پاؤں کے ناخن ہیں کہ تعویدِ شفا ہیں

وہ اور ہیں جو رہتے ہیں شیطان کے کُسن میں ؟ محبوبِ جنہیں کُفر پرستوں کی ہیں رسمیں

ہر بات پر بے ساختہ کھانے لگیں قسمیں ؟ معلوم نہ ہو فرقِ حیا اور ہوس میں

موقع جو ملے چادرِ تطہیر جلا دیں

سر کاٹ لیں اور خیمہٗ شبیر جلا دیں

کس شخص کی اولاد پر بلغارِ عدو ہے ؟ کس شخص کا فرزندِ شرِ تشنہِ گلو ہے ؟

یہ دشت کے دامن میں کس کا گھوٹا ہے ؟ یہ پوتیاں دربار میں یہ کس کی بہو ہے ؟

ہیں کس کے حرم جن پر ہر اک ظلم روا ہے

پردہ ہے نہ چادر ہے نہ بُرقع نہ ردائے

اے دینِ محمد کے فدائی و پرستار ؟ کس واسطے یہ حجت و نکرار یہ انکار ؟

یہ نورِ نظر کس کے ہیں یہ کس کے ہیں دلدار ؟ بتلا مجھے اے ندبِ اسلام کے غمِ خوار ؟

یہ کس کے نواسوں کے لئے تیر و کماں ہیں ؟

تو اوروں کی برسات ہے اور تشنہ دہاں ہیں !

مشہور زمانے میں ہے یہ کس کی شہادت ؟ ہے کس کے لبِ خشک سے دیا کو نہامت ؟

بتلا مجھے اے واقف تاریخ رسالت؛ پھر یہ پڑھ خونِ شہیدان کی عبارت
 کس شخص کی میت ہے جو تاراج ہوئی ہے؟
 کس لاش کو یوں تیروں پر معراج ہوئی ہے؟
 ہرگز یہ دہر شہر میں یہ کس کا ہے اتم پناہ ہے زمانے میں سدا تذکرہ غم
 کس زخم کا ہے داغ تا ماہِ محرم پیر بیکی عترتِ عمران کا عالم
 وہ باغ نہ بستی نہ کسی کوئی باقی
 شوہر میں نہ بچے ہیں نہ بھائی کوئی باقی
 عمران کی اولاد کے اندازِ جدا ہیں پیر اور بشر ہیں یہ ترالے شہدا ہیں
 جو ظلم بھی ہران پیرِ راضی برضا ہیں پچھے ہیں تو کیا ہیں پسر شیرِ خدا ہیں
 تیغیں جو لگیں تن پہ تاشف نہیں کرتے
 کشتے چلے جاتے ہیں مگر آف نہیں کرتے
 یہ ظلم مرصع کہ عقیدت میں ڈھلی ہے تعریفِ رئیسِ حرم لم یزلی ہے
 حدشکر کہ ہم لوگوں پہ لطفِ ازل ہے دل میں غمِ شیر ہے یا حبِ علی ہے
 عمران کے دشمن میں نہ دنیا کے نزدیک کے
 یہ لوگ سب بغضِ علی ہیں نہ کہیں کے
 یا اباِ الد واسطہ شاہِ مدنی کا پیرِ عمران کے گل ہائے حسینی حسنی کا
 شیر کی تشنہ دہنی بے کفنی کا پیرِ نبی کی اگیری کا غم بے وطنی کا

سید
 حسینی

اک لاکھ اسیروں کو ربائی لے یارب!
 ہر بہن سے بچھڑا ہوا بھائی لے یارب!
 شیعوں کی شفاعت کو یہی نام ہیں کافی پڑنے سے بھی ہو جائے گی جرموں کی تلافی
 اللہ سے رستے میں طلبِ گار معافی پڑے سر پہ ہمارے علمِ عبدِ منافی
 ہاتھوں میں جو دامن ہے نبی اور علی کا
 مرجائیں مگر نام نہ لیں اور کسی کا

○
 اس کا نام ہے حضرت علیؑ
 اس کا نام ہے حضرت علیؑ
 اس کا نام ہے حضرت علیؑ
 اس کا نام ہے حضرت علیؑ
 اس کا نام ہے حضرت علیؑ
 اس کا نام ہے حضرت علیؑ
 اس کا نام ہے حضرت علیؑ
 اس کا نام ہے حضرت علیؑ
 اس کا نام ہے حضرت علیؑ
 اس کا نام ہے حضرت علیؑ

سید
 حسینی

نوحہ

کر بلاد الوں میں کوئی بھی خکا کار نہ تھا
 بے گنہ مارے گئے کوئی گنہ گار نہ تھا
 دیکھ کر لاشہٴ اصغرؑ کو یہ کہتے تھے حسینؑ
 میرا معصوم کسی تیر کا حقدار نہ تھا
 پانی لینے کے لئے حضرت عباسؑ گئے
 کون کہتا ہے علمدار و فادار نہ تھا
 درو دیوار سے پتھر کبھی خنجر بر سے
 ظلم وہ کونسا تھا جو سہر بازار نہ تھا
 فاطمہؑ زادیاں تو بین کے لائق تو نہ تھیں
 تازیانوں کے لئے عابدِ بیمار نہ تھا
 یہ گھرانہ تھا محمدؐ کا علیؑ کا طاہر
 یہ گھرانہ کسی بیعت کا سزاوار نہ تھا



گناہ اور آزار (عزیز)

نشد و نوا

۱۷

یارانِ با وفا حضرت سید الشہداء
 یعنی شہیدانِ کربلا رضوان اللہ علیہم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نشید و نوا

کبھی یہ بھی تو سوچ اے ذی وقار
شکوہِ اندام یہ روئے دل آویز شمس و قمر
جلالِ جمیعِ قضا و قدر
یہ رخسائی انجمِ سیم بر
سپہر و سموات کے بام و در
ہیں کس کی تجستی سے یوں تابدار

زہے کرمی عرشِ عالی تبار

یہ قصر و شہستان فلک در فلک
عجب سلسلے ہیں سماتا سمک
یہ حور و قصور و گرامی ملک
ستاروں کے دل میں زالی ملک
نئی منزلوں کی طرف رہ سپار

زہیں کوئی خلعتِ زر نگار

طرحِ داریے شامِ زلف وصال
تب و تاب و تنویرِ صبحِ جمال
ملا ذوقِ تخلیق و شوقِ کمال
ملا انبیاء کی طرف سے جلال
شبابِ اجلِ گیر و گردنِ شکار

یہ انوارِ تازہ یہ نقش و نگار

سیرِ کہکشاں منبرِ ماہتاب
یہ بادلِ شہانی رُتوں کے یہ خواب
گھٹا، زلفِ کونین کا بیچ و تاب
سمندر کہ جیسے علی کا شباب
جسلاںِ مشیت کا آئینہ دار

یہ اقسیمِ ہستی کے ہیں و نہار

یہ پُر کیف لمحات کی لوریاں
یہ سانسوں کی ٹپٹی ہوئی ڈوریاں

وہ چلن کے پیچھے حسین گوریاں
یہ ہستی ہوئی خوش ادا چھوریاں
ستاروں کے گرتے ہوئے آشکار

یہ مغرور و سنگین جگر کو مہار

پرانے ببادوں میں پیر کہن
مرد و سال کے حال پر خندہ زن
یہ سنولائے سنولائے بھاری بدن
جو پاؤں دھلاتے ہیں کنگٹ جمن
تو کرفی ہے بالوں میں شان بہار

یہ سیما کی ندیاں، رودبار

یہ موجوں کے بیج اور لہروں کے بیل
یہ پُر زور قوسیں یہ آبی محل
کبھی لاکھ طوفاں نہاں در بغل
کبھی پُر سکون نرم خور، بے خل
رکاب جو انان آفت سوار

ہوادوں میں کیا چھڑ گئے ہیں ستار
یہ گردوں کا بجتا ہوا دایرہ
یہ بزم طرب یہ نشید و نوا
مہکتی مہکتی ہوئی یہ فستا
نکھرے زین، رقص کو مہلبا
خدا و خال امکان ہوئے آشکار

لگے نخل اریاں میں کیا برگ و بار

یہ پھولوں پہ شبنم کی ضواریاں
کیا قوت پر نور کی دھاریاں
جو انی کا نشہ یہ سرشاریاں
یہ خوابوں میں آلودہ بیداریاں
مئے ناز کا دیدنی ہے خمار

کہیں کو کستی کو ٹلوں کی پکار

دُمن درد من فرج کبک دُئی
یہ پریوں کی چشموں پہ جلوہ گری

یہ ندی کنارے گل جعفری
یہ طاؤس طنائز کی دلبری
زہے جلوہ شاہد ان تار

بہ صحن گلستاں ہشت و دیار

یہ سبزہ، یہ آب رواں، یہ ہوا
یہ لطفِ خرامِ نسیم و صبا
کہیں دھوپ چھاؤں کا عالم جدا
گمگنتی گھٹائیں، اُمڈتی ضیاء

زہے زلفِ جاناں زہے رُئے یار

کہیں گن گلی تو کہیں ہے ملار

کہیں قمریوں کی وہ حق سترہ
کہیں طوطیوں کی یہ اللہ صو
عجب بھیریں ہے چھڑی چار سُو
زمین سماعت کا ذوق نو

یہ لجن طیور و نوائے ہزار

کہیں اپنی بولی میں دراج و سار
وظیفہ کنائیں ہیں کہ یاد و الجلال
نہ آئے نہ آئے چمن پر زوال
ہے موسمیں میں یہی اغدال
ہے دورِ گلشن سے گردِ ملال
بنام امامانِ ہشت و چہار

زمین کر چپکی آج سولہ سنگار

جو ہو نا تھا وہ ہو چکا اہتمام
مکمل ہے کون و مکال کا نظام
ملا دریں حق ہو چکا دین تمام
بحق محمد علیہ السلام
ہوئے انبیائے سلف و شہکار

❖

محمد خدا کا ہے وہ شاہکار
جو فن کار کے دل کی ہے آرزو
کمالِ مشیت کی ہے آبرو

یہ پیر مغرب خرابات ہو
 قرآنی آیت کڑی دھوپ میں ابر لا تقنطروا ^{عباد کی نہ رہو}
 برسے لگا ہے مبین و یسار

❖

یہ دادِ عالم کے ہیں کار و بار
 کہ پیدا ہوئے میں درِ یتیم
 اشارہ کرے تو قمر ہو و درنیم ^{سب سے پہلے}
 وہ باتوں میں خوشبوئے خلدِ نعیم
 وہ لطفِ محبت وہ خلقِ عظیم
 رہِ قابِ قوسین کا شہسوار

❖

نبوت کا وہ قلزم بے کنار
 ہر اک لہر جس کی ہے بحرِ علوم ^{سبحانہ و تعالیٰ}
 صدف جس کے ہیں مانتا بے نجوم
 ہے دریادلی کی زمانے میں دھوم
 عربِ مصر ایران کیا چین و روم
 محیطِ کرم سے ہوئے کامگار

جہانِ عمل کا جواں شہر یار
 زمیں جس کے دم سے بنی آسماں
 کرم سے بنے جس کے کون مکان
 ہوئی نافرود بھی گلستان
 ہوا غرقِ پندارِ فرعونیاں
 بنا پارہ چوب اثر در شکار

❖

محسوس کہ ہے رحمتِ کردگار ^{مذہب}
 اُسی کی عنایت کے ہیں یہ نشاں
 کوئی ذبح کرتا ہے پورِ جواں
 کوئی بطنِ ماہی میں تسبیح خواں
 کوئی دارِ پردے رہا ہے ازاں
 بھنور سے کسی کا سفینہ ہے پار

❖

گلوئے گماں جام سے شرِ مسار
 یہ صہبائے پاکیزہ و لعل تر
 با اہلِ محبت کر شہِ اثر

زینحائے جاپوچھ اس کاثر
ملاحسن پاکیزہ بارِ دیگر
نہ دامن یوسف رہا نازگار

نہ ہے آستانِ خداوندگار

ہے روح القدس محوِ عجز و نیاز
یہاں انبیاء ہیں تو محوِ نماز
یہاں اہل دل کے ہیں سینے گداز
یہاں خاک بھی ہے جو ہر طراز
ہوائے سلیمان ہے گرد و غبار

نہ ہے دامنِ سرورِ نامدار

کہ ہر پدے رہے برائے یتیم
سخی جس کے سائے میں مثلِ یثیم
بطرفِ کلدیکھ عرشِ عظیم
چلیں تو کھلے باغِ ناز و نعیم
ہنکنے لگیں شہر و قرب و جوار

وہ زیب ہر سندر روزگار
اخئی نبی، رہنمائے سب
وزیر و دبیر شہنشاہِ کل
غبارِ قدم موجبِ زلفِ گل
یہ زندوں کے نعرے میتوں کا غل
طلبِ گارِ مے خواجگانِ کبار

یہ صہبائے عرفان و صد اعتبار

یہ ہر مرس و ہر پیر نے پی
یہ ہر ہادی قوم و ہر پیر نے پی
یہ عمار و سلمان و بود و زنی پی
یہ مقدار و قہر نے اُشتر نے پی
اسی کا اویس قرنِ میگسار

فلک بن گیا ہے خمِ زرنگار

عجب چیز ہے یہ دلا کی شراب
نہ کیوں ہو کہ ساتی ہے خود بو تراب

ہے ستوں کے چہرے پہ کیا آب تاب
ملا ہے تفکر کو تازہ شباب
ملا ذوق نقد و نظر کو نکھار

یہ مئے خانہ لطف پروردگار

شراب دلا ہائے کیا چیز ہے
پیو یہ تہا بے لئے ہے یہ مئے
پیں انبیاء میں کو وہ پائے شہ
پینے میں نور روح الایں بے برپے

اسی پرستہ ایثار کا دار و مدار

یہ مئے جس کے نشے پر جانیں شمار

نرا اس کا سر دلا دے پوچھ
برٹر و حبیب ابن مہر پوچھ
یہ قاسم سے عباسی واکبر سے پوچھ
یہ نشہ کیا ہے بیکشور سے پوچھ

نہ کر بھی اترا سروں سے شمار

مئے خزانہ
اسی مئے

میں قربان اس میکہ پر شمار
یہی زرم و کوثر و سب میں
نہ اس کی مثل ہے نہ کوئی مثل
یہ انعام و الطاف رب عظیم
یہ پردہ سبویں کرم کی دیں
حرام اس کے مستوں پر دُشمن کی نار

❖

مئے دروہستی کو صبر و قرار

ستائے نہ دشمن کا نف و ہراں
نہ ہونٹوں پہ چھائے نہ آگ و نیاں
راہی مئے کی تھی روزِ عاشورا
راہی مئے کے غم میں تھے سارے آداس

اسی کی طلب کے جتن بار بار

❖

زہے پر مئے خانہ کے پاسدار

وہ حفاظ و نگاری قرآن تھے
نبوت کا دل جان ایمان تھے

علیؑ کی طرح مرد میدان تھے
گھڑی دو گھڑی گئے یہاں تھے
بہادر، جیالے، ستارہ شکار

نہ دیکھا گیا دین کا حال زار

نئی اور قرآن کی توہین ہو
نہ دستور ایمان نہ آئین ہو
نہ دنیا میں نام علیؑ ہو
تسلط میں کیا آلِ یسین ہو
کریں فخر سب کے نابکار

نقیب فلک نے کہا ہوشیار

نہ بخشیں گے تم کو خدا اور رسول
عمل جو کرو گے نہ ہو گا قبول
عبادات و طاعات یکسر فضول
اگر خوش نہیں ہیں علیؑ و ثول
بنا ہر عمل کی ہے ناپائدار

وہ زیب سرسند روزگار
امام چین، سید برگ دبار
محیط کرم، خالق نو بہار
وہ روشن گر بنیم میل و نہار
یہ مرد مصاف و علاج مضار
جہانِ غل، کوہِ علم و وقار

یہ نورِ ابوطالب نامدار

یہ فرزندِ عم رسولِ کریم
یہ نختِ دل، سربراہِ عظیم
صراطِ سوی، یہ رہِ مستقیم
نجفِ رواں سوتے باغِ نعیم
یہی راستا ہے یہی رہِ گوار

یہی پیرِ خانہ روزگار

وہ جام و سبزو پز خطِ جلی
رقم یا علیؑ، یا علیؑ، یا علیؑ!

یہی علیؑ
یہی علیؑ

یہی ہے وہ صہبائے سینجی
بلا سر پہ جو آئی بل میں ملی
گرے ٹوٹ کر مشکلوں کے حصار

مصیبت جو آئے علیؑ کو پکار

عقیدے میں کیسی ہے یہ کھلی
پڑھا خود نبیؐ نے بھی ناد علیؑ
جہن میں جو بادِ مخالف چلی
پکاری کلی، اے خدا کے ولی
وہیں تھم گیا سیلِ برق و شرار

یہ سرچشمہ فیض پروردگار

شجاعت کی تعریف میں لاف
سخاوت کی توصیف میں سلاخی
طہارت کے بائے میں ہے امان
ولادت شہادت کا شاہِ خدا

وصی نبیؐ، صاحبِ ذوالفقار

لڑنے لگے سازِ عرفان کے تار

ربابِ امامت پر ہے زخمِ زدن
غزوہٴ تدبیر، جمالِ سخن!
ہے مدہوش ارواح کی انجمن
سلوٹی، سلوٹی، کہے بوا حسن

سرِ منبرِ مصطفیٰؐ بار بار

❖

علیؑ کی ہر اک بات ہے کیفِ بار

دھواں اب کہاں ہے وہ ادہام کا
لو پندار ٹوٹا ہے اصنام کا
غزل کا ہے نشہ، مزا جام کا
یہ ابرِ گہر بارِ اسلام کا

تفکر کی یہ ہلکی ہلکی پھوار

❖

علیؑ دینِ دُنیا کا وہ شہرِ یار

لقبِ حق سے جس کو ملا بو تراب
سخن جس کا تفسیر اُمّ الکتاب

خدا کا علم دین کا آفتاب
علیؑ شہرِ علم رسالت کا باب

بلندی میں ہے عرش سے ہیکار

یہ والانسب ذی حشم ذی تبار

یہ دانائے اسرارِ دزد و نسیم

یہ سالار و سلطانِ اہلِ قلم

جو اباب دانش نے چوئے قدم

تو ہمت پہ نازاں میں سیفِ علم

دیئے ہیں خدا نے عجب اختیار

علیؑ قبیلہ ادلیائے کبار

امامت بحکمِ ابی علیؑ !

انہیں اہلِ ایمان پہ شاہی ملی

فقیری ملی ، کجکلا ہی ملی

جلالِ قضا ، جاں پناہی ملی

کہاں شیرِ بزدان کہاں سوسار

خدا نے دیئے وہ در شاہوار

کر میں نام جن کے حسین و حسن

زہے قمرۃ العین شاہِ زمیں

نبیؑ و علیؑ کا جو پایا چلن

تو زہرائے سمجھایا جینے کا فن

یہ خاتونِ کعبہ کے میں شاہکار

انہیں زہر کا جام بھی خوشگوار

نبیؑ و علیؑ کے یہ فرزند ہیں

یہ شہزادی دیں کے دلہند ہیں

ستم شاہزادوں پہ ہر چند ہیں

رضائے آہی کے پابند ہیں

شریفوں کو آتی ہے شکوے سے عار

لکھے تو لکھے کیا حقیقت نگار

نہیں ختم قرطاس پر گفتگو

وہ قصہ ہے دیباچہ ما و تو

حکومت کی، اور اس قدر آرزو
تقویر تو اسے چرخ گرداں تقو
مسلمان کریں دین کا کاروبار

کوئی فکر شہرت میں ہے ولفکار
کبھی تہمت و طعنہ نارد
کرے کوئی کیا ذکر اہل جفا
کہ ہر نارد و کام شہر آرد
عبادت گنہ، فکر عقیبی خطا
جو حاکم ہے دیوانہ و بمقار

وہ ذہنوں میں پیدا ہوا انتشار
گرا برق بن کر عدو پر حسین
اڑا اہل طامات کے دل کا چین
یہ نور نگاہ شہ مشرقین
کہاں خیر و احمد و بدر و جنین
کہاں کر بلا کی صف کارزار

یہ اعداؤ کے نرغے میں مردان کار
نئی و علی کا جیلا پیر
یہ زہر اکافر زند و صاحب نظر
چلائے کے فردوس کی راہ پر
یہ ہر موڑ سے آشنا، باخبر
امام زمانہ، غریب الدیار

مقابل ہیں کتنے بعین، نابکار
یہ کہنے کو سارے مسلمان ہیں
مگر دشمن آل و قرآن ہیں
یہی دشمن دین و ایمان ہیں
علی کے بھی گوران پر احسان ہیں
ہے عسکری ظالموں کا شعار

یہ تشنہ لبی، یہ ضعیفی، یہ وار
عجب لوگ ہیں عاشقانِ امام
مدبر، مفکر، مریض کلام

یہ ضرغام یزداں نبی کے غلام
خدا کی یہ تیغیں ہوئیں بے نیام
یہ تیورِ علی کے دم کا رزار

✽
مجاہد، نمازی، عبادت گزار

دلوں میں شہادت کے بین دلوں
یہ رفتار و گرفتار میں حوصلے
وہ حملے کہ آنے لگے زلزلے
کہ صحرائیں طوفانِ صحرے چلے

سُنا الحذر الحذر کی پکار

✽
نہ سینہ ہو کیوں اہل دل کا فگار

یہ گرمی کا عالم کہ دل ہیں کباب
سوانیرے پر آگیا آفتاب
یہ غیموں میں بچے بھدا اضطراب
پیالے اٹھائے طلبگار آب

ترستے ہیں زہرائے کے یہ گلِ نزار

اُدھر گھاٹ پر شام کے پہرہ دار

وہ لڑتا ہوا ایک بالکا جوان

وہ تیروں کی بارش میں تنہا رواں

وہ دریا میں اُترا، اتنی اُماں

وہ مشکیزہ بھر کر چلا شادماں

کسے تاب جو روک لے راہوار

✽

علمِ دوش پر ہاتھ میں ذوالفقار

جبین شجاعت پر آتا جو بیل

تو جانیں عینوں کی جاتیں نکل

اندھے لگے پھر کینوں کے دل

وہ کھانے لگا شیر تیغوں کے پھل

دہاڑا تو پھر گونج اٹھا کچھار

✽

لڑا دشمنوں سے جیلا سوار

وہ تیغوں کی بارش تن پاک پر

قلم ہو کے بازو گرے خاک پر

نظرِ خمیہ شاہِ لولاک پر
پاشورِ محشر ہے افلاک پر
بچانے لگا مشک مردانہ دار

چھکا مشک پر اس طرح نامدار
کہ جھپٹے کبوتر پر جیسے عقاب
گرے چرخ سے ٹوٹ کر آفتاب
یاسمہ مشکِ انتوں میں داب
وہ مشکیزہ لے کر چلا دی جناب
اسرار کہ ہو شیر کے منہ میں جیسے شکار

وہ معصوم رتے ہوئے زار زار
ادھر خاک پر لاشہ با مصفا
وہ تشنہ جگر، با حیا، با وفا
گل بوستانِ رسولِ خدا
علی کے چمن کا یہ گلگوں قبا
عروسِ وفا سے ہوا ہمنکار

یہ لاشوں کے تختوں کی طرف بہار
اٹھا رہا ہے کوئی جوان
کسی کو لگا ہے برس بارھواں
کوئی چھ مہینے کا ہے بے زیاں
پیمبر کی صورت کا سب گماں
یہ آیاتِ نشانے پروردگار

یہ شامِ غریباں شبِ سوگوار
یہ خمیوں سے رہ رہ کے اٹھا دھواں
اکہی اماں، الا اماں، الا اماں!
یہ مظلوم جائیں تو جائیں کہاں
زمین سخت ہے دور ہے آسمان
ہیں آلِ نبی پر ستم بے شمار

جدھر دیکھے دشمنوں کی قطار
یہ ننگے کجاووں پہ شہزادیاں
کھدے سر، دریدہ قبا بیسیاں

یہ الحسد پڑھتی ہوئی بچیاں
مگر ہاتھ پاؤں میں ہیں رسیاں
یہ قیدی کے ہاتھوں میں کیسی دہار

یہ بیمار، لاغر، نحیف و نزار

زمانے کا ہادی، جہاں کا امام
یہ نور نگاہ رسولِ اتمام
یہ امت نے کیسا لیا انتقام
یہ اجر نبوت جزائے پیام
یہ توہین و تشہیر کے اشتہار

کہاں ہیں مگر آج وہ نابکار

نہ وہ شوکت کو فو و شام ہے
یزید آج اک نغظ و شام ہے
شہیدوں کا روشن مگر نام ہے
انہیں کی دلائین اسلام ہے
بنادین کی کر گئے استوار

وہ دوڑائے لاشوں پہ بھی راہوار
کبھی لے گئے اُن کو دربار میں
پھر آیا کبھی دشتِ بازار میں
کبھی ان کو چنوا دیا دیوار میں
رہا فرق پھر بھی گل و خار میں
کہاں پیشوا اور کہاں پیشکار

ۛ

عدو نے اڑایا تو گرد و غبار

اثر کیا پڑا اس کا مہتاب پر
حرم کے در و بام و محراب پر
دُرود اُن شہیدانِ بے آب پر
ہنسے جو حکومت کے ہر خواب پر
ردائے رستم ہو گئی تار تار

ۛ

ہوئے امتحاں میں جواں رنگار

جہاں میں ہوئے گود لا و بڑے
کئی بار جنگیں ہوئیں رن پڑے

مگر یہ بہتر کچھ ایسے لڑے
زمانے میں ان کے ہی جھنڈے گرے
شہیدوں کے زندہ رہیں گے مزار

کہاں سے قلم لائے یہ بیچ کار

پے حمدِ نختِ دل بو ترا ت
پے شرح و تفسیر ایں انقلاب
عجب لوگ تھے وہ فرشتہ جناب
ہوئے مر کے مقصد میں یوں کامیاب

وہیں گے عدو شتر تک شرمسار

گلہائے شہر دیں پہ خنجر کی دھار

رلاتی رہے گی محبتوں کو خوں
کہاں صبر کرتے ہیں اہل جنوں
یہ اشکِ اہل سیل سوزِ دروں
میں کیوں چپے ہوں کس لئے چپے ہوں

یمیر، علی، فاطمہ اشکبار

تشید و نوا ان کی ہے یادگار

زمانہ جنہیں روئے گا بار بار
جنہیں روئیں گے شہرِ دشتِ دیار
جنہیں روئیں گی دادیاں، کوہسار
نظر میں رہیں گے جوان کے مزار
رہے گا فرات شتر تک سوگوار

۴۰ و مزار



۱ قطعہ

حضرت فیاض

مثال کوئی دکھاؤ تو مرقعے کی سی!
خدا نہیں ہے، مگر شان ہے خدا کی سی

یہ کس کے نور سے روشن سوا رکعبہ ہے
بنی حرم کی زمیں عیش کبریا کی سی
عائش کی مادرِ عزت آب وہ جن کی
کنیزیں مریم و خواء و آسیا کی سی
کسی کی شان میں اتری ہوں گر تو بتاؤ
یہ انشا کی سی آیاتِ ہلّاتی کی سی

عطا جو اوروں کو ہو ذوالفقار کیونکر ہو
 شجاعتیں بھی دکھائیں تو لافنی کی سی
 کہاں کے مرحب و منتہر کہاں کے لادمنات
 علیؑ کی تیغ تو کیا آنکھ ہے قضا کی سی
 ہے کون جلوہ گر بزمِ اقربین، کہو
 گواہی دے جو نبیؐ کی تو دے خدا کی سی
 انیس جلوت و علوت رفیقِ رزم و جہاد
 وفائیں دیکھیں نہ اس بندۂ وفا کی سی
 کلام، جس پر گساں ہو کلامِ باری کا
 خموشیوں میں ادا حسنِ دلربا کی سی
 نبیؐ کے تخت پر وہ بیٹھنے کے لائق ہے
 جو گفتگو بھی کرے فخرِ انبیاء کی سی
 علیؑ مناسکِ ارکان، علیؑ طوافِ مطاف
 یہ جن کے گھر کی فضا مر وہ وصفا کی سی
 حضورِ عرش پر سستے ہی مجھم مجھم اٹھے
 صدا حجاب سے آئی جو مرتضیٰ کی سی
 کوئی غلیلِ خدا ہو کہ عیسیٰؑ دُوراں

مگر وہ بات کہاں میرے پیشوا کی سی
 وہ صورتیں ہوں سلیمانؑ کی ماہِ کنعان کی
 علیؑ کے سامنے دونوں گئی ہو اکی سی
 حرمِ کافورِ نبیؐ کا وقار دیں کا جمال
 ہیں کس میں خوبیاں عمرائے کے رفا کی سی
 علیؑ کی سیرت و صورت کی کیا کردن تعریف
 جو بات بھی ہے وہ سرکارِ دوسرا کی سی
 علیؑ تو پھر بھی علیؑ ہے مقامِ قنبر دیکھ
 ضمیر و حی کا سابات ادبیاء کی سی
 سخاوتیں بھی علیؑ کی ہیں اس قدر مشہور
 فرشتے شکلیں بنائے لگے گدا کی سی
 ادھر سے آج علیؑ و بتوں گزرے ہیں
 مرے وطن کی فضا بھی ہے کربلا کی سی
 زباں زباں پہ ہے امر و زیا علیؑ مدے
 ادھر فضا میں یہ پر چھائیاں لڑا کی سی
 یہ شہسوارِ گرامی ہیں کون؟ پوچھو تو
 یہ صورتیں ہیں محمدؐ کے اقربا کی سی

نظر بلند، جری دل، قیاسِ غول آلود
 علامتیں ہیں شہیدانِ نینو کی سی
 یہ روئے پاک جو دیکھو تو ہے علی کا سا
 یہ گفتگو حسنِ پاک و مجتبیٰ کی سی
 نکھر گئی ہے فضا چھٹ گئی ہے تیرہ گھٹا
 بکھر گئی ہے تجلی مہ و سہا کی سی
 ظفرِ عدو پر ملی ہے انہیں کے صدقے سے
 عدو کی فوج بھی تھی فوجِ اشقیاء کی سی
 اٹھاؤں دستِ دعا گر کوئی ملے محراب
 جو ہوا امامِ زمانہ کے نقشِ پا کی سی
 خدا کا بندہ ہوں طاہر علی کا عاشق ہوں
 دعا
 دعا کرو کہ ملے موتِ شہداء کی سی



زیادہ دسمدارانہ نہیں

سبارہ جید

تالیش بہاراں

حضرت درویش علی بہاری
 حضرت یارودن شاہ

خطیب منیر سلوئی، وارث وراثت مرتبہ ہارونی

شیرِ بیشہ شریعت تالیش بہاراں حضرت علی

ابن ابی طالب علیہ السلام

غیدودہ تمام چھان رسول پارت نے آخری حج کے بعد حوالہ علم کے منتظر رہا کہ جس کام میں صولائیوں اک کا علی صولائی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جشنِ عیدِ غدیر

دکتر رفیع - دوسمیت

رقصاں رقصاں ، گرداں گرداں ، جولاں جولاں ، بچوں مستان
 کیسے اُٹھی گھنگھور گھٹا ، پیچاں پیچاں چوں زلفِ بتاں
 یہ ابرسیہ ، یہ سیلِ ہوس ، ہر موجِ نفسِ دشا دوناں
 رُم جھم رُم جھم جھم جھم جھم جھم ، پتوں پہ برستی بوند نیاں
 تا تو مِتا دُر در در رِنا ، قول ، ترانے ، راگیناں
 ہر شاخِ گولوں ہے نغمہ سرا ، ہر نخلِ فسردہ زمرہ خواں
 یہ حُسنِ حُمن ، یہ سرو و سمن ، پھولوں کی پھبنِ جنت کا سماں
 طاوُسِ متنازقِ قص میں ہے ، گاتی ہیں ملاز میں موریں
 یہ طرزِ خرامِ بادِ صبا ، یہ کیف و نشاطِ آبِ رواں
 سینے کی جلنِ سانسوں کی گھٹن ، پاؤں کی شکنِ کانام کہاں
 ہر سمت ، ہجومِ گلِ بدناں ، زریں کمر اں خورشیدِ رخاں
 ہونٹوں پہ کبھی شرمیلِ ہنسی ، باتوں میں کبھی غشیوئے گلاں
 ماتھوں پہ چمکتے چاند لے ، زلفوں میں تاروں کی لڑیاں
 اک طرف ادا یہ رسمِ حیا ، ہر بندِ قُبِ ارزاں لرزاں

لفظوں
کا کبیل

4-9

کہ وضع حجاب نوکاراں ، کہ طور و طرازِ محرمیاں
 کہ ہر دشمنِ جاں اک برقی تپاں ، ہر برقی تپاں اک دشمنِ جاں
 پریوں کے پئے دل کیوں ڈرے ، سینے میں کہاں وہ قابِ توں
 لالا لالا لالا ، اک جسمِ پلا ، لاجامِ پلا اسے پیرِ مغاں
 اک جشنِ دگر افلاک پہ ہے ، روشن ہے فضا کے کون و مکاں
 دیکھو تو شبابِ جنتیاں ، دیکھو تو جمالِ گلشنیاں
 نامیدِ نغم ، برجیسِ جہیں ، شیریں دہناں بقیسِ شاں
 چلتی ہیں کہ جیسے عمرِ رواں ، چوں موجِ طربِ افناں خیزاں
 اک ایک روشِ فردوس کی ہے ، فرخندگیِ بازارِ دُکان
 جبریلِ امیں کو حکم ہوا ، اُگلتی لکڑی کا دو فرماں
 دیکھا تو غدیرِ خیم کی طرف ، اک طرفِ ہجرِ بادہ کشاں
 اک فوجِ سمندر موجِ رواں ، یلغارِ کناںِ سمجھوں طوفاں
 یہ حلسہ صد شکریاں ، یہ مہمہ شاہیںِ جگہراں
شدید و مزنگ و خوش و سمند و نقرہ و سبزہ و نورِ عنان
 ناقوں پہ عرب کے اہلِ نظر ، گھوڑوں پہ ہزاروں پیرو جواں
 خود دار ، جیاے ، شیرِ جگر ، مُمت از قبیلوں کے انساں
 ماتھے پہ نشانِ ہن سجدوں کے ، شانوں پہ ٹنگے تیر و کماں

اصحابِ نبی اللہ غنی ، یہ عز و شرف یہ شوکت و شان
یہ وہ ہیں کہ جن کا نقش کف پا نقش بقا داروئے دلاں
اے صل علی اے صل علی ، وہ آئے نظر سلطانِ زمان
دانائے سبیل سرتاجِ رس ، وہ مرشدِ کل مختارِ جہاں
محبوبِ خدا دارِ بقا ، تو حید بدلِ تقسیمِ بجاں
سردارِ اُمم مہتابِ حرّم ، پیغمبرِ عالم و عالمیاں
آنکھوں میں بخلی صبحِ ازل ، چہرے پہ جمالِ جوہرِ جہاں
لولاکِ لما کی تن پہ قبا ، وہ کاکلِ مشکیں عطرِ فشاں
آدم کے نبی اللہ کے ولی ، بابائے بتوں و شاہِ شہاں
سرنامہ دفترِ ارض و سما ، عنوانِ سخن ، آئینِ بیاں
دانندہ رازِ خفی و جلی ، کیا ان کے لئے پیدا وہناں
ہونٹوں پہ ہے آیتِ بلخ ما ، پڑھتے ہوئے آتے ہیں قراں
ہاتھوں میں لوائے فتح و ظفر ، تھامے ہوئے اک مضبوطِ جواں
کہسارِ جیگر ، فولادِ بدن ، خورشیدِ نظر ، ترسیخِ سناں
چہرے پہ خوشی آنکھوں میں ہنسی ، ہر سمت برستی روشنیاں
یہ جان و دل اربابِ یقیں ، یہ نورِ نگاہِ خلوتیاں
یہ وہ ہیں کہ جن کی ذات سے عظمتِ سلسلہ آلِ عمران

مستور

ناب

یہ تاب و توانِ کشوریاں ، یہ قوتِ بازوئے عسکریاں
پاؤں میں غرورِ خیریاں ، ٹھوکر میں جلالِ عشقیاں
یہ میرِ قضا سلطانِ اجل ، یہ ناز و غرورِ صفِ شکناں
حیدر ، صفدر ، ضرغام و بیرنر ، مردِ غضنفر ، شیرِ ثریاں
دیکھو تو گر کیا بات ہوئی ، وہ دوڑ گئے پیغامِ رساں
جو پیچھے رہے تھے پہنچ گئے ، اک لاکھ بہم ہیں پیرِ جواں
اصحابِ نبی منبر کے لئے رکھنے لگے اونٹوں کے پالان
صحرا کو ملا ہے خلعتِ گل ، پتھر ہیں تو وہ دیا و کتاں
حضرت کا موزن اٹھا ہے ، لہجے پہ ہزاروں دلِ قرباں
وہ روئے رسالت پر آنکھیں کیا گونج رہی ہے آج اذال
سرکارِ دو عالم اُٹھے ہیں ، پڑھتے ہیں درودِ آب کون و مکاں
یہ آخری حج کا خطبہ ہے ، رکھیں گے نہ کوئی رازِ نہاں
الحمد پڑھا ، ارشاد ہوا ، انصار و مہاجر کو یکساں
عربی ، عجمی ، حبشی ، رومی ، سب ایک طرح کے ہیں انساں
یاں رنگ و نسب کی بات نہیں کچھ فرق نہیں اے امتیاں
ہر خونِ خرابہ جرمِ کبیرہ ، سود و غیرہ ہے عصیاں
لو خونِ ربیعہ بخش دیا ، کیا لیں گے قصاص بے گناہاں

مستور

آخری خطبہ

اب سوچ چکا چھوڑ دیا، لینے کے نہیں تم سے خواہاں
ایمان فقط ایشا رو کرم، تسلیم و رضا جو دوا حصال
پھر کہنے لگے اے ہمسفران، اے ہم سخاں لے دیدہ دریاں
پہنچا ہے خدا کا حکم ہمیں، تم بھی یہ سنو اے حق طلباں
ہاتھوں میں علی کا ہاتھ لیا، معراج کا دیکھا آج سماں
منے کنت مولاۃ فہذا علمتے مولاۃ یاراں
یوں ہاتھ اٹھایا بھائی کا بغلوں کی سفیدی بھی ہے عیاں
ہے ان کی اطاعت میری اطاعت میری اطاعت ہے ایمان
ہے ان سے بغاوت مجھ سے بغاوت کا رو طریقہ دوزخیاں
بارون نبی کو دیکھتے ہو، دل میں نہ رہے کچھ وہم و گماں
یہ تخت نشینی خسرو گل، رخصت ہے چین سے آج خزاں
اک شور مبارکباد اٹھا ہر فرد و بشر ہے نعرہ زناں
بیخ بیخ کی دھوم مچی ہے سن کے خلافت کا فرماں
خوردوں نے ترانے جھیر دیئے گلباریاں کرتا ہے رضواں
حسان قصیدہ پڑھتا ہے ایک ایک زباں پر یا سبحان
شاداں شاداں شاہ مرداں، عرش فرشی خداں فرحاں
وہ جام ولا ہاتھوں میں لے، ہر سمت بخیر مئے نوشاں

ہم نافرست

مست

جبریل امیں سے قدسی ہیں، دربار امامت کے درباں
ستوں کی زباں پر نام علی واروئے دلائن بے درماں
یہ نور خدا یہ نور نبی، بستان نبوت کے ریحان
ہاتھوں میں لو اے حمد لئے، چہرے پہ جلال کج کہلاں
جانناز، خدائے راہ وفا، یہ نقد حیات مشترباں
یہ آبروئے تہذیب و ہنر، یہ نام و نمود ہاشمیاں
یہ وہ ہیں کہ جن کی خاک قدم ہے سرمد دیدہ فلسفیاں
ہر قول ہے ان کا قول نبی، ہر بات نشاط مغنویاں
کیا طنطنہ غفور رسیاں، کیا سطوت سحر و نوشرواں
اس در کے گدا خاقان و خدیو و قیصر و جم، کسری و کیاں
یہ فیض رساں، یہ عقدہ کشا ہے ان سے ولا اصل ایماں
یہ سمت و صراط اہل طلب، یہ قبیلہ گہ اہل عرفاں
یہ قسط بھی ہیں، یہ کبیل بھی ہیں، میزان عمل، توفیق اماں
ہاتھوں میں کلید رزق بشر، پروانہ قسمت نعمتیاں
ان سانس ہوا ہو گانہ کوئی، ان سانس جنے گی کوئی بھی ماں
رنگیں ہے بساط ارض و سما، سلطان سلونی جلوہ کناں
رخ تاب وہ ماہ کناں، ہر سانس دم عیسیٰ نفساں

اے عقدہ کشائے جن و بشر، امداد، کہ ہوشکل آساں
گنہائے سخن ہوں دامن میں، دشمن کے جگر میں سو پیکاں
نئے بست گدا آباد رہے، اے برگ و فوائے بے برگاں
میں تیرے قصیدے پڑھتا ہوں سن کے ہوں مومن زمرہ خواں
یا شاہ نجف یا مرشد من، یا خضر طریق زہرواں
یہ عید غدیر مبارک ہو، صد بار مبارک اے ذیشان



سلام

ادھر کچھ اہل دل ہیں اس طرف ذکرِ اہی ہے
ادھر زعم خداوندی دماغ کچ کلا ہی ہے
ادھر کچھ دست بستہ لوگ ہیں اور ذکرِ آزادی
ادھر شوقِ رستم ہے طمطراقِ دشتگا ہی ہے
غزالانِ حرم ہیں تشنہ لب صحرائے غربت میں
ادھر نازِ کماں گا ہی عتابِ جاں پناہی ہے

ادھر معصوم بچے تین دن سے بھوکے پیاسے ہیں
ادھر دُور سے گل رنگ و دسرخوان شاہی ہے
ادھر ہر سانس ان کا رشتہ سازِ سحر ٹہرا
ادھر چہروں پر جن کے سایہ شب کی سیاہی ہے
ادھر اک نالہ زنجیر سازِ ہر دردِ عالم ہے
ادھر شورِ ہوس گویا تماشا ہے تباہی ہے
ادھر دہا، ہیں جنہیں شکر گدایانہ سے نفرت ہے
ادھر قاتل کی تعریفیں ہوائے خیر خواہی ہے
ادھر فردوسِ طاعت کے دل و دیدہ تماشائی
ادھر اک خوابِ غفلت ہے غبارِ کم نگاہی ہے
ادھر دوشِ خمیدہ ہے، جیوں سجدہ شکستہ ہے
ادھر ناموس اہل دل کا دشمن ہر سیاہی ہے
کیا گلزار کو پامال کیوں کر بادِ صرصر نے
زمین کر بلا تو ہی بتِ وقت گواہی ہے
ادھر ہر شخص کی یہ آرزو وہ تخت تک پہنچے
ادھر جو فرد ہے وہ جادہ جنت کا راہی ہے

زمانہ مشترک رہتا رہے گا ان غریبوں پر
 انوکھی اہل دل کی داستان بے گناہی ہے
 ادھر تو بین احکام خدا ندی پہ نازاں ہیں
 ادھر پاکسِ حرمِ حفظِ ادا رہے نواہی ہے
 ادھر ظالم ترین انسان دادِ حکومت ہے
 ادھر ریگ تپاں پر لاشِ غفلتِ انہی ہے
 نمازِ صبح سے پہلے جو رو دیتا ہوں میں طاہر
 علی اکبر کی یاد اب تک اذانِ صبح گاہی ہے

○
 ۳ صلاۃ سلام

مجرم اب کے بزمِ ستواں سے ملاقات ہوگی
 عشرہ ماہِ محرم کی کوئی رات ہوگی
 تذکرہ چھیڑیں گے بلیما کے جگر داروں کا
 بان لب و لہجہ جبرئیل میں ہر بات ہوگی
 خاک اُڑاتے ہوئے صحرانِ کوئل جائیں گے
 اے جنوں! اب کے بھی تجدیدِ روایات ہوگی

اب کے بھی بیٹھ کے روئیں گے سرِ رودِ فرات
 سامنے اپنے شہادت گہ سادات ہوگی
 بیٹھ کر اپنے کہیں، روئیں گے منگھوڑوں پر
 پیاسے بچوں کو تو اک بوڑھی سوغات ہوگی
 اک طرف اہل ہوکس ایک طرف اہل وفا
 مدعی سوچ تو کیا مورتِ مالا، ہوگی
 اک طرف بیعتِ فاسق پر مسلسل اصرار
 اک طرف پیشِ نظر آبروئے ذات ہوگی
 اک طرف قصر و شہستانِ حکومت کا جلال
 اک طرف بارگہ قاضی حاجات ہوگی
 اک طرف خستگی دے کسی آںِ حیا
 اک طرف خندہ زناں فوجِ خرابات ہوگی
 اک طرف زعمِ صفِ آرائی و سلطانی کا
 اک طرف حمدِ خدا، ذکر و مناجات ہوگی
 پانی مانگیں گے تو برسائیں گے مینہ تیروں کا
 ہائے کیا آںِ محمد کی مدارات ہوگی

اس طرف خیروں سے روئے دھواں اٹھے گا
دشت سے دور کہیں سنتے ہیں برسات ہوگی
چیزوں وہ کھانے کو دیں گے جو ہیں سیدہ حرام
دیکھنا کونے میں کس طرح کی خیرات ہوگی
ہائے کیا علم تھا یوں دین بھی رسوا ہوگا
اتنی بے حُرمتی مصحف و آیات ہوگی
قبر میں نور سحر کا ماہ ہے جعفر طاہر
ہائے یہ صبح کہ جس کی نہ کوئی رات ہوگی

۱۱
سلام

گزر چکے ہیں کئی انقلاب آنکھوں سے
نہیں کہ کھائے نہیں ہیں فائے نہ نے فیرب
چمکتی بانہوں کی انکڑائیوں میں الجھا ہوا
کبھی نظر جو اٹھائی تو حسن جاگ اٹھا
بزیں بام جو سینہ کتاں نکل آئے
نہ پوچھ حال جو ان نواب آنکھوں سے
نہیں کہ دیکھے نہیں ہیں شراب آنکھوں سے
دلوں کا دیکھ یا بیچ و تاب آنکھوں سے
پٹ گئے ہیں کئی آفتاب آنکھوں سے
تو پھر اتار لیا ماہتاب آنکھوں سے

دوق نہ کون سا دیکھا بیاض و دریاں کا
پڑھی نہ کون ہی دل کی کتاب آنکھوں سے
یہ مسحت کا تقاضا کہ چپ رہیں درنہ
جہاں کو دیکھا نہیں بحر خواب آنکھوں سے

جو نفقت بھی ہوساتی تو بے نیاز رہیں
پس نہ گرجے پائے شراب آنکھوں سے
اسی میں خیر ہے یارو کہ بستہ لب لمبے
نہ کچھ بھی دیکھے مثل حجاب آنکھوں سے
عروس راز کا چہرہ چسپا ہی رہنے دے
نہ ہاتھ سے نہ اٹھائیں نقاب آنکھوں سے
خزاں کے جو رستم کیا بیاں کریں کہ بہا
چمن کو دیکھتی ہے پر عتاب آنکھوں سے
نگاہ لالہ غوین قبا پہ اٹھتی ہے
سلا می چنتے ہیں شاعر گلاب آنکھوں سے
کوئی تو بات ہے جو کر بلا کی مٹی کو
لگا ہے ہیں رسالت مآب آنکھوں سے

یہ کیا زمین ہے جسے صاف کر رہی ہیں بتوں
یہ خار چنتے ہیں کیوں بو تراب آنکھوں سے

یاد نشہ لبان فرات روتا ہوں
کما رہا ہوں سلا می ثواب آنکھوں سے
ہیں تو اکبر و قاسم کی یاد آتی ہے
کسی جواں کا جو دیکھیں شباب آنکھوں سے
یہ کون برہنہ سر بیاباں میں کچھ تو کہو
سلا می آنے لگا ہے حجاب آنکھوں سے
امام پاک نے جب شیر خوار کو دیکھا
تو بے زباں نے دیا ہے جواب آنکھوں سے
حسین میخے سے نکلے سوار مچتے ہیں
لگا رہی ہے سکیٹہ رکاب آنکھوں سے
رعائن زینب و کثرت دم دہی میں نیم
سلام کرنے لگی ہیں رباب آنکھوں سے

سرنزار شہیداں یہ بادلوں کے مجھم برس برس گئے کیا کیا سحاب آنکھوں سے
کبھی وہ دن بھی تو آئے دُعا ہے طاہر کی
کہ دکھوں آپ کو میں یا جناب آنکھوں سے



۶ نوحہ

بتائے دلدلِ مظلوم کچھ بتا تو سہی
سوارِ درخشِ پیہر کہاں پہ چھوڑ آیا
تو آج دُور کھڑا خاک کیوں راتا ہے
تبا زین پہ کیسے امام اترے ہیں
یہ تیری آنکھوں سے بہتا ہوا ہوا بولے
تو جانور تھا پہ اُمت سے با وفا نکلا
تیرے ہوئے بہکتے ہیں پھولِ جنت کے
لہو میں ڈوبی ہوئی زین پر دستار
یہ راہوار گرامی امام کا طاہر
شہید ہو گیا پرشہ سے جا ملا تو سہی



۱۲ بیضۃ البلد

قبلہ کونین بیضۃ البلد حضرت ابوطالب
علیہ السلام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

درمدح ابوطالب علیہ السلام

مغرور عبادت نہ اطاعت پہ ہوا کر
ان اوجھی ہوا دل میں نہ ہر وقت اڑا کر
اوراد و وظائف سے نہیں معرفت دیں
اسے مرد ہنرمند کبھی ترک ریا کر
یہ خرقة و سجادہ و زنا و جلائے
تبیخ کے دانوں کو نہ رہ رہ کے گنا کر
تو اپنی طرف دیکھ تو باطن میں کبھی جھانک
صحت کے لئے حیلہ و تدبیر شفا کر
تو محرم اسرار کبھی ہونہ سکے گا
تو علم کا میاں ہے جا، اپنی دوا کر
عمامہ و دستار کے گنبد سے نکل جا
مستوں کی طرح شہر کی گلیوں میں بھا کر
یہ نخود و زدن و حکم و شعر میں یکا شے
دیوانگی دل سے بھی کچھ کام لیا کر

اخلاقی
کتاب

بیکار ہیں بیکار کتابوں کے یہ انبار
اے علم کے جو یا کبھی چہرے بھی پڑھا کر
اس حجرہ تاریک باہر بھی کبھی دیکھ
سیر چین و تذکرہ لطف صبا کر
خوبان طرحدار کی خدمت میں کبھی بیٹھ
خورشید رخسانِ ستم آرا سے ملا کر
کچھ ادب ہے شانِ کرم حضرت باری
اتنا بھی نہ دوزخ کے عذابوں سے ڈرا کر
رنگ و روش و رونقِ فصل گزراں دیکھ
کھول آنکھ، زمیں دیکھ تماشا لے فضا کر
ہر برگِ فروز و نچتہ ہے دفترِ تقدیر
گرتے ہوئے پتوں کی یہ الواح پڑھا کر
ہر سمت میں بکھرے ہوئے اوراقِ گلستاں
ان پاک نوشتوں کی تلاوت بھی کیا کر
دیکھا ہے کبھی قطرہ شبنم کی طرف بھی
ترپا ہے کبھی آنکھ بھی سورج سے ملا کر

منزلِ نور

دیکھی ہیں کبھی دھاریاں تتلی کے پروں کی
 دیکھے ہیں کبھی تیر کلیجے پہ یہ کھاکر
 بتلا جو کفِ گل پہ دیا ہو کبھی بوسہ
 رویا ہے کبھی سینے سے کانٹوں کو لگا کر
 رخصت ستاروں کے بھی چوئے کبھی ٹوٹنے
 ہمیرے کبھی دیکھے یہ مستحلیٰ پہ سجا کر
 کزوں کے سلگتے ہوئے سینے پہ رکھے ہات
 یہ کس نے کہا سوختہ بختوں سے دغا کر
 دیکھا ہے سرِ آبِ رواں جلوہٴ مہتاب
 دیکھا ہے کبھی نور کے دریا میں نہا کر
 یہ شمعیں اٹھالایا ہوں میں طاقِ ابد سے
 ان جگنوؤں کے ساتھ گلستاں میں جلا کر
 گزرا ہے کبھی کوئے خراباتِ مغاں سے
 مے پی ہے کبھی موتے کے پھول ملا کر
 لعل لبِ لعلیں سے کوئی جامِ پیا ہے
 دیکھی ہے کوئی شمع بھی سینے میں جلا کر

یہ گونجتی گمکارتی گنگھور گھٹائیں
 ان بھری ہوئی زلفوں کی تعظیم کیا کر
 معلوم نہیں تجھ کو تپِ تشنگی شوق
 سقراط کی مانند کبھی زہر پیا کر
 تو حسرتِ نشہ تو فاق نہیں ہے
 مت خضرِ بیاباں سے طلبِ آبِ بقا کر
 تو شورش و آشوبِ دفا سے نہیں اطف
 تو نوح کے طوفاں کی تمنا نہ کیا کر
 تو سوزِ غمِ عشق سے آگاہ نہیں ہے
 جلتے ہوئے شعلوں کی چٹاؤں سے بچا کر
 نرود کے احسان و عطایا پہ تو خوش ہے
 دیکھا نہ کبھی آگ میں گلزار کھلا کر
 یہ خلعتِ فرعون یہ ہامان کی دستار
 جاتا ہے کہاں طور پہ یہ سانگِ چاکر
 تو اپنی حقیقت سے بھی آگاہ نہیں ہے
 کوئے کی طرح ہنس کی مت چال چلا کر

تو ضربِ کلیسی کے سمجھتا نہیں انداز
تو نیسل کی لہروں کی طرف دیکھ لیا کر
تو غلغلہ سا مریاں سن کے خدا ہے
زریا نہیں ذکرِ مدِ مضیا و عصا کر
یہ قیصر و کسریٰ کی ترے تن پہ قبا ہے
تو خوش ہے مگر چادرِ مریم بھی چرا کر
اے نابِ عیسیٰ میں تجھے اور کہوں کیا
مقتل میں پیمبر کو ذرا لا تو بلا کر
فاقوں میں سلیمان کو ترپتے نہیں دیکھا
بلقیس کے حالات سنا، ذکرِ سبا کر
بچتا ہوا دیکھا نہیں یوسفؑ سربازار
تو حسن زینبا کے فسانے ہی لکھا کر
یہ دولتِ فین و فرس و طبل و علم کیا
ہر فوجِ ظفر موج کو دیکھا ہے لڑا کر
ایوانِ مدائن کا نشان تک نہیں باقی
مرثیہ بے مہریٰ ایامِ مہاکر

یہ نوبت و ناقوس و دف و طبل کے طنبوڑ
ان باجوں کو دیکھا ہے کئی بار بجا کر
یہ مال، یہ اسباب، یہ سرمایہٴ دُوراں
اس ریت کی دیوار کے گرنے سے ڈرا کر
خیل کی طرح بوجھ کجورس کے عوض ڈھو
بازار میں تو مال کے بدلے نہ بکا کر
کہ پیرویِ سیرتِ اولادِ پیمبر
دیں زہر تو ذکرِ حسنِ سبز قبا کر
گراسوہ شبیرِ سمجھنے کی طلب ہے
برپا سر میدانِ اجل کرب و بلا کر
سجاد کی مانند یتیموں کی خبر لے
بیواؤں کا پانی کبھی رد و رکے بھرا کر
گرافیت و امن و اماں کی بے تمنا
توزیبِ بدن بوذر و سلمان کی ردا کر
ہاں جامہٴ طاؤس میں چھپ سکتا نہیں زاغ
اشیا کی حقیقت پہ ذرا غور کیا کر

آجنت ارباب کرم تجھ کو دکھاؤں
سیرِ چمنِ حسن و جمالِ حکما کر!
وہ آئے وہ جبریل امیں لینے کو آئے
زواروں کو لے جاتے ہیں شہر پہ اُڑا کر
یہ وادیِ مکہ، حرمِ حضرت باری
مرۃ و صفا سامنے ہیں شکرِ خدا کر
قصر ابوطالب کی طرف دیکھ بصد شوق
اک سجدہ درساتی کوثر پہ ادا کر
اے ذوقِ نجستہ کبھی بکیر و اذالِ سن
اے شوقِ سخن تذکرہ آلِ عب کر
اے دیدہ بیدار، مقدّر پہ ہونا زان
اے جوشِ جنوں بخششِ رحمت کی دُعا کر
یہ ذریتِ حضرتِ عدنانِ معظم
بھیجی ہے خدا پاک نے پاکیزہ بنا کر
ہر کوکھ مقدّس ہے تو ہر صلب ہے طاہر
بھیجا ہے انہیں چادرِ عصمت میں چھپا کر

اُتری ہے کبھی ان کے لئے آیہِ تطہیر
جنتی ہے کوئی نختِ جگر کعبے میں جا کر
ہاشم کی سخاوت کا تو شہرہ ہے جہاں میں
یہ نام کہ جو رہ گیا کونین پہ چھپا کر
یہ قحط کے ایام میں لوگوں پہ عنایت
یہ طرفہ سخی خوش ہے زمانے کو کھلا کر
ہاتھوں میں ثرید اور سیخنے کے پیالے
ہر تشت میں رکھے ہیں کئی نانِ پکا کر
وہ گبر و نصاریٰ ہو، یہودی ہو کوئی ہو
لے جائے جہاں چاہے بھرے تاش اٹھا کر
عبد المطلب کا بھی کبھی نام سُنا ہے
اے صاحبِ ایمان کبھی قرآن بھی پڑھا کر
کعبے پہ ابرہہ کی چڑھائی بھی ذرا دیکھ
کہتا ہے کہ جاؤں گا تو کعبے کو گرہ کر
یہ کون دُعا مانگ رہا ہے سرفاراں
یارب! کوئی طوفان اٹھا، شترِ پاکر

چونچوں میں اٹھائے ہوئے سچیل، ابابیل
 وہ چڑیاں چکنے لگیں فلیوں کو چبا کر
 عمران سادی شان اسی شہ کا پسر ہے
 مداحی ممدوح شہنشاہ ہدا کر
 یہ قامت بالا شجر نور، سر طور
 اے دادی امین کے کیں کسب ضیا کر
 یہ روئے جہاں تاب ہے سرچشمہ انوار
 ان کرنوں سے آئینہ ایمان پر جلا کر
 یہ آنکھ ہے یا کعبہ پر ضو بار ہے سورج
 رہ جائے دلوں میں یہ تجسلی تو سما کر
 ابرو ہیں کہ محراب شبتان حرم ہیں
 مینی کا اشارہ کہ ہمیں قید نما کر
 یہ بازوؤں کے خم کہ محیط فلک العرش
 قوسین کی تصویر یہ جاں اپنی فدا کر
 ان کا کلوں کے بیچ و خم پاک میں کھوجا
 جاسیر سر رہ گذر قدرد قضا کر

ایمان کی آنکھوں سے بھی کچھ دیکھ مری جاں
 ہر وقت ابو جہل کی باتیں نہ سنا کر
 سالار اُمم، شیخ حرم، سید بطحا
 یہ وقت ہے دیدار امیر الامرا کر
 یہ افسردہ لار و سر و سید سادات
 تعظیم پرستار شہ ارض و سما کر
 یہ راس و رمیں عرب و عالمیاں ہیں
 آتے ہیں فرشتے بھی یہاں سر کو جھکا کر
 جبریل بنا ہے ملک العرش معظم
 عمران کے پوتوں کو شب روز کھلا کر
 خورشید سپر چشم و حکمت عظمیٰ
 توصیف نگینان شہ ہر دو سرا کر
 کیا چیز میں مغفور و مجرم و قیصر و دارا
 سورج کے مقابل میں نہ مریخ و سہارا
 اس در کے گدا خسر و خاتان و خدیور
 مقداد سے خادم ہیں تو سلمان سے چاکر

حضرت کے چچا ہیں تو یہ بابا ہیں علیؑ کے
 سجدہ بہ در پاک و نشان کف پاک
 یہ مومن کامل ہیں یہی مسلم اول
 پہچان میں ان کی نہ کوئی خوف و خطا کر
 عمرانؑ ساشیدائے محمدؐ نہ ملے گا
 تو اوج ثریا سے نظر تابا ثریا کر
 یہ قبیلہ اشراف و نگہبان رسالت
 تعریف جگر داری و تسلیم و رضا کر
 شعب ابی طالبؑ سے جو گذر رہے تو بتلا
 یہ کون ہے پہرے پر بستیجے کو سلا کر
 رہ رہ کے بدلتے ہیں کبھی آپ کا بستر
 مستند کبھی دی طالبؑ و جعفرؑ کو بچا کر
 بیٹوں کو سلاتے ہیں سر بستر حضرتؑ
 لے آئے عقیلؑ اور علیؑ کو وہ جگا کر
 یہ سلسلہ ظلم رہا تین برس تک
 اندازہ رنج و ستم و جور و جفا کر

آشوب گہ کفر و ضلالت میں نبیؐ کا
 پروانہ رہا کون؟ بتا ہوش میں آ کر
 آفات میں یوں سینہ سپر کون رہا ہے
 رکھ دی ہونہوت کے لئے جان لڑا کر
 تنہائی و درماندگیؑ عظم نبیؐ دیکھ!
 پھر سیر مضافات مینا، غار حرا کر
 یہ محسن اسلام ہیں یہ داعی اعظم
 تو حُرمت عظم شہر لولاک لہا کر
 یہ نافرست احکام نبیؐ ناصر یکتا
 رکھا ہے نبیؐ پاک سے کچھ بھی نہ بچا کر
 اسلام کے معمار سے مل کر بھی کبھی دیکھ
 ایمان ہے درکار تو جہا، در پہ صدا کر
 وہ خطبہ لگے پڑھنے رسولؐ دو جہاں کا
 آسیر شہستان خلد بجز بھی ذرا کر
 یہ آلِ براہیمؑ کا پُر لطف قصیدہ
 اس بچے کی تعریف، تکلم کی ثنا کر

یہ شرک اگر ہے تو پھر اسلام ہے کیا چیز
 کچھ خوفِ خدا خوفِ نبیؐ خوفِ جزا کر
 عمرانؑ کی خدمات سے اغماض یہ کیسا؟
 مومن ہے تو پھر عزتِ اربابِ دفا کر
 ہے نختِ جگر کس کا بت، جعفر طیارؑ
 یہ کون ہے پردازِ کناں غلہ میں جا کر
 بتلا کہ حسینؑ ابنِ علیؑ کس کا ہے پوتا؟
 مقتل میں کھڑا ہے جو بھرے گھر کو لٹا کر
 یہ مردِ جگر دارِ تباہ کس کا پسر ہے
 لڑتا ہے جو مشکیزے کو دانتوں میں دبا کر
 ہیں کون تباہِ زینبؑ و کلثومؑ و سکینہؑ
 یہ کون ہے روتی ہے جو جھولے کو جھلا کر
 تزیینِ حرم کس کے لہو سے ہے بتا تو
 دم کس نے لیا قوتِ باطل کو مٹا کر
 عمرانؑ کی اولاد کے مقتل کبھی دیکھے
 چل مشہدِ عشاق تجھے لاؤں دکھا کر

یہ کس نے اُلٹ دی ہے نقابِ رخِ باطل
 ہر پردہ رہا کفر کے چہرے سے اٹھا کر
 ہاں تذکرہ تشنگیِ آلِ نبیؐ چھیڑا
 قرآن کی آوازیں ذکرِ شہدا کر
 عمرانؑ سے کس طرح جدا کرتا ہے شیرؑ
 پہلے سرِ ناخن سے مگر گوشتِ جدا کر
 تانا م تر اشرق و مغرب میں ہو روشن
 تو آلِ محمدؐ کی طلبِ حق سے ولا کر
 سرکار کی حرمت کے تصدق میں آہی
 تُو قید سے دشمن کی اسیروں کو رہا کر
 پھر معرکہ بدر ہمیں پیش ہے یارب
 اس طنطنہٴ قوتِ باطل کو فنا کر
 ہم طالبِ امداد ہیں اے دادِ جا نہا
 تو ہم کو عطا عزمِ شہرِ عقدہ کشا کر
 اربابِ حکومت پہ تری چشمِ کرم ہو
 اس بندہٴ ناداں کو عطا فہم و ذکا کر

تاثیرِ بیاں، حُسنِ زباں، زورِ قلم دے
 یارب تو لبِ گنگ کو اعجاز عطا کر
 لکھوں میں قصیدے ترے عشاقِ جواں کے
 یارب تو مجھے واقفِ اسرارِ بقا کر
 یارب تو مجھے زمرہٴ نطق و نوا دے
 نغمے بنی ہاشم کے سناتا ہوں گا کر
 مٹ سکتا نہیں نامِ نکو جعفرِ طاہر
 سو بار یہ دیکھا ہے زمانے نے مٹا کر



سیفِ حرم

۱۹

سید بہادر

اشج الزماں، صبرِ محکم، سیفِ حرم
 حضرت مسلم و فرزندِ ان حضرت مسلم
 علیہم السلام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

در مدح حضرت مسلم بن عقیلؓ

نخل ابو طالب میں نہ کیا کیا ثمر آئے
کس گود میں اس شان کے والا گہر آئے
ذی قدر، ادول العزم، جگر دار، سخن سنج
کیا طالب تائید الہی نظر آئے
جاننا ز خوش آواز مہر و سرافراز
کس عرش کے یارب یہ تارے اتر آئے
یہ طالب توحید و عقیدت خرد آموز
برج شرف و خیر میں شمس و قمر آئے
یہ جعفر طیار سا فرزندِ طر حدار
لوجہ ہر آئینہ ایسا ابھر آئے
اب گردشِ ایام میں سکتہ ہوا پیدا
وہ کہے کی دیواریں اک در نظر آئے

پیدا ہوئے شاہ نجف و خسر و عادل
خدام ادب بن کے مسیح و خضر آئے
فردوس کے غرفوں سے لگیں جھانکنے حوریں
جبریل زیارت کو سیٹھے ہوئے پر آئے
وہ شیر و شبیر ہوں یا مسلم و عباس
شیروں کے پسر شیروں سے بڑھ کر نظر آئے
جب دارتِ اقلیم علی ملک سے نکلا
جب کوفے کی جانب سے کئی نامبر آئے
بیعت کے لئے روزِ بلاؤں پر بلا دے
خط آئے، پیام آئے، کئی معتبر آئے
اصرار پہ اصرار، تقاضوں پہ تقاضے
فرزندِ نبی آئے، خدا دارا، ادھر آئے
مشتاقِ زیارت ہیں زن و مرد یہاں کے
خوش ہوں پسرِ شیر الہی اگر آئے
نامور سفارت پہ ہوئے حضرت مسلم
فرمایا، ہمیں لکھے گا جو آپ کی ہور آئے

اللہ رے یہ مرتبہ و منصب و اعزاز
 دینے کو مبارک سبھی نیکو سیر آئے
 دو بچوں کو ہمراہ لیا ہو گئے رخصت
 طے کر کے مہینوں کا دنوں میں سفر آئے
 یہ ایچی شاہ، دکیس شہر دیکر
 وہ رعب کہ شیروں کا جگر خوف سے تھرائے
 اللہ رے شیروں سخی، خندہ جبینی
 بیعت کے لئے آنے لگے اپنے پرانے
 پھر عامل کو فہ ہوا مرجانہ کا بیٹا
 بد ذات، سیہ کار، لعین، ہرزہ مرانے
 کوفے کی زمیں غون سے ہونے لگی سیراب
 باندھے ہوئے مرنے پر مجاہد کمر آئے
 ہانی نما جگر دار بھی مسجد میں ہوا قتل
 خدمت میں ستم پیشہ کے اشراف کے سر آئے
 ایسے میں فزوق سے ہوئی شہ کی ملاقات
 حالات سننے کوفے کے اور اشک بھر آئے

وہ نرغہ اعدا میں سفیر شہ عالی
 پل پل کے مسافر پہ کئی حملہ در آئے
 ہر سمت سے یلغار کناں قاتل و سفاک
 رہ رہ کے تن پاک پر تیر و تیر آئے
 ہنگامہ پیکار میں ہر بار یہ کہتے :
 اے کاش نہ آقا ہر ایا رب ادھر آئے
 پھر تول کے تلوار جھٹتے تھے عدو پر
 جس طرح کہ ریوڑ میں کوئی شیر در آئے
 شبیر کے بھائی تو بھتیجے ہیں علی کے
 کیونکر نہ لڑائی کا انہیں پھر سہن آئے
 کٹ کٹ کے گرے خاک و دھڑھکیں شکون کے
 پتوں کی طرح اڑتے ہوئے سر نظر آئے
 چک چاک وہ تنیوں کی عینوں کا وہ کڑکا
 تھرائی زمیں کانپ اٹھے قاف و کرائے
 رند اُسے، مارا اُسے کاٹا اُسے پکڑا
 بن بن کے یہ فرمان قضا و قدر آئے

تلوار صفیں کاٹ نہو چاٹ کے نکلی
جس طرح صبا تختہ گل سے گزر آئے
باقی نہ ستائیں نہ کندیں نہ کمائیں
ہاتھوں میں نظر تیغ نہ کوئی سپر آئے
اک جھلے ہی میں جھوڑ دیا فرجِ ستم کو
کب رکتا ہے طوفان اگر جوش پر آئے
تدبیر میں تھا ابنِ زیادِ ستم آرا
چھلایا تو افسر کئی باہم دگر آئے
گر جا کہ پس پشت گڑھا جلدِ بند
مکمل ہے کہ یوں دام میں شاہیں جگر آئے
سچ لڑتا چلا آتا ہے وہ پیچھے قدموں پر
یوسف کی طرح چاہ میں گرتا نظر آئے
برائی متبادل بد بخت کی فریاد
گرتے ہی ستم گار کئی دوڑ کر آئے
روح جانبِ شبیر کیا قلعے کی چیت پر
سر کاٹ کے جلا دجفا جو اتر آئے
آویں در شہر پہ تھا فرق مبارک
تھا حکم نہ میت بھی کوئی شخص گرائے

اعلان ہوا قتل جو بچوں کو کرے گا
لینے کے لئے خلعت و گنجینہ زرا آئے
دو بچے سرا سیمہ و سر گشتہ و حیراں
آوازہ ذاک الحذر و الحذر آئے
ناگوں کی طرح شوکتی چھٹکا بتی لگیاں
دیکھیں جو مکا نوں کو تو خوف و خطر آئے
بابا پرستے رہے ان کو چوں میں پتھر
اڑاڑ کے دو بچوں سے ہزاروں شر آئے
رکتے کبھی چلتے کبھی رہ رہ کے ٹھٹھکتے
رستے میں الہی نہ کوئی بانی شر آئے
رہ رہ کے بھٹکتے ہیں غزالانِ محسد
یارب پسرِ فاطمہ ہائے کدھر آئے
رہ تکتی رہی روتی رہی زوجہِ مسلمہ
ہر وقت دعائیں کوئی بچوں کی خبر آئے
تقدیر کے آگے نہیں تدبیر کی چلتی
بچھڑے جو پدر سے تو وہ جلا دے گھر آئے
بچوں کی سنیں سسکیاں اور جاگا سنگر
زوجہ نے کہا خیر سے مسلم کے پسر آئے

تلو ازلے بیٹھ گیا پہرے پہ ظالم
 کہتا تھا ابھی ابھی آئے سحر آئے
 وہ لے کے چلا بچوں کو ہائے سوئے دریا
 تربت سے نکل کر شہرِ جن و بشر آئے
 دریا میں بھنور پڑنے لگے خوفِ خدا سے
 بھجھرائی ہوئی موجوں کی فریاد سے ڈر آئے
 وہ عید کے دن قتل ہوئے بربد دریا
 جھولی میں مسیبت کے یہ لعل دگر آئے
 آوازِ پیپرنے اُسے دی کہ مسیبت
 لہروں پہ مرے تیرے دونوں گل تر آئے
 ہو مشہد کو شربدِ ناں نام پہ تیرے
 زواروں کی خاطر کوئی بنواؤ سر آئے
 مشہور ترے نام سے یہ شہر رہے گا
 رشکِ قم و قزوین و سمرقند و ہر آئے
 پردیس میں مارے گئے طاہر شہِ والا
 کوفے کے مسافر بھی نہ گھر لوٹ کر آئے



لسانِ صدق

۳۵

دین کے ستون جو نہ تھا اور نہ ہوگا
 عمودِ دین، عالمِ علم، ماکانِ ویاکون

لسانِ صدق حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

درمدح امام جعفر صادق علیہ السلام

پھر ذکر ہے زباں پہ محمدؐ کے نور کا وہ نور جو سب سے خدا کے ظہور کا
ہے علم جس کی ذات میں نزدیک دور کا جو ہادی و امام ہے اہل شعور کا
واقف ہے جو کہ حالت اہل قبور سے
صادق لقب ملا جسے رب غفور سے
یہ نور چشم احمدؑ محنت ارم جا اللہ سے یہ ماہ ضیا بار مرتضیٰ
یہ باقرؑ علوم کا فرزند باصفا آغوش اُمّ فرزدہ کا یہ لب بے ہوا
بو بکرؑ کا نواسہ تو پوتا علیؑ کا ہے
جعفرؑ ہے نام اور شرف ہر بی کا ہے
ارشاد تھا نبیؐ کا جو رکھا گیا یہ نام بگڑے نہ تاکہ مذہب اسلام کا نظام
گر غیر معتبر کو امامت کا دیں مقام گمراہیوں کی رات میں چمکے مہرِ تمام
توحید کا زمانے میں عاشق بھی چاہئے
ہم سا کوئی تو دنیا میں صادق بھی چاہئے

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ لَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
جعفرؑ کی جیم جو دو کرم پر دلیل ہے اور عین عین عدل علیؑ کی عدیل ہے
نے فیض کی مدام رواں سلسیل ہے لے رحم و راستی و رضا کی فصیل ہے

ہے پورا نام نہر ارم کے جو نام پر
کیونکہ نہ ان کا لطف ہو پھر خاص نام پر

یہ جیم جو شنین صغیر و کبیر ہے یہ عین عین عدل خدائے قدیر ہے
نے فضل کبریا کی ہے خمر فقیر ہے لے ہے رخ رسولؐ کی روشن ضمیر ہے
ایک ایک حرف طرف ہے فضل و کمال کا
یہ خط استوا ہے محمدؐ کی آل کا

اہل سخن میں سخن سخن کی محی ہے دھوم یہ معنی کلام ہیں یہ مصدر علوم
گمراہ کرنے دے تجھے یہ دور رخس دشوم یہ دست پاک تھام یہ پائے جمیل چوم
آنکھیں نثار سخن رخ تابدار پر

سورج امامتوں کا ہے نصف النہار پر
نکر و نظر کا مرتب ان سے علا ہوا نکلا جو لفظ منہ سے نپا اور تلا ہوا
چہرہ جو دیکھے تو ہے قرآن کھلا ہوا ہجو وہ جس میں شہد رسالت گھلا ہوا
قرباں ہیں شاعران عرب بات بات پر
ہر مہک رہیں رخ شش حیات پر

ششخا نہ قضا و قدر کی نہ بوجھ نشان
شش پہل ہے منارہ تصر فلک نشان
چھ روز میں بنائے گئے ارض و آسمان
شش بانوان چرخ کینزان خوش بیاں

جلوہ انہیں کا ہے نظر نکتہ سنج میں

ایمان مل گیا ہے مجھے شش پنج میں

وہ علم جس میں حضرت آدم صلی کی شان
فہم و ذکا پہ نورج نبی کی فدا ہو جان
ایسی جیا جو یوسف و یحییٰ کی پاسبان
وہ تمکنت کہ حمزہ و جعفر کی ان بان

وہ زور جس میں قوت خیر شکن ملے

ایسے حسین کہ گویا حسین و حسن ملے

سنبھال ثوری گنگ سے ان کی جناب میں
کتنے ابو حنیفہ سے اعظم رکاب میں
وہ دیکھتے ہیں جو کوئی دیکھے نہ خواب میں
پڑھتے ہیں وہ کہ جو نہیں لکھا کتاب میں

گو ہر جو فاطمہ سی گرامی صدف کے ہیں

وارث یہی تو منیر شاہ نجف کے ہیں

ہمسر ہو دہریں کوئی ان کا نہیں نہیں
پائے کرم کو چوم رہی ہے جبین جبین
ان سا جہاں میں کوئی نہیں نہیں کہیں
عرش بریں بھی دیکھی ہے دیکھی زمین زمین

ان ہی کے دسے دنیا کو دیں کا سبق ملا

رحمت ملی بہشت ملا، نور حق ملا

ہماں کے واسطے ہیں کئی قسم کے طعام
یہ مادہ یہ قیمتی کھانوں کا انتہام
فیزینوں کے تشت کئی شہرتوں کے جام
ہاتھوں میں ان کے رزق بشر کا ہے انتظام

چاہیں تو باغ میں کوئی کوئیں ہری نہ ہو

نطفہ تو کیا ہوا میں بھی خشکی تری نہ ہو

مند پہ جلوہ گر ہے امام فلک رکاب
نحت دل رسول میں ابن بو تراب
بر شہر کے فرشتوں سے لینے لگے حساب
رک رک کے دے رہے ہیں سوالوں کا جواب

اٹھی نظر امام کی تو رنگ اڑ گئے

بند ہو گئی زبان وہیں ہونٹ جڑ گئے

گرد و صوب میں کھڑے ہوئی تو سایہ ٹپ چلے
آواز دیں تو موجہ دریا پلٹ چلے
طوفان کا زور آپ کی مہبت سے گھٹ چلے
دامن ان کے برق بھی ڈر کر لپٹ چلے

چاہیں تو سر پہ آئی ہوئی موت ٹال دیں

اک تازہ روح مڑے کے پکریں ال دیں

ان کا نسب نبی و علی کا نسب ہوا
کی غیر کو نصیب یہ طرفہ حسب ہوا
طاہر امین حضرت صادق تقب ہوا
مشہور ان کا نام نہیں بے سبب ہوا

پیدا جو حقہ کردہ و ناف بریدہ ہو

وہ سیدہ کالال نہ کیوں برگزیدہ ہو

دن کو ملیں گے آپ ہمیشہ ہی روزِ دُعا
شب کو صفِ نماز پر روتے ہیں زار زار
ہر حال میں ہے ذکرِ خدا شکرِ کردگار
ان تین حالتوں میں کئی عمر مستعار
قربانِ انبیاء بھی ہیں اس عز و شان پر
گھر میں پڑھی نماز کبھی آسمان پر
دو چار ہوں تو میں بھی گنوں ان کے معجزات
ان کی دُعا قبول ہے شاہِ خدا کی ذات
بھی میں ان کے دُستیٰ ہی آیاتِ مینات
ملکوت کے امام یہ دادِ ابر کا ثنات
قبضہ انہیں کا رہتا ہے موت و حیات پر
جھنڈے انہیں کے اُتتے ہیں نلی فرات پر
آنے جو جج کے واسطے شاہِ فلک مقام
رکن و صفا و مردہ پکا لے کر یا امام
پتھر اچھل اچھل پڑے کہہ کہہ کے السلام
اٹھا وہ ہاتھ جو منے کو مشعرِ احرام
محرابِ کعبہ خم جو ہوئی پیشوائی کو
قوسین کے سرے نظر آئے خدائی کو
بو حمرہ ثمالی و اعشی و عبیدہ
عبداللہ بن بکر و سیمان و عروڑ
اشع، ابو الہیاج و معلی سے نیک خو
یہ چہرے آفتابِ امامت کے روڑو
ہر چہرہ برقِ طور ہے شعلہ ہے نور کا
نشیتر چھلک رہا ہے شرابِ طہور کا

پوچھ ان کا مرتبہ تو فضیلِ یسار سے
اعین کے ایک اک خلیفِ نادر سے
داؤد ابنِ زریٰ عالی و قار سے
معروف و بلعیر و یزید بہار سے
عالم میں دھوم آپ کی دریا دلی کی ہے
طینتِ رسول کی ہے طبیعتِ علی کی ہے
گلِ بانگِ عنذیبِ رسالت کلام ہے
زندہ انہیں کے دم سے مسیحا کا نام ہے
یوسف نہ گرے بھی تو ان کا غلام ہے
ہاتھوں میں ان کے بادۂ کوثر کا جام ہے
یہ نئے خدائے ان کے عدو پر حرام کی
مہر ہیں بی جام جام پر مستوں کے نام کی
اس بادشاہ کے تو غلاموں پر کر نظر
خادم ہے ان کا مالک دینِ رام ہے
سقا ابو یزید سا بسطام کا گھر
ہشام بن حکم سا ہے شکرِ دِنام دور
کچھ اور طالبانِ علوم و حدیث ہیں
مولیٰ و خضر و عیسیٰ و ادیس و شیش ہیں
سفاح سے امیرِ سنگ کا سخت دُور
آلِ نبی پہ اپنوں کے ہاتھوں وہ ظلم و جور
منصور کے ستم بھی بڑھے زور اور اول
ہائے یہ اہلِ دین کے طریقے چلنِ یطوڑ
راہوں پہ سولیاں بھی ہمیشہ گری رہیں
لاشیں خدا پرستوں کی برسوں پڑی ہیں

آلِ نبی ستم کا ہمیشہ رہی شکار
روکا امامِ پاک نے ظالم کو بار بار

لیکن انہیں سے حرمتِ کعبہ بچی رہی

خاکِ حرم میں سائے کی خوشبو رچی رہی

حسینہ سی کینز وہ پردہ امام
جس کا منظر بھی ہے مشہور خاص عام

وہ یحییٰ ابن اکثم قاضی ہے لاکلام
دو چار رسوں ہی میں ترکی ہوئی تمام

پرچم کھلا زبانِ صداقت بیان کا

رہ رہ کے رنگ اڑنے لگا حکمران کا

منصور نے جو قتل کو بھیجے تھے نوجوان
بے مہر سنگدل وہ سنگرد و بد زبان

تیز نیکِ ید نہ کوئی ڈرنہ خوفِ جاں
حضرت کو دیکھتے ہی پکارتے کہ الامان

ہتھیار بھینک پاؤں پہ مولا کے گر گئے

حرّہ کی طرح جہیم سے جنت کو بھر گئے

منصور بد گھر کو مگر تاب تھی کہاں
انگور زہر کردہ مدینے کئے رواں

انگور بول اٹھے کہ اے شاہِ انسِ جاں
ہم مرگِ ناگہاں ہیں نہ آلودہ ہوزِ جاں

فرمایا کوئی غم نہیں راضی رضا پہ ہیں

صادق ہیں اور خوش بھی تو حکمِ خدا پہ ہیں

عزیزِ نور و صبر

یارب ہمارے حال پہ نطفِ تمام کر
اس پاک سرزمین کا زمانے میں نام کر

یہ تیرا ملک و مال ہے خود انتظام کر
آزاد قیدیوں کو بحقِ امام کر

یارب! برائے سبطِ نبی نختِ فاطمہ

ہم بے کسوں کے رنج و الم کا ہونا تہ

مولا ترے کرم کا ہے شہرہ جہاں جہاں
از قاف تا بہ قاف زینِ تابہ آسماں!

بجائی پر میرے حمد ہوا ہے جوناگہاں
باقی رہے جاں بلب ترا جعفرِ عظیم جاں

مولا ہے واسطہ تجھے بابا کے نام کا

نچ جائے بجائی موت سے تیرے غلام کا



وہی امامِ زمانہ

ک سلام

اے سلامی جب گھٹا چھائی ہے دل پر یاس کی
یا علیؑ کے ساتھ ہی یاد آگئی عباس کی
حسن میں یوسفؑ کہاں ماہِ بنی ہاشمؑ کہاں
رعب سے رُک جائیں سانسیں عیسیٰؑ دایاں کی
نام نامی جب لیا دل بھر گیا ہے نور سے
وجد میں رو آگئی دم توڑتے انفاس کی
غیظ کے عالم میں ہوں تو قہر ذاتِ ذوالجلال
شفقت و رحمت میں ہیں تصویر خیر الناس کی
چھول سے ہونٹوں پہ شرمیلی ہنسی آئی ہوئی
جس طرح یا قوت کے تختے پہ ضر الماس کی
مرد میدان، شیر دل، شاہیں جگر بانگجاں
اس پر یہ ذوقِ وفا، یہ روشنی احساں کی
امتحان کے بعد ہی رتبہ ملا کرتا ہے دوست
ساتھی کوثر کا بیٹا اور شدتِ پیاس کی
شمر کا خطِ اماں پایا تو فرمانے لگے
یاد ساری داستان ہے آج بھی قرطاس کی
کارزارِ کربلا میں جنگِ سرکارِ وفا
جان ہے بدر و حنین و خیر و اوطاس کی

۲۱ مولودِ حرم

تاجدارِ صلِ عطا، شہسوارِ عرصہ لافتنی ہزار

قل کفیٰ، مولودِ صرم حضرت علیؑ علیہ السلام

کہہ دوئی ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

درمخ حضرت علی علیہ السلام

یہ کون ذی جناب ہے بلا کی آب و تاب ہے
غضب کا رعب داب ہے اجل بھی آب و تاب ہے
حرم کا آفتاب ہے

یہی تو بو تراب ہے

جوان بے نظیر ہے یہ قدیوں کا پیر ہے
امیر کباب امیر ہے نبی کا یہ وزیر ہے
خدا کا انتخاب ہے

یہی تو بو تراب ہے

چلی اسد کی لاڈلی چلی سوئے حرم چلی
ظہورِ آیت جسی زبے ولادت علی

دل عدد کیا ہے

یہی تو بو تراب ہے

اہی بہر انبیاء بحرِ متِ صحیفہ ہا
قبول کر مری دعا اے تو کہ ہے مرا خدا

کرم کہ اضطراب ہے

یہی تو بو تراب ہے

حرم کا احترام ہے کہ یہ تر اقام ہے
کنیز کو بھی کام ہے ارادہ قیام ہے
یہ وقت فتح باب ہے

یہی تو بو تراب ہے

جدار کعبہ پھٹ گئی علی کو دیکھ مٹ گئی
وہ درمیاں سے کٹ گئی صدف بنی سمٹ گئی
نصیب کا میاب ہے

یہی تو بو تراب ہے

یہاں وہاں پہ تذکرے دُکال دُکال پہ تذکرے
درمغاں پہ تذکرے مکال مکال پہ تذکرے

عجیب انقلاب ہے

یہی تو بو تراب ہے

یہ ہر کوئی ہے پوچھتا کہو تو یا رکیب ہوا
کہاں گئی وہ باصفا کہو، کوئی پت چلا
دلوں کو بیچ و تاب ہے

یہی تو بو تراب ہے
پکارتی ہے ساجدہ اری صفیہ! کچھ سنا
کہاں گئی چچی بھلا چچا سے پوچھ کر بتا
کہاں وہ ذی جناب ہے

یہی تو بو تراب ہے
وہ طالب عقل ہوں کہ جعفر شکیل ہوں
وہ قاضی وکیل ہوں کہ شہر کے اصل ہوں
زباں پر یاد ہا ہے

یہی تو بو تراب ہے
نہ قفل میں خرابیاں لگا رہے ہیں چابیاں
کہاں ہوں کامیابیاں یہ دیکھ بو ترابیاں
حجاب کیا حجاب ہے
یہی تو بو تراب ہے

کھلا نہ قفل در کھلا ملانہ آج گھر کھلا
نہ عقدہ گھر کھلا نہ راز غیر پر کھلا
خدا کا سد باب ہے

یہی تو بو تراب ہے
تمام لوگ ڈر گئے کہ تین دن گزر گئے
ادھر گئے ادھر گئے در رسول پر گئے
وہاں تو اک جواب ہے

یہی تو بو تراب ہے
یہ فاطمہ کا بچوں ہے یہ شوہر بتوں ہے
یہ بازوئے رسول ہے یہ دین کا اصول ہے
یہ معنی کتاب ہے

یہی تو بو تراب ہے
ازل کا شاہکار ہے ابد سے ہمنار ہے
عجم کا شہریار ہے عرب کا تاجدار ہے
رسول کا شباب ہے
یہی تو بو تراب ہے

جوان سرفراز ہے ازل سے پاکباز ہے
تو تلوں کا ناز ہے نفس نفس ناز ہے

بھلا کوئی جواب ہے

یہی تو بوتراب ہے

امیر شہر مصطفیٰؐ فردغ بزمِ ایش
سرود سازِ صلّٰتیؐ یہ شہسوارِ دلافتیؐ

نئی کے ہمرکاب ہے

یہی تو بوتراب ہے

لڑا ہے یوں لڑائیاں صفوں کی کہیں صفائیاں
ہیں آج تک دُکائیاں دلوں میں ہیں بُرائیاں
تو بغض بے حساب ہے

یہی تو بوتراب ہے

دلِ عدو میں تھر تھری لڑ رہے ہیں خیری
بچے نہ کوئی عنتری صنم کہیں ہری ہری

خدا کا یہ عتاب ہے

یہی تو بوتراب ہے

یہ شیرِ ذوالجلال ہے جوان بے مثال ہے
ہمّائے نیکِ فال ہے کسی کی کیا مجال ہے

وہ چیلِ یہ عقاب ہے

یہی تو بوتراب ہے

یہ وہ کریم ذات ہے بہشت جس کے ہاتھ ہے
یہ ضامنِ حیات ہے وسیلہٴ نجات ہے

دُعا جو مستجاب ہے

یہی تو بوتراب ہے

یہ نوح کی نجات بھی کلیم کی برات بھی
مسح کی حیات بھی یہی خدا کا ہاتھ بھی

یہی پس حجاب ہے

یہی تو بوتراب ہے

کوئی گدا پکار دے تو ادب بے شمار دے
قطار در قطار دے نمازیں اُتار دے

جو مہرِ ہاتھاب ہے

یہی تو بوتراب ہے

یہ قدسیوں کا پیشوا سوارِ دوشِ مُصطفیٰ
نہ پوچھ اس کامرتیا نبی مدینہِ عِلم کا
مگر جو اس کا باب ہے
یہی تو بوتراب ہے

مغاں کہ جو شراب دے جو دے تو بے حساب دے
گیا ہوا شباب دے دُعاؤں کا جواب دے
جو کام ہے شباب ہے

یہی تو بوتراب ہے

یہ ہمسایاں فقیر پر یتیم پر، اسیر پر
مزاں اپنے پیر پر رسول کے ضمیر پر
خطا سے اجتناب ہے

یہی تو بوتراب ہے

یہ مرد شیر مرد ہے شجاعِ غول میں فرد ہے
فلک جو گرد گر ہے زمین زرد زرد ہے

کہ ضرب لا جواب ہے

یہی تو بوتراب ہے

عرب کے لاکھ جنگجو بڑی، دلیر، تند غو
کبھی ہوئے جو زبردو جگر ہوئے ابو اہو
یہی تو شیرِ غاب ہے

یہی تو بوتراب ہے

وہ دشمنوں کی صفِ سپہِ بشرِ کماں بکف
ادھر صدائے لاخف، ادھر شہنشاہِ نجف
مرے سے محراب ہے

یہی تو بوتراب ہے

ذرا یہ دیکھے تو قدِ خجی ہے عمر و عیدود
یہ روئے پاکِ خال و خد یہ سُن کبریا کی حد
جو دیکھے تو اب ہے

یہی تو بوتراب ہے

عدو کے رنگِ نقِ مئے بدنِ عرقِ عرق ہوئے
جگرِ تسمِ شقِ مئے یہ ہم جو اہلِ حق ہوئے
تو حسن بے نقاب ہے

یہی تو بوتراب ہے

یہ فخر بزم جان و تن رئیس ملکِ پنجتن
یہ پیشوائے اہل فن یہ ایلیاؑ و یو الحسنؑ

کنیت و خطاب ہے

یہی تو بو تراٹ ہے

علمی کی دھونڈ قریبیں نبی کی ان میں عظمتیں
سخن سخن میں لذتیں یہ گفتگو میں برکتیں

بہشت کی شراب ہے

یہی تو بو تراٹ ہے

یہ برقِ اوجِ طلوع ہے یہی قریبِ دود ہے

یہ آسمان کا نور ہے زمین کا غرور ہے

لقب ہی بو تراٹ ہے

یہی تو بو تراٹ ہے

یہ شاہد و شہود ہے امامِ بہت و بود ہے

وجود کیا و بود ہے یہ شالِ دود ہے

جو دین کا نصاب ہے

یہی تو بو تراٹ ہے

قرارِ قافِ قدسیاں بہارِ باغِ فُوریاں

یہ محورِ جہاں جہاں مدارِ ہفتِ آسمان

یہ عرش کی طناب ہے

یہی تو بو تراٹ ہے

یہ غایتِ المرام ہے یہ کعبۃ المکرام ہے

جو دشمنِ امام ہے وہ نقطہ حرام ہے

حدیثِ آنجناب ہے

یہی تو بو تراٹ ہے

امامِ روزگار بھی دلوں پہ اختیار بھی

وف کا اعتبار بھی نبیؐ کا رازدار بھی

یہی تو قوسِ قاب ہے

یہی تو بو تراٹ ہے

یہ تاجدارِ بحر و بر یہ نمکنت، یہ کرد و فر

ہے شادانِ خشک پر یہ جس کی دولتِ نظر

حضور کا لعاب ہے

یہی تو بو تراٹ ہے

نئی سے کر مبارکہ خدا سے کر مجاہدہ
یہ آیت مبارکہ کسی سے کیا مقابلہ

وہ خاریہ گلاب ہے

یہی تو بو تراب ہے

یہ جشن ہے غدیر کا ولایت امیر کا
امیر بے نظیر کا نئی کے اس وزیر کا

جو وارث کتاب ہے

یہی تو بو تراب ہے

علی سے ہوں عداوتیں تو کس لئے ریاضتیں
عبث ہیں یہ تلاوتیں فضول ہیں عبادتیں

نصیب ہی عذاب ہے

یہی تو بو تراب ہے

دلائے آل مصطفیٰ نہیں تو سب عمل گیا
لے شراب غلد کیا نصیب میں نکھا ہوا

سراب ہی سراب ہے

یہی تو بو تراب ہے

خدا کے بعد ہے نبی نبی کے بعد ہے وصی
یہ دن کو بھی لے مدعی تلاش آفتاب کی

تری نظر خراب ہے

یہی تو بو تراب ہے

جہاں بے ثبات میں مرے کئے حیات میں
ہوں محوشہ کی ذات میں وہ جس کے پاک ہات میں

غلام کا حساب ہے

یہی تو بو تراب ہے



سلام

ہو گیا غازی فدا شاہنشاہ آفاق پر
کب شہادت شاق ہوتی ہے دلِ شاق پر
ناز ہی کیا کیا وفا کو نام پر عباس کے
فخر ہے شبیر کو اس پیکرِ اخلاق پر
عرصہ پیکار میں سرکار تیغ بے نیام
مرمناذوق شہادت آپے مشتاق پر
اللہ دیکھنا ماہِ نبی ہاشم کا نور
قصرِ حیدر کے درو دیوارِ دہم و طاق پر
تیرا گھوڑا جا کے دریا پر ترستا ہی رہا
یہ وفا بھی نقش ہے تاریخ کے ادراق پر
اتنا کر ٹیلِ نوجواں اور اس قدر بے دست چپا
انبیاءِ روتے ہوئے آئے درِ خلاص پر
جن کے دل میں حبِ آلِ مصطفیٰ ظاہر نہیں
شک ہی کرتے ہیں ان کی شانِ استحقاق پر

○

قائمِ دوراں ۲۶

ناطقِ قرآن، معنیِ علمِ البیان، مفسرِ قرآن
قائمِ دوراں حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

درمخ امام محمد مہدی علیہ السلام

ہم نفسو کیا پوچھتے ہو روداد جنوں انسون تننا
 بحر میں کیا کیا دل پر گزری سخن کے ہاتھوں کیا کیا بچا
 پاؤں میں گم ہیں کتنے بگولے کتنے تڑپتے جلتے صحرا
 نوکِ نہاں ہر خارِ ستم کو دشتِ بلا سے کون ہے گزرا
 سرخِ چشم کہ شعلہ خوں ہے آتشِ جلوہ سوزِ درویش
 ان پلکوں پر کتنے سمندر کتنے طوفان کتنے دریا
 سچ سیاست سیلِ بلا کی، تیرِ قضا کی، تیغِ فنا کی
 مقتلِ عشق میں پاؤں جو رکھا آئی صدائے اصلا و سہلا
 دشتِ دامن میں خاکِ اُڑائی کا بکشاں روئے بنائی
 کوہ و کمر میں آگ لگائی اشکِ بہائے دجلہ و دجلہ
 تاب کہاں جو زخم دکھاؤں بارِ دگر وہ پھول کھلاؤں
 خار و شش و خاشاک کو بخشی خلعتِ شبنم صورتِ لالہ

ظلمِ رقیباں جو رجیباں طعنِ رقیباں خوفِ حریفان
 کیا نہیں دیکھا کیا نہیں گزری کونسا تیر نہ نہیں کرکھایا
 ہم دلوں کی نفرت ہائے ہم چشموں کی یاد ہے رائے
 وہ سردارِ غلام نبی خاں ڈاہر کا غربت میں سہارا
 وہ ممتاز علی خاں حیدر کے اندازِ محبت ہائے
 علی نواز و رضا حیدر کی انجمنیں وہ لطفِ مدارا
 مخیاں شعر و سخن میں تاجورانِ کشورِ فن میں
 بجھے و ابن کے جلسوں میں شرکت کی اور رنگِ جمایا
 قبلہ و کعبہ حضرت سیف علی صاحب کی دنیا دیکھی
 و غظنا ایان بڑھا، ماحولِ مبارک آبا آہا
 دیکھ چکا سنگینی و سختی، شاملِ حال ہے اب خوشِ سختی
 خانِ گرامی، مردِ یگانہ، عاشقِ آلِ نبی کا پایا
 نقمِ نقوی و سرورِ وفاقی و قیسِ حسینی و خاک بھی آئے
 وہ ارشادِ جنتیہ سے شاعرِ کامل شعر و سخن میں بکتا
 یاں جانتا ز جوتی دیکھا ان سا اور نہ کوئی دیکھا
 بل جیلِ کرمائے مستوں نے کیا مولا کا جشن منایا

مطب و ساقی جام رواقی ایک چھڑا قطرہ باقی
 پیر مغاں کی پاک مذاقی، وہ رزاقی اللہ اللہ
 ذکر سنا سرکار نسیم عباس سے ہم نے اہل عبا کا
 بات نہ پوچھو حسن بیاں کی لطفِ نباں کی داہ کیا کہنا
 پریاں تخت ہوا پر گزریں جس کر شبنمیں باغ میں آئیں
 رقص میں کر میں چشمہ بہ چشمہ، سیل تجلی، نور زالا
 چال میں ان کی لاکھوں فتنے آنکھوں کی جادو کتنے
 سر بہ گریباں جادوئے بابل گنگ ہوئے شیراز و بخارا
 تیج و خم ہر زلف کہ ہر سودا مہمتنا پھیل پھیل
 قامتِ موزوں فتنہ دوراں قہر قیامت ہر قدر بالا
 مری نوا سن سن کے نسیم باغِ طرب پر ان چڑھی ہے
 بھیر ویاں صبحوں کو سکھائیں چاندنیوں کو راگ کدارا
 ایک حسین کا ہائے یہ کہنا ہم تم راضی کون ہے قاضی
 عشق میں کیسے نوری و ناری عشق میں کیسے مومن ترسا
 ایک نگارِ شہر مونس کا عشق نہیں تھا میرے بس کا
 کوفیوں کی سی چالیں گھائیں ہونٹوں پر ایمان کا نغمہ

لعلی

ایک بُتِ دُجُو کی باتیں، تیروں تنیوں کی برساتیں
 مجھ سے یہ کہنا تو سید ہے، راضی ہے اور غالی شیعہ
 میرا کہنا مجھ میں تو سادات کی کوئی بات نہیں ہے
 حمد متوں کی دردِ زباں ہے پائے صنم پر ہر دم سجدہ
 تڑپ کے بولی ماتم کرتے میں نے نہیں خود دکھایا ہے
 تم سے تہوڑے نے کھوایا سینہ زنی کی خاطر نوحہ
 کون تہوڑے کیسا تہوڑے بولی بشارت شاہ کا بیٹا
 پان کا پتلا، چاند کا چکلا، اہلا گھلا، گورا گورا
 میں نے کہا ہم تم دونوں میں اتنا بڑا تو فرق نہیں
 ایک خدا ہے، ایک نبی ہے ایک کتاب و ایک قبہ
 کہنے لگی چل چل جا جا یہ بات نہ کر مت قصیں کھا
 میں جانتی ہوں تم شیعہ ہو اور عشق میں بھی کرتے ہو تقیہ
 ایک عروسِ شہر و فغانے میرے جنوں کی لاج تو رکھ لی
 میرے ضمیر و ظرف کو پرکھا میرے کلام و قول کو جانچا
 بات چلی تو پھر وہی جھانسنے پھر وہی دافل پھر وہی پاس
 وعدہ و پیمان، قول و قسم، اقرار و فاء، اصرار و تقاضا

گاہے رنج و غم کا عالم گاہے جیسے خواب کا عالم
 ہاتھ میں گجرا گئے میں کنٹھا، رنگ بھجھو کا آگ کا شعلہ
 طرف حسینہ خندہ جینے سر و خراے نرم کلاے
 سُرخ لبوں پر عشق کا نعرہ مست نگاہی توبہ توبہ
 رات گئے یہ حسنِ دل آرا، چرخ و فکا کا شوخ ستارا
 میرے سر ہانے آکے پکارا جاگ خدا جاگ خدا
 ہنس نہیں کر اُس بُت نے جگایا چنگی لی اور بات بڑھایا
 دل گھیرایا خوف بھی آیا، غنیمتیں کچھ بھی دیکھ نہ پایا
 شانوں سے اُس بُت نے جھنجھوڑا ہوش میں خرا کر چھوڑا
 کچھ گھڑیاں اس طور سے گزریں دل ڈوبا اور دُرب کے اُجھڑا
 ہوش میں آکر عرض گزارا یہ زحمت کیسی؟
 بد بختوں پر اتنی نوازش کیونکر کی تکلیف گوارا
 یہ سنتے ہی اُس ظالم نے دامن جھٹکا ہاتھ چھڑایا
 میں سمجھی تھی تو مومن ہے لیکن کوئی دشامی نکلا
 بندہ سید والا گھر ہو اور نہ تجھ کو اتنی خبر ہو
 آج کی رات ہے کتنی مبارک خلوتِ غم میں پاندا بُترا

کیسی مبارک رات کہاں کا چاند خدا رکھل کے تباؤ
 رنرو کنایہ میں کیا جانوں، جانِ تنہا میں سمجھا
 کہنے لگی سُن پیدا ہوا ہے، نورِ نگاہِ قاطع زہرا
 آج حسنِ خوش خوش پھرتے ہیں نازک نال، نرگس شہلا
 حق نے مکمل آج کیا ہے آج بنا ہے پورا اطعرا
 حیدر سے تا مہدی دیں جبریل امین نے لکھا شجرا
 نورِ امامت کے جلووں میں ڈوب گئی میں آج ملیکا
 دیکھ نبوت باندھ رہی ہے کس خاتون کے سر پر سہرا
 وہ دیکھو وہ ختمِ رسل ہیں شاہِ سل ہیں مُرشدِ گل ہیں
 سرورِ عالم ہادی اُمت انے ہوا لاؤ حئی یوحی
 ماہِ عرب ہیں شاہِ عجم ہیں معنی و مقصد لوح و قلم ہیں
 بادشہِ بطحا و حرم ہیں فرمانروائے عالمِ عقبہ
 وہ دیکھو وہ حق کے ولی ہیں صاحبِ سرِ خفی و علی ہیں
 میں نے کہا یہ مولا علی ہیں کہنے لگی اب ہوش میں آیا
 بیٹا صاحبِ عسکر ٹھہرا ہر لشکر کا افسر ٹھہرا
 چھوڑ نجف کو سرمن رائے آئے آج علیِ الاعلیٰ

ان پر ہی موقوف نہیں ہے حاضر خدمت آدم و حوا
 ابراہیم خلیل اللہ بھی دیکھنے آئے دولت کعبہ
 صاحب ضرب کلیم پکارے، ہادی و ہندی آپ ہمارے
 آپ کے دم سے طور کے جلوے آپ کی بخشش سے پیدا
 ایک طرف داؤد غر نخواستہ ایک طرف بی قدسی قصا
 ہنس کر بولے حضرت یوسف بھول گئیں نوم کو زلیخا
 آج ہم ہے ایک خدائی کہتے ہیں مومن مولائی
 جاء الحق وذهق الباطل ان الباطل کان ذوقا
 ہادی دین میں ہیں ہدی شرع متین میں ہیں
 حاکم اہل یقین میں ہیں، زیر قدم ہے عالم بالا
 آپ ہی تو اعجاز حسن میں آپ گل سرسبد چین میں
 نقش قدم محراب دعا ہے سجدہ گہ ادریش و سبھا
 کام پر نازاں ان کے نبوت نام پر قرباں ان کے آقا
 ہمت و نصرت ان کی کنیزیں پاؤں میں ان کے اوج ثریا
 اہل جہاں پر ان کی عطا میں تاج و نگین و طرہ و تمنا
 ان کے نعر ہیں بہر دارا ان کے بی غلام قیصر و کسری

سینہ علم کا وہ گنجینہ کہے جسے حکمت کا خزینہ
 ان پر تصدق دانش یونان ان کی سلامی دولت رما
 ان کی شہامت ان کی لیاقت ان کی شجاعت ان کی شہرت
 ناز خلیل و فخر فریح و حسن حسین و عصمت یحییٰ
 ذات و صفات کی بحث نہیں ہے ختم یہاں پر شیون اسما
 ایک ہی بحر کی موجیں ساری ایک چین کے پھول ہیں چوڑے
 ضابطہ مدت کے یہ محتاج نہیں ہیں ہم کیا سمجھیں
 عمر و سنن کی بات نہ پوچھو حضرت نبی کا نام نہ لینا
 شاہ شہاں میں فیض ساں ہیں دولت دل میں حرمت جاں ہیں
 ان کی اطاعت ہم پر واجب ان سے محبت عین تولد
 جشن منائیں بھول اڑائیں عیش و طرب کے نغمے گائیں
 جعفر طاہر حرف دعا پر ختم کرو اب تم بھی قصیدہ
 وسعت لطف کے صدقے مولا ضیق سے میری جان رہا ہو درہ کا ۷ ص
 آپ کے ہونے اور یہ تنگی ناک میں دم ہے یا شہ والا
 ایک نگاہ لطف ادھر بھی بھول عطا ہوں اور نمر بھی
 آپ کا دامن طوبی و مدد آپ کے دم سے گلشن دنیا

نوحہ

جب سرشاخ نظر کوئی گلاب آتا ہے
یاد بے ساختہ فرزندِ رباب آتا ہے
بنتِ زہرا تیرے پردے کا تو آیا نہ خیال
نام لیتے ہوئے ظالم کو حجاب آتا ہے
جب کبھی ساحلِ دریا پر چمکتے لگے یاد
یاد ہم کو علی اکبر کا شباب آتا ہے
روپڑی دیکھ کے دربار میں زہرا ثانی
ہر مسلمان کے لئے جامِ شراب آتا ہے
بات اُن کی بھی نہیں آج مسلمان سنتے
عرش سے جن کی دُعاؤں کا جواب آتا ہے
ایک دن ٹوٹ ہی جاتا ہے شمر کا فسوس
کوئی مختار بھی لینے کو حساب آتا ہے
عرصہ حشر میں کھرام بپا ہے طاہر
کون ڈالے ہوئے چہرے پر نقاب آتا ہے

گلِ نرجس 23

قابع الکفر والطغیان، محی السنتہ، گلِ نرجس

حضرت امام صاحب العصر والزماں

علیہ السلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دریغِ حشر امامِ العصر الزماں علیہ السلام

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

وہ زلفِ فسون ساز ہے پھر مشکِ فشاں دیکھ یہ طرزِ و طرازِ کرم گلِ نفساں دیکھ
اک طرفہ تجلی ہے کراں تابا کراں دیکھ یہ بادِ صبا، ماہِ جواں آپ رواں دیکھ

یہ رنگِ چین، رنگِ جہاں گزراں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

ہر خار کو رودادِ چین نوکِ زباں ہے کیا رنگِ سخن کیا روشِ حُسنِ بیاں ہے
ہر پھول پر رندوں کو گلابی کا گماں ہے ایسا کوئی ساتی کوئی میخانہ کہاں ہے

یہ محفلِ یاراں، کرمِ پیرِ مغاں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

کچھ رندِ درِ ساتی کوثر پہ کھڑے ہیں کچھ پی کے سئے تابِ وِلاست پٹے ہیں
کچھ اور دکانوں کے بھی گونا نام پٹے ہیں واں خالی کھجوریں ہیں یا پانی کے گھرے ہیں
یاں زیرِ قدمِ زمزم و کوثر ہیں رواں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

ہے یکِ دری اور دمِ بالِ پری اور ہے تاجِ خروس اور سرتاجِ وری اور
صدیق کی شان اور ہے کھوٹوں کی کھری اور میخانہ توحید کی ہے ساتی گری اور
بقال کے بس کا تو نہیں کارِ مغاں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

بنداد کے بقال ہوں یا کوئے کے حجام ان پر نہ کھلا ہے نہ کھلے گا درِ الہام
تصاّب کو بونہون کی دیتے ہیں خمِ و جام کیا اُس کو خبر چیز ہے کیا بادِ اکرام
ہاتھوں میں سفیہوں کے نہ دے رطلِ گراں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

جس شخص کے ہاتھوں میں رہے روزِ تراژڈی ڈرجائے جو سُن لے وہ کبھی نعرہ یا صو
دیکھے کسی غازی کو تو سمجھے کہ ہے ڈاکو تقدیر کو روتی پھرے کجخت کی جو رو

دیتا ہے بڑے شوق سے مسجد میں اذان دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

نکلے نہ گھروں سے جو کبھی لوگ اکیلے گھوٹے تو کجا دیکھے نہ ہوں خالی طویلی
گنتے رہے مسجد میں جو خیرات کے تھیلے کیا جانیں وہ بے چار لڑائی کے جھیلے

یہ جانِ خریں اور کہاں ضرب گراں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

یقال کبھی صاحبِ میدان نہیں ہوتا جو تو نہ بڑھالے وہ پہلواں نہیں ہوتا
دارھی سے تو بکرا کبھی انسان نہیں ہوتا ہر مرد مری جانِ شہر مرداں نہیں ہوتا

قرآن میں مردوں کی علامات و نشان دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

مسجد کے تو کرتا رہا تو پھیریں پہ پھیرے دیکھا نہ مگر قدسی ہیں کن لوگوں کو گھیرے
باریک مسائل بھی میں ادراک میں تیرے دیکھے نہیں میدان میں جگہ دراڑوں کے ڈیرے

پہچان کے تہلا کہ یہ ہیں کون جواں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

اصحابِ نبی میں درِ خیر کے مقابل جانِ باز جواں مرحبِ مختار کے مقابل

ہو کون مگر حضرتِ حیدر کے مقابل حیدر کو بٹھاپنے پیمبر کے مقابل

جو فرق نظر آئے ذرا کر تو بیاں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

شباز کی بات اور کیوتر کی ہے بات اور ہوں کتنے ستار مرہ افور کی ہے بات اور

احباب کی بات اور برادر کی ہے بات اور ہاں نفسِ نبی نفسِ پیمبر کی ہے بات اور

آئبرِ نبوت پہ یہ پاؤں کے نشان دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

بھائی سے نہیں بڑھ کے کوئی بھائی کا دوسرا ہم رتبہ نہ ہو جی تو وہی خود ہی انداز

وہ رعب کہ رُک جاتی ہے جبریل کی پڑا وہ بوجہ کہ دے گر پس پردہ کبھی آواز

سرکار کو ہوا اپنے ہی بھے کا گماں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

باراں شبِ معراج کا افابک پہ غل ہے خیر کا دیا بھی تو دم صبح سے گل ہے

اک بجائی اگر شاہ سب ختم رس ہے تو دوسرا مختار زمین، مُرشد کل ہے
وہ درپہ اترتے ہیں ستارے یہ سماں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

ہوان سے عداوت تو مسلمانیاں کیسی بیکار ہیں بیکار یہ قربانیاں کیسی
داناؤں سے بھی ہوتی ہیں نادانیاں کیسی اے یارِ پری چہرہ یہ حیرانیاں کیسی
ہمدی کبھی بن سکتے ہیں مسجد کے میاں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

گھر حضرت زجن کا نظر گاہ حیا ہے یہ گھر ہے کہ نہبت کہ تسلیم و رضا ہے
جو فرد ہے اس گھر کا وہ مدحِ خدا ہے وہ نختِ دل سرورِ لولاک لما ہے
ہیں ان کے کرم سے یہ ترے کوئی مکاں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

ہاں ہمدی دوراں کا ہے چشمنِ ولادت یہ نازِ مشیت ہے تو دلنبدِ رسالت
درثے میں ملی ہے جسے آبا سے امت میراث کی امانت کی امانت
آدیکھ یہ ہے نفسِ رسولِ دو جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

ہاں اول و آخر یہ خدا کا ہی کرم ہے مولودِ حرم ہے کوئی سلطان اُم ہے
یہ قائمِ دوراں ہے وہ قیومِ ارم ہے محرابِ دُعا ان کا ہیں نقشِ قدم ہے
ہر نقشِ قدم قبلہ گہ دیدہ وراں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

اللہ کے اسرار سمجھتے نہیں ہم تم ہم کیا ہیں فرشتوں کے یہاں موش بے گم
ان پاک لبوں کی ہے دُعا زمرہ فم یہ پر تو رخ، چاند ستاروں کا تبسم
اثباتِ قدم سے ہیں زریں اور زماں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

واقف ہے یہ اسرارِ خفی اور جلی کا عالم ہے زمانے کی بُری اور بھلی کا
کافی یہ تعارف ہے امامِ ازلی کا گرجِ جسمِ نبی کا ہے تو کردارِ علی کا
حسین کی عادات میں چہرے سے عیاں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

دادا کا جو پوچھو تو وہ ہے خسر و دارین دادی کی جو پوچھو تو وہ ہے خند و کونین
نانا کی ہے روم کی آنکھوں پر جو نعلین نانی کی ملاقات کو شہزادیاں بے چین
مال۔ آخری آغوش امامت یہ مال دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ
وہ باپ کہ میں زیرِ نگیں عسکر و لشکر سالارِ بگردار و ظفرِ یاب و مظفر
پہنائے عدم میجِ خجل و سعتِ کشور وہ نختِ دل حیدر و فرزندِ پیمبر
ہے آبروئے معرکہ تیغ و سناں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ
طاعاتِ ابھی میں سدا عمر بسر کی حالاتِ مخالف میں تہور سے بسر کی
کیا بات ہے اس خسر و کہسارِ بگردار کی رہتی ہے قدم بوس جبین فتح و ظفر کی
وہ چوم کے ہاتھوں کو چلے تیر و کماں دیکھ
اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

یہ کون ہے اور کیا ہے تجھے یہ بھی خبر ہے مانا کہ بشر ہے یہ مگر کیا بشر ہے
یہ حیدر و زہرا کے گلستان کا شجر ہے اے مدعی یہ نخلِ نبوت کا ثمر ہے

چھا سکتی نہیں گلشنِ ایماں پر خزاں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

لودیتے میں زہرا کو پیمبر بھی مبارک ہے گیارہ اماموں کی زباں پر بھی مبارک
وہ دیکھے دینے لگے حیدر بھی مبارک لوتاج میں یہ بارہواں گوہر بھی مبارک
گوہر کہ ہے بحرین کا سرمایہ جاں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

میں دنیا میں گر سایہِ داور تو یہی ہیں میں کشتیِ عالم کے جو لنگر تو یہی ہیں
تسکین جو دیں قبر میں آکر تو یہی ہیں ہاں عرصہِ عشر میں بھی یاد تو یہی ہیں
یہ نطفِ یہ احسان و عنایاتِ شہاں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ

ہم حضرت عیسیٰ کو خبر آج کریں گے میخانے میں شبِ ہل کے بسر آج کریں گے
آرائشِ ایوانِ ہنر آج کریں گے ہاں ساتی و صہبا پہ نظر آج کریں گے
بیکار ہے یہ و سوسہ سود و زیاں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

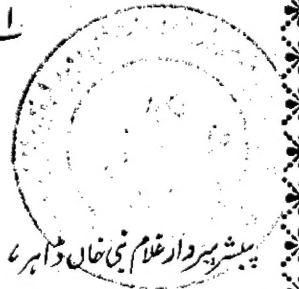
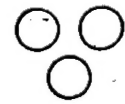
اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ
 مولایہ خطا کار و گنہ گار ہے بیمار عادات بھی کچھ ایسی بُری تو نہیں سرکار
 لکھتا ہوں کبھی مدحتِ آئمہ اطہار کرتا ہوں کسی وقت ثنائے لبِ رخسار
 اے چادرِ گرد و سوسے خستہ دلاں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ
 اے دئے کرم تابلِ شمس کناراں مہتابِ رُخاں زہرہ و شالِ مہر سواراں
 اے زلفِ سیہ تازگیِ ابرو بہاراں اے طرہِ دلدارِ نظرِ کُن سونے خاراں
 یہ آگِ یہ صحرائے تنفس کا دھواں دیکھ

اے جانِ جہاں دیکھ

اے جانِ جہاں، جانِ جہاں، جانِ جہاں دیکھ
 اے جانِ جہاں دیکھ!



پبلشر پسر دار غلام نبی خاں ڈاکٹر ۲۴ سرگروڈ بیرون لوہاری گیٹ لاہور
 قیمت پچھ روپے

صالح محمد جمالی خوشنویس ملتان

۱۹۷۳ء